بفضلہ تعالیٰ

تاریخ قندہار دکن

مولفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمۂ نظامت

ٹپہ خانجات سرکار عالی

بہ فرمایش

مولوی محمد عبدالحمید صاحب مہتمم پریس سررشتہ ٹپہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن

امانت پریس حیدرآباد دکن چھپائی گئی

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب

بعہد میمنت مہد

اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی آصفجاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان روائے ملک دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

و بہ ولی عہدی

خورشید سپہر کامگاری و درۃ التاج شہریاری عالی خیال شاہزادہ

بلند اقبال میر عثمان علیخان بہادر ظلہ العالی

و بہ وزارت

عالیجناب فیضمآب راجہ راجایان راجہ مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

طبع ہوی اسلئے مجھے خدا سے امید ہے کہ عام طور پر

محبوب ادر مقبول ہو گی ◆

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ خاتم النبیین والسلام علی آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین

التماس مؤلف

کچہہ دنون سے دل مین یہہ خیال پیدا ہو چلا تہا کہ قندہار دکن کی آبادی اور اُسکے عروج و زوال کے واقعات جو کتب تاریخ مین پراگندہ اور متفرق ہین ایک سلسلہ مین جمع کردون تاکہ جستجو کی ضرورت باقی نرہے۔

قندہار دکن میرا آبائی وطن ہے اور محتسبی کی خدمت میرے خاندان مین مخصوص ہے اور اسی تعلقہ کی جاگیر موضع ہڈلی سے حصہ پاتا ہون انعامداری اور زمینداری کی عزت بہی حاصل ہے۔ اس لئے مجھے اس کے ساتہہ خاص تعلق ہے۔ یہہ خیال جس قدر میرے لئے ضرور تہا اسیقدر اہل دکن کے لئے دلچسپ لیکن بوجہ ملازمت سرکاری عدیم الفرصتی کے باعث ہمت نہ پڑہتی تہی اس کے واقعات مختلف کتابون مین اسقدر پریشان تہے

کہ انکا جمع کرنا اور کتاب کی صورت مین اہل وطن کے سامنے پیش کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن دل مین جو شوق ایکبار پیدا ہوچکا تہا وہ کسیطرح رکتا نہ تہا۔ مین نے سوچا کہ جبرا اگر میری محنت کوئی رنگین اور دلفریب تصویر نہ بنا سکیگی تو صحیح واقعات اور گذشتہ رفعت کا خاکہ ہی کہنچ دیگی۔ جو ایک زمانہ مین قندہار کو حاصل تہی۔ آیندہ آنیوالی جماعت یا نئی فش کے نوجوان خوش نما رنگ آمیزی کرکر اس تصویر کو اپنے مذاق کے موافق دلفریب بنا لینگے ہرچند میری کوشش مشکور ہو مگر اہل ملک کے لئے ایک نمونہ ترغیب ہو جائیگی اور یہہ ہی کیا کم ہے کہ اونکو واقعات کا ذخیرہ ایک جگہ مل جائیگا۔ تاکہ جیسی چاہین اس مصالحہ سے عمارت تیار کرلین اور شاید یہہ ہی کہ دیگر بزرگان قوم جو اپنے وطن کو اسی عظمت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہین میری مثال پر چلین۔ اور اپنے اپنے وطن کے حالات پرانے پرانے کتب سے تلاش کرکے نکالین اور شایع کرین۔ اس ترقی سے جو کچھہ فائدہ پبلک کو پہونچیگا وہ محتاج بیان نہین کم از کم اتنا تو ہوگا کہ دلون مین اس خاک کی عظمت اور محبت پیدا ہوجائیگی جس سے انکا خمیر بنا ہی اور یہی کسی قوم مین اخوت کی بنا ڈالنے اور کسی فرقہ مین قومی اتحاد پیدا کرنیکی پہلی ترکیب ہوگی یہہ ہی ڈر تہا کہ فن انشا کے ماہر جو الفاظ کے پہولون سے اپنے بیان کے دامن کو رشک ارم بناتے ہین میری اس بے محاورہ تحریر کو دیکہکر کیا کہینگے۔ لیکن میرا مقصد صرف انقلابات وطن کی داستان سنانا ہے نہ زور قلم دکہانا۔ خود واقعات کی دلچسپی اور قندہار کی عظمت و شان اور عروج و زوال کا افسانہ ایسا دلکش ہے کہ محبان وطن کے دلپر اسکا اچھا اثر ہوسکتا ہے۔ اسی خیال پر مین نے قلم اوٹہایا اور قندہار کے واقعات جمع کرنے شروع کردئے قندہار مدامی طور پہ بادشاہونکا دار السلطنت نہین رہاہے جو سلسلہ وار بادشاہون کا حال بیان کیا جاتا چوتہی صدی عیسوی مین راجہ سوما دیو راج کے بعد یہہ قندہار بحیثیت پرگنہ کسی نہ کسی صوبیدار حاکم کی ماتحتی مین رہا ہے۔ اسکی شان و شوکت مین کبہی عروج تہا کبہی زوال مین نے دکن کے مستند کتب تاریخ سے قندہار کے متعلق جو مضمون پائے چن لئے۔ اور جن جن کتابون سے واقعات چن لئے گئے ہین اسی موقع پر اون

کتب کے نام ہی بتلا دئے گئے ہین - البتہ جو واقعات مشہور ہین اور مختلف کتب مین انکا ذکر ہے وہان ہمین نوٹ لکہنیکی ضرورت معلوم نہین ہوئی - اور نیز قلمی کتب اور بیاضون سے جو میرے جد بزرگوار مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت نے کتب خانہ مین رکہہ چہوڑے ہتے اور جنکو میرے والد ماجد مولانا محمد سالار صاحب مغفور نے میرے تفویض کیا انکے علاوہ اور کاغذات و اسناد قدیم جنکا ذخیرہ میرے خاندان مین میرے چچازاد بہائی مولانا حاجی بہاء الدین صاحب محتسب قندہار کے پاس موجود ہے ان سے ہی عند الضرورت بہت مدد لی ہے آخر زمانہ کے راجاؤن کے عہد حکومت کے حالات کا مواد مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب ابن حاجی سید شاہ حیدر علی صاحب کے پاس موجود تہا - اور اسکی تصدیق قدیم دفاتر سرکاری مال دیوانی اور دفتر مقدم پٹواری سے کرکے واقعات صحیح درج کتاب کئے گئے - محکمہ بندوبست اور محکمہ مالگذاری کے رپورٹون سے ہی ہمارے قندہار کے متعلق ہم نے مضمون اخذ کرکے لکہدیا ہے اور قدیم سفرنامے اور نیز بزرگان دین کے تذکرون سے ہی حالات لئے ہین اور ان کتب کے نام مناسب موقع پر بتلا دئے گئے غرض جہان تک ہوسکا معتبر اور صحیح واقعات لئے گئے ہتے اور نقلین جو عوام کے زبان زد تہین چہوڑ دی گئین -

مین اپنے قندہاری بہائیون سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے وطن اور ملک کے سچے حالات کی قدر کرینگے اور ترتیب مضامین اور اداے مطالب مین جو کچہہ غلطی اور فروگذاشت ہوئی ہو اسکی تصحیح فرمائینگے -

یہ کتاب ۱۳۱۵ھ مین مرتب ہوچکی تہی مگر بوجہ اسکے کہ مجکو اکثر ملک سرکار عالی کے اضلاع مین اپنے افسر سررشتہ کے ساتہہ دورہ کا اتفاق ہوتا رہا - اور نیز دوسرے ایسے اسباب پیش آئے کہ اس کے طبع کرنیکا موقع نہین ملا اس عرصہ مین مین نے اور ہی مختلف کتابون سے مضامین کی صحت کی اکثر مقامات پر قلمی کتابین جنکی مجکو تلاش تہی دستیاب ہوئین مین نے اپنی کتاب کی مندرجہ واقعات کی صحت مین کوتاہی نہین کی - اور اسکو درست کرتا گیا - اور ۱۳۲۱ھ مین اسکی پوری تکمیل ہوئی -

اس کے طبع کیلئے میرے وطنی بھائیون کا تو ایک عرصہ سے اصرار تھا۔ مگر جناب اخوی مولوی محمد امین الدین صاحب داروغۂ اصطبل افزائش نسل چوپایہ ملک سرکار عالی و نیز میرے عنایت فرما جناب مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر علاقہ راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر نے بھی ارشاد فرمایا اور نیز میرے برخوردار میان محمد عبد الرحیم طول عمرہٗ اور میرے ہمشیرہ زادے میان محمد عبد اللطیف عندلیب طول عمرہٗ و برادر زادے میان محمد فضیل الدین طول عمرہٗ کو اس کے چھپوانے کی بہت خوشی تھی۔ بالآخر محمد عبد الحمید صاحب خوشنویس خطیب مومن آباد و مہتمم پریس سررشتہ پٹہ سرکار عالی جو میرے ہمشیرہ زادے و داماد ہین ان کے انتظام سے اور میرے مکرم منظر بہا مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم نسیم دکن و امانت پریس کے اہتمام سے اس کے طبع کا کام شروع ہوا۔

شکریہ

اخیر چلکے مین اسکو بغیر ظاہر کئے نہین رہ سکتا کہ میرے افسر سررشتہ عالیجناب فیضماب مولوی محمد صدیق صاحب مددگار رسنے جو اسوقت منصرم ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی ہین اس کتاب کی ترتیب کے وقت اپنا گران بہا اور قیمتی وقت صرف کر کے انگریزی کتب تاریخ کے فراہم کرنے اور ترجمہ کروانے اور دوسرے دفاتر سے رپورٹون کے منگوانے مین بہت کچھہ مدد دی ہے اس شکریہ کے ادا کرنے کے لئے مجھے کافی الفاظ نہین مل سکتے جسکو مین دل کہول کر ادا کرسکون فقط ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱۔ رجب ۱۳۲۱ھ

محمد امیر حمزہ

فہرست مضامین کتاب تاریخ قندہار دکن

تمت

تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیلی حالات بطور جغرافیہ

قندہار حیدرآباد سے شمال و غرب کے جانب تخمیناً (۱۶۰) میل اور ضلع ناندیڑ مستقر ضلع سے (۲۰) میل گوشۂ مغرب و جنوب کے طرف ہے اور یہہ تعلقہ صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہے اورنگ آباد (۲۱۴۳) فیٹ سمندر سے بلند ہے۔

(۱) رقبہ اس تعلقہ کا (۴۶۱) مربع میل ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک (۳۰) میل اور عرض شمال سے جنوب تک (۲۰) میل ہے۔

(۲) اس تعلقہ کے حدود شمال مین سارکھ بارڈ (عثمان نگر) ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ اودگیر اور تعلقہ راجورہ ضلع بیدر مشرق مین تعلقہ دیگلور ضلع ناندیڑ۔ اور تعلقہ کنڈلواڑی علاقہ پائگاہ اور مغرب کے جانب تعلقہ راجورہ و تعلقہ پالم ہے۔

(۳) مردم شماری اس تعلقہ کی (۸۲۰۱۳) ہے اور تعلقہ کا رقبہ (۴۶۴) میل ہے جس سے ظاہر ہے کہ فی مربع میل ۱۷۸- آدمی اس تعلقہ مین بستے ہین خاص قندہار کی موجودہ آبادی (۷۷۰۹) ہے منجملہ اس کے مرد (۳۸۵۰) اور عورات (۳۸۵۹) ہین اور

سلہ ضلع ناندیڑ کا رقبہ ۳۳۴۳ مربع میل ہے اور اس کے تحت (۷) تعلقہ ہین اور اس ضلع کے مواضعات (۱۱۲۲) ہین اور اس ضلع کی آبادی (۶۳۰۳۱۰) ہی تھی سنہ ۱۳۰۱ف مین اسکی مالگذاری اراضی للعہ ۳۰ لاکھ للدعہ ہزار سالانہ

چیکرٹے (۵۲۷)

(۸) اس تعلقہ مین زمین مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر ہے اور وہ (۵۳۶۸) زراعت پیشہ مزارعین کے قبضہ مین ہے اور اس زمین کو (۲۲۲۷۰) بیل جوتتے ہین اور (۳۴۳۵۰) ہلون سے کام لیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک ہل سے (۳۰۲) ایکر زمین جوتی جاتی ہے -

(۹) اس تعلقہ مین خاص قندہار - اور کلہیر اور باچوٹی مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے البتہ صرف کلہیر مین ہفتہ مین دو وقت بازار لگتا ہے اس کے علاوہ معمولی ہفتہ واری بازار لوہا - جہوٹا سلگرہ - کولمبی - ارٹگا لون - دگرہ سانگوی - کیر دری پانچرم - سکو تہا - اشکور - کرلا - برٹی دگرس مین ہوتے ہین اور ان مین موسمی ترکاری اور اناج وغیرہ فروخت ہوتا ہے -

(۱۰) سالانہ میلا خاص قندہار مین متعدد بار ہوتا ہے سب سے بڑا میلا ماہ رجب مین حضرت حاجی شیخ سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ کا عرس اور اوس کے ساتھ ہی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا عرس ہوتا ہے اور یہ میلا بہت بڑا میلا ہے -

اور ماہ محرم مین حضرت مشکل آسان شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اور موسم سرما مین کامل ایک مہینے تک ہر پنجشنبہ کو قندہار کے بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کے لئے دور دراز مقامات سے زراعت پیشہ وساہوکار و متفرق لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اور بڑا میلا رہتا ہے -

گرما کے موسم مین ہولی کے بعد تال نگر کے قریب بہوانی دیوی کی جاترا ہوتی ہے اور ایک شبانہ روز اہل ہنود کا کثیر مجمع رہتا ہے -

دوربانہ دورہ مین بھی اسی گرمی کے موسم مین ایکروز بڑا میلا ہوتا ہے مواضعات تعلقہ قندہار کے کلہیر - بالور - برٹی بوری - سکو لمبی - پانگرا - دانکہ - آمرج

له موسم سرما مین پوس سدی و پوس بدی ہندی مہینا ہے تاہم جو آخر ماہ ڈسمبر اور اول ماہ جنوری سے مطابقت ہوتی ہے

راے واڑی میں بھی سالانہ جاترہ کا میلا ہوا کرتا ہے۔

(۱۱) اس تعلقہ میں ایک ندی میناڑ بہتی ہے جو قلعہ دہرما پوری تعلقہ راجورہ کے پہاڑوں سے نکلی ہے اور یہہ تعلقہ قندہار سے بہتی ہوئی ضلع اندور میں چل کر مانجرہ میں مل گئی ہے۔

ناگ جھری ندی خاص قندہار کے رمنہ کے پہاڑوں سے نکلی ہے جہاں سے پانی کا جھرنا نکلا ہے وہاں سانپ کے منہہ کی طرح پتھر تراشکر لگایا گیا ہے اس لئے ناگ جھری اس ندی کا نام ہندوؤں نے رکھدیا ہے اور یہہ ندی مانس پورے ہوتی ہوئی میناڑ میں مل گئی ہے۔ کل رفتار اس ندی کی چار میل سے زاید نہیں ہے۔

بریدشاہی عملداری میں اس ندی کو روک کر تالاب تیار کیا گیا تھا بہت ہی بڑا مستحکم تالاب کا بند اور پانی کے روانی کا پختہ دہانہ بنایا گیا تھا مگر دہانہ کی قریب تالاب کا بند ٹوٹ گیا راجہ لعل کبیری سنگہہ نے دہانہ کی ترمیم کروائی تھی مگر مفید نہ ہوی ندی زوردار ہے پانی تھم نہ سکا اور اس کے جانب پہر کسی عملداری میں توجہہ نہیں ہوئی اس تالاب کے پاس پہاڑی کے دامن میں بریدآباد ایک آبادی تھی وہ آبادی راجاؤں کے آخری عملداری تک برتبدیل نام قایم رہی۔ راجہ لعل کبیری سنگہہ نے لعل نگر بسایا اور لعل نگر کا تالاب تیار ہوا اس آبادی کا وجود موجود اور اسکا نام فریدآباد مشہور تہا۔ یہاں جانوروں کی ہفتہ وار خرید و فروخت ہوتی تھی اور بازار لگا رہتا تھا اس آبادی کو بعض لوگ پنچال نگری بھی کہتے ہیں

چونڈا اسری دیوی | چونڈا اسری دیوی کا مندر اس آبادی میں تھا دیوی کی منقش مورت ایک بڑے پتھر پر اب تک موجود ہی اور ہنوماں کی مورت بھی قدیم یادگار ہے۔

(۱۲) قندہار کا تالاب بڑا ہے اور اس سے دو نہریں بہتی ہیں باغات کو سرسبز و شاداب

ؔلہ بعض قدیم کاغذات میں لعل نگر تالاب کو رند اور اسکی زمین ساڑھے چار چاور لکھا ہے۔

رکھنے کے علاوہ (۲۰۰) ایکر زمین مین اس تالاب کے پانی سے زراعت دہانکی ہوتی ہے

جو نہر آبادی سے ملی ہوئی حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے روضہ کے روبرو سے بہتی ہے

دو انگل کی باولی اس نہر پر سنگ بست پختہ ٹپا کر دیا گیا ہے مقدس روضے کے ابتدائی سیڑہیون کے کچھہ فاصلہ پر اس نہر بنانے والون نے نہر کی شناخت کے لئے ایک پتھر مین دو انگل کے مقدار کا سوراخ بنا دیا ہے اگر کسی چھوٹی سی چیز کو تاگا باندہکر اس سوراخ مین چھوڑکر پھر واپس نکالا جائے تو وہ تر ہوکے نکلتی ہے دلچسپی اور کھیل کے طور پر اکثر بچے کوڑیون کو تاگا باندہکر اسی مین چھوڑا کرتے ہین اس لئے اس کا نام دو انگل کی باولی مشہور ہوگیا ہے۔ اس نہر کے پانی سے شرقی حصہ کے باشندے فائدہ اوٹہاتے ہین باغات سے ہوتا ہوا اس نہر کا پانی بہادرپورہ تک جاتا ہے اور ضرورت سے زیادہ پانی بیناٹ ندی مین مل جاتا ہے۔

پن چکی اورنگ پورہ کی جانب کی نہر کا پانی ناندیڑی دروازہ اور لال نگر کی آبادی سے ملکر مانس پوری تک جاتا ہے اور وہان کی زراعت کو فائدہ پہونچاتا ہے اس نہر کے دہانے کو دکا مولی کاتم) کہتے ہین اسی مین نہر کی پن چکی ہے۔

پاتی نالہ اوس ندی کو کہتے ہین جو قندہار کے جنوبی غربی پہاڑون سے بہکر اسکا پانی تالاب مین آتا ہے وجہہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ اسکے دلدل مین ہاتی پہنس کر مرگیا تھا۔

لال نگر کا تالاب لال نگر کا چھوٹا سا تالاب ہے جس کا پانی موسم سرما کے آخر حصہ تک رہتا تھا مگر اسکا بند ٹوٹ گیا۔

کنول تالاب یہہ حوض نما خوبصورت بنا ہے اس مین کنول کے پہول کہلتے ہین بڑے تالاب اور لال نگر کے تالاب کی امداد سے یہہ بہرا ہوا رہتا ہے۔

موضع پانگرے کا تالاب اس تالاب کے پانی سے (۴۵) ایکر زمین مین وہان کی پیداوار ہوتی ہے کامل تالاب بہرنے پر سات سو روپیہ سالانہ محاصل کی کاشت دہانکی ہوتی ہے

[1] مخدوم کا کالوا مشہور ہے کیونکہ حضرت مخدوم کی روضہ کے سامنے سے یہہ نہر بہتی ہے

موضع کروڑا کے تالاب سے (۴۵) ایکر زمین کو پانی پہونچتا ہے اس سے سالانہ (۲۶۴) روپیہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور چند مواضع مین چہوٹے چہوٹے تالاب ہین مگر مرمت طلب ہونے سے ان مین بیا پانی نہین رہتا اور ان کے ذکر کرنیکی ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی۔

سنہ ۱۳۱۵ف مین تعلقہ قندہار کی جو کچہ حالت موجودہ تہی بیان کردیگئی۔

فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بہ شمول جاگیرات و مقطعجات معہ تعداد مردمان و امکنہ بموجب مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۰۰ف

نشان نمبر شمار	نام موضع	تعداد مکانات		مردم شماری			کیفیت
		پختہ	کچہ	مرد	عورات	جملہ	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	خالصہ						
۱	قصبہ قندہار	۱۵۹۴	۸۳	۳۸۵۸	۳۸۵۱	۷۷۰۹	
۲	کلمبیٹر	۱۳۲۱	۱۵۲	۳۰۰۴	۳۰۱۵	۶۰۹	
۳	لوہا	۷۸۲	۵۳	۱۶۹۶	۱۷۱۳	۳۴۰۹	
۴	پانجرم	۴۷۰	۹۲	۱۱۹۹	۱۱۰۹	۲۳۰۸	
۵	مالاکولی	۴۰۳	۵۷	۱۰۹۱	۱۰۳۱	۲۱۲۲	
۶	بڑاجام	۴۴۹	۴۷	۱۰۴۲	۱۰۳۳	۲۰۷۵	
۷	کوٹہا	۳۵۳	۳۵	۷۹۶	۸۷۶	۱۶۷۲	
۸	انبولگہ	۳۴۸	۴۴	۸۷۹	۸۵۱	۱۷۳۰	
۹	برٹہی دیگرس	۲۶۹	۱۷	۸۹۹	۸۲۳	۱۷۲۲	

۱۰	باچوٹی	۳۵۷	۲۹	۸۳۵	۸۷۲	۱۷۰۷	
۱۱	کورلہ	۳۴۵	۳۸	۸۴۳	۸۲۸	۱۶۷۱	
۱۲	ساورگاؤں نصرت	۲۸۷	۳۴	۷۰۸	۷۳۰	۱۴۳۸	
۱۳	ہالدہ یعنے ہلدا	۳۰۳	۳۷	۷۳۴	۷۰۲	۱۴۳۶	
۱۴	آشٹور	۲۸۶	۳	۶۳۱	۶۲۸	۱۲۵۹	
۱۵	پانگرہ	۲۹۲	۲۱	۶۲۸	۶۱۸	۱۲۴۶	
۱۶	باردل	۲۲۸	۱۶	۵۸۹	۶۰۹	۱۱۹۸	
۱۷	گولبنی	۲۴۸	۵۱	۵۴۰	۵۴۲	۱۰۸۲	
۱۸	سگرڑگہ	۲۲۴	۳۱	۵۴۰	۵۲۳	۱۰۶۳	
۱۹	سرگاؤں	۲۰۵	۳۲	۵۱۴	۵۳۶	۱۰۵۰	
۲۰	چانڈولہ	۲۰۷	۲۴	۵۱۰	۵۲۱	۱۰۳۱	
۲۱	رسنگاؤں	۲۲۲	۲۳	۴۹۷	۵۱۱	۱۰۰۸	
۲۲	ٹنبھورنی	۱۸۲	۱۵	۴۹۲	۴۴۶	۹۳۸	
۲۳	چھکلی	۲۱۱	۱۶	۴۷۹	۴۵۶	۹۳۵	
۲۴	ہسون سطرچ	۱۹۶	۲۵	۴۶۵	۴۵۷	۹۲۲	
۲۵	ملگاؤں	۹۵	۱۶	۴۵۴	۴۴۲	۸۹۶	
۲۶	گول	۱۸۰	۳۵	۴۳۱	۴۲۴	۸۵۵	
۲۷	چھوٹی مبدولی	۱۷۰	۱۷	۴۴۲	۴۱۰	۸۵۲	
۲۸	زولی	۱۸۰	۱۶	۴۰۰	۴۳۱	۸۳۱	
۲۹	بوری بڑی	۱۶۲	۱۴	۴۴۰	۳۸۸	۸۲۸	
۳۰	دگڑسانگوی	۱۷۰	۴۵	۴۱۲	۴۰۶	۸۱۸	
۳۱	واکھرٹ	۱۳۱	۱۰	۴۱۴	۳۸۶	[illegible]	
۳۲	سلاٹ سکلم	۱۵۵	۱۶	۴۱۵	۳۷۶	[illegible]	

۳۳	ڈونگر گاؤن متصل لیبنی	۱۵۲	۲۵	۳۸۶	۳۹۲	۷۷۸	
۳۴	سرور نزدیک مکھیڑ	۱۶۱	۶	۳۸۵	۳۷۷	۷۶۲	
۳۵	گونہار	۱۴۹	۱۲	۳۷	۳۶۲	۷۳۲	
۳۶	سانگوی منگل	۱۳۹	۱۹	۳۷۶	۳۴۶	۷۲۲	
۳۷	گولہ گاؤن	۱۴۴	۱۵	۳۴۷	۳۷۲	۷۱۹	
۳۸	مروال	۱۵۳	۱	۳۵۴	۳۵۶	۷۱۰	
۳۹	گہوڑج	۱۴۹	۱۲	۳۸۷	۳۲۱	۷۰۸	
۴۰	باسودی	۱۳۹	۲۹	۳۶۴	۳۳۵	۶۹۹	
۴۱	گونٹور	۱۳۵	۱۴	۳۴۷	۳۳۹	۶۸۶	
۴۲	دیول گاؤن	۱۴۹	۱۹	۳۴۵	۳۲۲	۶۶۷	
۴۳	انڈگہ	۱۱۹	۲	۳۳۸	۳۳۹	۶۶۷	
۴۴	دہامن گاؤن	۱۲۳	۱۹	۳۳۷	۳۲۷	۶۶۴	
۴۵	ناگل گاؤن	۱۲۴	۰	۳۴۴	۳۰۲	۶۴۶	
۴۶	نندن بن	۱۳۱	۱۲	۳۳۱	۳۱۲	۶۴۳	
۴۷	کلک	۱۳۵	۱۵	۳۲۶	۳۱۵	۶۴۱	
۴۸	کیرور	۱۴۶	۲۲	۳۲۰	۳۱۳	۶۳۳	
۴۹	دیگرس چھوٹی	۱۱۷	۱۷	۳۱۴	۲۸۸	۶۰۲	
۵۰	ارگاون	۱۳۴	۲۰	۳۱۹	۲۷۸	۵۹۷	
۵۱	دہی ٹہانہ	۱۱۹	۰	۳۱۸	۲۷۲	۵۹۰	
۵۲	منگنا ہلی	۱۲۷	۶	۳۱۳	۲۸۱	۵۹۴	
۵۳	ساپال	۱۳۹	۹	۳۰۱	۲۸۰	۵۸۹	
۵۴	سانگوی بنگ	۱۳۰	۰	۲۹۷	۲۹۱	۵۸۸	
۵۵	ہیرگہ جانیراو	۱۲۰	۱۰	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶	

۵۶	لالونڈی	۱۵۰	۲۲	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶
۵۷	رالونلی	۱۰۷	۲۵	۲۸۱	۳۰۳	۵۸۴
۵۸	جابنلی	۱۱۸	۱۳	۲۸۴	۲۹۱	۵۷۵
۵۹	مرسیونی	۱۱۷	۳۲	۲۹۰	۲۷۵	۵۶۵
۶۰	چونڈی	۱۱۴	۳۷	۲۷۸	۲۷۸	۵۵۶
۶۱	بوم نالی	۱۱۵	۱	۲۷۵	۲۷۵	۵۵۰
۶۲	چھوٹی لاٹ	۱۱۷	۹	۲۷۰	۲۷۷	۵۴۷
۶۳	بڑی برولی	۹۹	۴	۲۶۶	۲۷۶	۵۴۲
۶۴	وردٹ	۱۰۲	۱۳	۲۸۸	۲۵۴	۵۴۳
۶۵	جنرکہ	۱۰۴	۸	۲۷۶	۲۶۶	۵۴۲
۶۶	کارگاؤن	۱۰۷	۴۲	۲۵۸	۲۶۲	۵۲۰
۶۷	ہاڈولی برماشیٹ	۱۱۵	۱۴	۲۶۸	۲۴۷	۵۱۵
۶۸	راون کولہ	۹۲	۹	۲۶۰	۲۴۹	۵۰۹
۶۹	ایلور	۷۷	۳	۲۵۱	۲۵۲	۵۰۳
۷۰	ہاسول یعنے ہرسول	۱۷۸	۹	۲۴۷	۲۵۴	۵۰۱
۷۱	آلیگاؤن	۹۱	۱۱	۲۴۴	۲۴۶	۴۹۰
۷۲	بڑی سرسی	۹۱	۸	۲۵۲	۲۳۸	۴۹۰
۷۳	رای واڑی	۱۰۳	۲۶	۲۳۵	۲۵۲	۴۸۷
۷۴	لنبھونی	۱۰۶	۸	۲۲۷	۲۵۵	۴۸۲
۷۵	چینچولی	۸۶	۱۷	۲۳۷	۲۲۹	۴۶۶
۷۶	ساؤلیسر	۹۷	۷	۲۳۵	۲۳۱	۴۶۶
۷۷	پوگھربھوسی	۹۷	۱۵	۲۳۷	۲۲۵	۴۶۲
۷۸	بامنی	۱۰۹	۸	۲۴۹	۲۱۳	۴۶۲

۷۹	پارڈی	۱۰۷	۵	۲۳۴	۲۲۶	۴۶۰
۸۰	سونیگاؤن	۱۰۶	۱۶	۲۲۶	۲۳۱	۴۵۷
۸۱	سالوزرگاؤن ٹیپالی	۹۶	۵	۲۳۹	۲۱۶	۴۵۵
۸۲	دہالورہ نزدیک گوٹی	۸۹	۱۰	۲۲۸	۲۲۶	۴۵۴
۸۳	سیکار	۸۲	۵	۲۲۰	۲۲۸	۴۴۸
۸۴	گونڈگاؤن	۹۱	۲۲	۲۱۶	۲۳۱	۴۴۷
۸۵	کرنہ	۸۱	۳	۲۲۴	۲۲۲	۴۴۶
۸۶	چھوٹی لبوری	۹۶	۲۱	۲۳۰	۲۰۹	۴۳۹
۸۷	کھرب کہنڈگاؤن	۸۴	۸	۲۱۴	۲۲۲	۴۳۶
۸۸	گوگدری	۷۸	۷	۲۳	۱۹۹	۴۲۹
۸۹	الخچولی	۱۰۲	۱۹	۲۱۴	۲۱۴	۴۲۸
۹۰	کبرٹورڈہ	۷۱	۷	۲۲۶	۱۹۱	۴۱۷
۹۱	کارلہ	۹۰	۴	۲۱۵	۲۰۲	۴۱۷
۹۲	ورتال	۸۵	۷	۲۰۲	۱۹۶	۳۹۸
۹۳	اگھرگہ یعنی ہنگرگہ	۷۸	۷	۱۸۴	۲۰۱	۳۸۵
۹۴	پوگھرنی	۷۴	۰	۲۰۶	۱۷۲	۳۷۸
۹۵	لادنگ	۸۲	۱۱	۱۹۱	۱۷۹	۳۷۰
۹۶	بولکا	۸۴	۶	۲۰۲	۱۶۸	۳۷۰
۹۷	عمرگہ خوجن	۸۹	۰	۱۹۰	۱۷۵	۳۶۵
۹۸	سونری	۷۲	۱۳	۱۷۴	۱۷۰	۳۶۳
۹۹	چیکل بہوسی	۷۰	۱۳	۱۷۸	۱۷۰	۳۵۶
۱۰۰	عمردری	۷۳	۷	۱۷۴	۱۸۰	۳۵۵
۱۰۱	دہاڑگ	۷۸	۲۳	۱۹۰	۱۶۰	۳۵۰

۱۰۲	چوکی دہرماپوری	٦٨	٩	١٨٣	١٦٦	٣٤٩	
۱۰۳	مہالیگی	٨٤	١٣	١٧٤	١٧٢	٣٤٦	
۱۰۴	موہنہ	٦٧	٢١	١٧٢	١٦٦	٣٣٨	
۱۰۵	مزرعہ دہرماپوری	٧٣	٩	١٦٥	١٧٣	٣٣٨	
۱۰۶	جونہ	٦٩	١٣	١٦٠	١٧٥	٣٣٥	
۱۰۷	گہونگہ	٦٣	٩	١٦٩	١٦١	٣٣٠	
۱۰۸	رام تیرتھہ	٧٤	٦	١٦١	١٦٦	٣٢٧	
۱۰۹	ران سرگاؤن	٩٦	١٦	١٦٣	١٦٤	٣٢٧	
۱۱۰	مسلگ یعنی مسلگا	٦٥	٧	١٦٧	١٥٦	٣٢٣	
۱۱۱	آنوڈرگاؤن	٦٦	٢	١٦٣	١٥٨	٣٢١	
۱۱۲	سیرونٹہ دیک گوشہ	٦٢	٤	١٦٦	١٤٨	٣١٤	
۱۱۳	گاؤن حمید	٦٥	٣	١٥٢	١٥٧	٣٠٩	
۱۱۴	نلرگہ	٥٥	٤	١٤٦	١٦٢	٣٠٨	
۱۱۵	ہسرگندز دیگ چلی	٥٩	٣	١٥١	١٥٤	٣٠٥	
۱۱۶	سانگوئی	٦٤	٩	١٥٣	١٤٨	٣٠١	
۱۱۷	مسکی	٦٠	٠	١٥١	١٤٤	٢٩٥	
۱۱۸	موکاسدرا	٥١	١٢	١٣٩	١٥٥	٢٩٤	
۱۱۹	تاندلی	٦٧	٧	١٣١	١٥٧	٢٨٨	
۱۲۰	ہربل	٥٧	١١	١٥٧	١٢٧	٢٨٤	
۱۲۱	تاگ بیڑ	٧٣	١٣	١٣٠	١٤٣	٢٧٣	
۱۲۲	چھوٹا جام	٦٢	٦	١٣٩	١٣١	٢٧١	
۱۲۳	تیلور	٥٩	٤	١٣٣	١٣٨	٢٧١	
۱۲۴	راوت کہیڑہ	٥٦	٤	١٣٤	١٢٩	٢٦٣	

۱۲۵	دریگائون بمرن	۵۷	۲	۱۳۲	۱۲۸	۲۶۰
۱۲۶	دیالوزہ نزدیک پیلگان	۶۰	۱۱	۱۲۷	۱۲۳	۲۵۰
۱۲۷	منگرول	۶۰	۱۱	۱۲۵	۱۲۳	۲۴۸
۱۲۸	نندگائون	۴۴	۱	۱۲۰	۱۲۲	۲۴۲
۱۲۹	کوڈگیہال	۴۵	۹	۱۲۸	۱۱۰	۲۳۸
۱۳۰	نندن سیونی	۴۸	۳	۱۲۷	۱۱۰	۲۳۷
۱۳۱	ڈونگرگاؤں متصل کنجولی	۱۴	۵	۱۱۷	۹۸	۲۱۵
۱۳۲	تل سیڑ	۴۶	۶	۱۰۷	۱۰۱	۲۰۸
۱۳۳	چیبولی	۳۹	۰	۱۰۰	۱۰۷	۲۰۷
۱۳۴	ٹاکلی	۴۳	۸	۹۵	۱۰۴	۱۹۹
۱۳۵	چھوٹا کلنبر	۳۷	۳	۱۰۲	۹۲	۱۹۴
۱۳۶	کارتلہ	۵۱	۶	۹۶	۹۸	۱۹۴
۱۳۷	حصہ اورہال	۴۴	۱	۸۲	۱۰۷	۱۸۹
۱۳۸	رہٹی	۳۰	۳	۹۵	۸۲	۱۷۷
۱۳۹	پوگھری	۳۸	۸	۹۰	۸۵	۱۷۵
۱۴۰	جاکھاپور	۳۲	۲	۹۴	۷۹	۱۷۳
۱۴۱	چھوٹی سرسی	۳۸	۵	۸۵	۸۱	۱۶۶
۱۴۲	مہدالی	۳۹	۰	۷۲	۷۱	۱۴۳
۱۴۳	بہادر	۲۵	۷	۶۶	۶۶	۱۳۲
۱۴۴	سکول گائون	۲۴	۴	۶۴	۶۶	۱۳۰
۱۴۵	لوہرگائون	۲۹	۵	۶۴	۵۲	۱۱۶
۱۴۶	جابنیے گائون	۲۵	۲	۵۱	۵۲	۱۰۳
۱۴۷	سوم ٹھانہ	۲۲	۳	۵۶	۴۶	۱۰۲

۱۴۸	برنڈگاؤن	۱۷	۲	۴۶	۵۳	۹۹	
۱۴۹	ہالدرو	۱۸	۵	۴۳	۴۷	۹۰	
۱۵۰	ہاکل گاؤن	۱۵	۵	۳۷	۳۹	۷۶	
۱۵۱	چھرکی جھاکایا	۱۲	۱	۳۱	۳۶	۶۷	
۱۵۲	ملکاپور	۱۵	۱	۳۱	۳۰	۶۱	
۱۵۳	ساٹیپے گاؤن	۱۰	۰	۲۵	۲۵	۵۰	
واضح ہو کہ از نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۶ ۱ موضع جیسکی پایا ۲ ماسنڈو مزرعہ ۳ ورروٹ بیچراغ ہیں۔							
۱۵۷	پہدلوبل	۳۹۲	۳۳	۲۸۸۹	۳۰۸۵	۴۹۷۵	جاگیر علاقہ لشکر خنگ بہادر
۱۵۸	سانورگاؤن مخدوم	۳۶۰	۲۸	۶۱۲	۶۰۱	۱۲۱۳	علاقہ درگاہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۵۹	وانکا	۲۳۵	۱۶	۵۶۵	۵۹۰	۱۱۵۵	جاگیر سروپ سنگھ اولاد گوپال سنگھ راجہ قندہار
۱۶۰	مکنیال	۱۶۲	۹	۳۷۱	۳۶۵	۷۳۶	علاقہ درگاہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۶۱	کام جرنگا	۱۵۱	۲	۳۵۶	۳۴۴	۷۰۰	جاگیر اکرم اللہ خان صاحب
۱۶۲	ہاڈولی	۱۳۸	۱۵	۳۴۲	۳۲۸	۶۷۰	جاگیر قاضی صاحب محتسب صاحب قندہار
۱۶۳	دہودری	۱۱۱	۱۱	۲۶۶	۲۸۸	۵۵۴	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۴	بانوگاؤن	۵۰	۱۴	۲۳۰	۲۱۴	۴۴۴	علاقہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۶۵	چھوٹی بیرولی	۷۶	۵	۲۰۹	۲۱۵	۴۲۴	جاگیر کشتا بائی
۱۶۶	پانڈورنی	۸۳	۱۱	۲۰۴	۲۰۶	۴۱۰	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۷	ہپرگہ شاہ دیوان	۱۰۳	۰	۱۹۴	۱۹۱	۳۸۵	جاگیر قاضی صاحب قندہار
۱۶۸	بیلا	۷۴	۱۵	۱۷۹	۱۵۰	۳۲۹	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۹	ہالکیال	۶۴	۷	۱۴۶	۱۶۳	۳۰۹	جاگیر اکرم اللہ خان صاحب
۱۷۰	بڑا سگرہ	۴۳	۸	۱۱۰	۱۱۷	۲۲۷	علاقہ روضہ سانکری سلطان
۱۷۱	جیلی	۳۶	۴	۹۹	۱۰۵	۲۰۴	جاگیر یادو راو پانگ
۱۷۲	بہوکماری	۴۸	۱۰	۱۰۰	۱۰۳	۲۰۳	جاگیر اکرم اللہ خان صاحب

نمبر	نام موضع					میزان	کیفیت
۱۷۳	گنگن بیڑ	۱۴	۵	۱۴	۳۳	۴۷	علاقہ روضہ سالکری سلطان
۱۷۴	ماہرگاؤں	۱۴	۰	۳۳	۲۷	۶۰	علاقہ روضہ حضرت سالار سلطان
۱۷۵	گونڈہ	۲۲۴	۴	۵۵۵	۵۷۰	۱۱۲۵	راجہ شیوراج بہادر
۱۷۶	ہونڈالہ	۵۸	۶	۱۴۹	۱۳۸	۲۸۷	ایضاً
۱۷۷	پیٹھ ورج	۵۳۷	۵۳	۱۲۸۹	۱۳۰۸	۲۵۹۷	سداسیوراؤ
۱۷۸	پان بہوسی	۲۵۴	۲۱	۷۱۷	۶۷۲	۱۳۸۹	کشنا بائی
۱۷۹	دہانورہ خانو	۲۰۳	۲۹	۴۸۶	۵۰۰	۹۸۶	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۰	عمرج	۱۱۴	۴۴	۴۸۳	۴۵۸	۱۴۹	کشنا بائی
۱۸۱	شیخا پور	۱۲۹	۲۲	۴۱۳	۴۲۰	۸۳۳	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۲	کودیہم گاؤں	۱۴۵	۱۶	۳۵۴	۳۲۱	۶۸۰	کشنا بائی
۱۸۳	نالودسی	۱۴۵	۱۲	۳۳۷	۳۳۸	۶۷۵	ایضاً
۱۸۴	کلالی	۱۲۵	۶	۳۲۶	۳۳۵	۶۶۱	سداسیوراؤ
۱۸۵	بہیرگرمل پیٹھ	۱۳۵	۵	۲۹۲	۳۱۵	۶۰۷	بہوجنگ راؤ
۱۸۶	چہوٹا سلگرہ	۱۱۴	۱۸	۲۹۰	۳۰۲	۵۹۲	راجا بائی
۱۸۷	بہولار	۱۲۷	۱۰	۲۷۶	۲۹۰	۵۶۶	سیواجی ہمنت راؤ
۱۸۸	پیپل گاؤں	۱۹۶	۱۷	۲۱۴	۲۱۲	۴۲۶	یادو امرت راؤ
۱۸۹	ہوکرن	۸۰	۱۰	۲۰۴	۱۹۲	۳۹۶	
۱۹۰	کیدار وڈگاؤں	۷۷	۶	۱۹۵	۱۷۶	۳۷۱	کشنا بائی
۱۹۱	نارنالی	۵۱	۴	۱۳۹	۱۵۱	۲۹۰	بہوجنگ راؤ

جاگیرات

مقطوعات

نوٹ
قدیم کاغذات مین پرگنہ قندہار کے (۲۴۲) موضع لکھے ہین مگر موضع وار نام نہین بتلائے

دکن کے پہلے واقعات پر جہالت کی تاریکی کچھہ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ اس زمانہ کے اولوالعزم اور نام آور بہادرون کے قابل قدر کارنامے بالکل چھپ گئے ہین لیکن کہین کہین پھر بہی - اوس زمانہ کی یادگارین جگنو کیطرح چمک جاتے ہین - تو اون لوگون کی عظمت و شان کا جلوہ آنکھون کے سامنے آجاتا ہے -

ہندوستان پر اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا تسلط ہونے سے پہلے ہندوون کی بڑی زبردست سلطنت تہی ان کے کارنامے اگر سنے جائین تو حیرت مین ڈالنے والے ہین - مگر مشکل یہہ ہے کہ جو کچھہ کہا یا سُنا جاتا ہے مذہبی پیرایہ مین ہے جسے پوری تاریخی وقعت حاصل نہین - یہی وجہہ ہے کہ ہمین اس زمانہ کا کوئی اصلی خاکہ کہینچنا غیر ممکن نہین تو مشکل ضرور ہے - اتنا تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ ہندوون کی پرزور حکومت رفتہ رفتہ کمزور ہوکر طوائف الملوکی قایم کرلی گئی - اور آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان ان کے قبضہ سے بالکل جاتا رہا لیکن جنوبی ہند مین مسلمانون کی سلطنت قایم ہونیکے بعد بہی ایک صدی تک دکن اہل ہنود کے قبضہ مین رہا - انگریزی مورخ[1] لکہتا ہے کہ پہلے دکن مین آندہرا خاندان کے راجہ راج کرتے تہے اور دارالسلطنت دہرما پوری - ننداگیری کے قریب دریائے گوداوری کے کنارے تہا - مسٹر بیلی نے اس قوم کی زور آوری تسلیم کی ہے اس خاندان کے زوال کے بعد

[1] ہسٹاریکل انڈسس کرب یحو اسکیچ ۱۲

ساتاکارنی خاندانون نے عروج پکڑا - چونکہ دکن پر شمال سے حملے ہوا کرتے تھے اس نے[1] مونگی پٹن کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا جب شالیواہن کمار نے عروج حاصل کیا اور بکرماجیت[2] اوجین کے راجہ پر فتح حاصل کی تو اسی مونگی پٹن کو اپنا پایہ تخت بنایا یہہ راجہ بڑا زبردست ہوا ہے اسکا جاری کیا ہوا سنہ شکہا سنہ عیسوی سے (۷۷) سال بعد شروع ہوا ہے اس کے خاندان کے زوال کے بعد دکن مین مختلف راج ہو گئے - اور دیوگری مین مرہٹون کا زبردست راج قایم ہو گیا -

سہا خاندان کا مختصر ذکر

سہا خاندان کا نشان نلگنڈہ[3] سے پچیس میل اندر کی پہاڑ پر ملتا ہے وہان کچھ چاندی کے سکے ملے - اس سے پایا جاتا ہے کہ سہا خاندان کے راجاؤن نے دکن کے حصہ مین راج کیا ہے - اور اسی راج کے آخر زمانہ مین بدہ کا دانت بطور تبرک دہرنالی کوٹ مین رکہا گیا تہا وہ لنگدیپ لیگئے

پانڈون کے خاندان کا دکن مین راج اور قندھار کی قدامت

سنہ ہجری کے ۲۷۳ سال قبل سنہ ۴۲۵ع مین پانڈون کے نسل سے یہہ خاندان ملک اودہ سے دکن مین آیا اور کلیانی[4] کو اپنا دار السلطنت بنا کر راج قایم کیا - اور یہہ خاندان چلوکیا قوم کے راج سے مشہور ہوا رفتہ رفتہ اس خاندان نے ترقی حاصل کی اور ان کے قبضہ مین دکن کا بہت بڑا حصہ آگیا اور تمام مہاراشٹر اور دریاے نربدہ تک قبضہ کر لیا اور تلنگانہ کے راجہ کو بہی مطیع کیا - اور ریاست کانجی ورم کے چولا کی قوم کے راجہ کو شکست دیکر کچہہ ملک اس سے لے لیا اور اس خاندان کے ایک راجہ نے گجرات کے راجہ کی لڑکی کے ساتہہ شادی کر لی تہی اس لئے کچہہ دنون گجرات پر بہی انکا قبضہ رہا ہے

[1] مونگی پٹن اورنگ آباد سے دس کوس ہے [2] بعض مورخین نے شالیواہن کا بکرماجیت ثانی کے بالمقابلہ دنا لکہا ہے کیونکہ سنہ شالیواہن شک مین اور بکرم کے سمت مین (۱۳۵) سال کا فرق ہے بکرم کے سنہ کو سمت اور شالیواہن کے سنہ کو شک کہتے ہین شالیواہن کا شک اوگاد سے اور بکرم کا سمت دیوالی سے شروع ہوتا ہے [3] جہان اب دولت اباد ضلع اورنگ آباد مین ہے [4] نلگنڈہ ہم نے دیکہا ہے یہہ پرانی آبادی دو پہاڑون کے درمیان واقع ہے یہان قلعہ بہی ہے [5] سلسلہ آصفیہ کی تیسری جلد مین اس راج کا ذکر ہوا ہے اور کلیانی قندھار سے (۵۸) میل ہے ۱۲

مولف سیر ہند و مولف تاریخ خورشید جاہی لکھتا ہے کہ خاندان پانڈون مین ایک مشہور راجہ کنہر تہا جس نے ایک شہر بسایا اور اپنے نام پر اسکا نام کنہار رکہا جو رفتہ رفتہ قندہار ہو گیا۔ شہر کی قدامت کا اتنا پتا چلتا ہے کہ چوتہی صدی عیسوی مین یعنے سنہ ہجری سے (۲۴۲) سال قبل قندہار کی آبادی موجود تہی اور یہہ مقام راجہ سوما دیو راج کا دار السلطنت تہا۔

مانس پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہانکی قدیم آثار

ہندونکے پرانے گیتون اور قدیم مرہٹی اشعار سے مانس پور کا نام پنچال نگری ہی معلوم ہوتا ہے اور یہہ آبادی مانس پور کی قدیم آبادی مانی جاتی ہے۔ قلعۂ قندہار سے ایک میل کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اور ابتک اس کے تحت مین زمین مزروعہ کا بہت بڑا حصہ ہے مانس پور کی آبادی اوسوقت کی سمجہی جاتی ہے جبکہ یہان بالکل جنگل اور جہاڑی ویران اور سنسان مقام تہا۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ مرہٹی زبان مین مانس انسانون کو کہتے ہین اور پور سے مراد آبادی ہے۔

ماماپی باغ کا راکسش | مانس پور کے قریب ناگجہری ندی کے پاس ایک مقام ماماپی باغ مشہور ہے۔ وہان کالے چمکدار پتہر کی ایک بہت بڑی مورت کی ٹکڑے منتشر طور پر پڑے ہوے ہین۔ جس کو نہایت صفائی سے قدیم صناعون نے بنایا ہے۔ اون ٹکڑون کے پیمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوتا اپنے اصلی قیام کے وقت (۱۹) فٹ بلند ہو گا۔ اسکی تراش و نقش و نگار کی صفائی ایلورہ کے مورتون سے ملتی ہے۔ یہہ ایک بہت پرانی یادگار ہے اور یہہ مورت راکہشش کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک بڑا پتہر منقش بشکل کلاہ قندہار کے تالاب مین تراشا ہوا پڑا ہے جو اسی راکشش کی ٹوپی کہلاتی ہے۔

مہادیو کا پنڈا | لال باغ مین ایک مدور اونچا عمدہ تراشا ہوا قدیم زمانہ کا پتہر ہے جسکا

نصف باہر ہے اور نصف زمین مین ہے اور وہ مہادیو کے پنڈ کے نام سے مشہور ہے
اور اس کی پرستش ہوتی ہے

سیتا کنڈ ورام کنڈ

لال نگر کے تالاب کے اوپر کی جانب چھوٹی سی پہاڑی کے دامن
مین ایک قدرتی چشمہ ہے جس کے اطراف پتھرون سے باندھکر حوض کی شکل بنایا گیا ہے
ہندو اسکو متبرک مقام جانکر وہان غسل کرتے تھے اور اسیطرح گول ٹیکرے کے پاس
رام کنڈ ہے - انکا اعتقاد ہے کہ یہہ دونو قدیم چشمہ ہین جس وقت راجہ رام چندر جی
اور انکی بی بی سیتا جی دکن مین آئے تھے سیتا جی نے سیتا کنڈ[1] مین غسل کیا تھا -

سیتا جی کے دکن مین آنیکا باعث

راماین[2] مین لکھا ہے کہ اجودھیا کے راجہ جسرت کے چار بیٹے تھے
پہلا بیٹا رامچندر جی دوسرا لچھمن جی تیسرا بھرت جی چوتھا شترگن جی
راجہ رامچندر جی بڑے بیٹے اور ولیعہد تھے انہون نے وسوامترمنی سے تعلیم پائی -
نہایت متین وحلیم ولایق تھے انکی شادی متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی سے ہوئی
جب راجہ جسرت نے رام چندر جی کو اپنا قائم مقام کرنا چاہا تو کیکئی رانی نے جو رام چندر جی
سوتیلی مان تھی راجہ کو کچھہ سمجھا دیا جس سے راجہ جسرت نے رامچندر جی کو چودہ برس
بن مین رہنے کا حکم دیا تو رامچندر جی معہ اپنے بھائی لچھمن اور اپنی رانی سیتا جی کے
جنگلون مین پھرتے گھومتے دکن مین گوداوری کے کنارے کنارے بہت دور نکل آئے
یہان اتفاق سے انکی بہن شروپنکھا ان سے ملی اور اس کی خواہش پوری نہونیکی
وجہہ سے اوسکو رامچندر جی سے رنج ہو گیا اور لچھمن جی نے اسکی ناک کاٹ ڈالی جسکے
باعث اسنے اپنے بھائی راجہ راون کو عنہ واقعہ سمجھا کر انتقام کی استدعا کی -
راون لنکا مین راکشسون کا راجہ اور قوم کا برہمن تھا - اپنی بہن کی اشتعالک سے
رامچندر جی کے غائبانہ موقع پاکر سیتا جی کو پکڑ کر لے گیا جب راجہ رامچندر جی کو
معلوم ہوا اپنے بھائی لچھمن جی کو لئے ہوئے لنکا پر چڑھائی کی - راستہ مین سگریو

[1] سیتا کنڈ کا چشمہ ٹوٹ گیا ہے صرف دہانے کا نشان باقی ہے - ۱۲

[2] مولفہ والمیک گدڈیا ۱۲

بندروں کے راجہ اور ہنومان جی بہی مل گئے - دریا پر پل باندہا گیا اور بہبیشن راون کا بہائی اپنے بہائی سے باغی ہوکر رامچندر جی سے مل گیا مثل ہے گہر کا بہیدی لنکا ڈہائے راون سے مقابلہ کیا اور مارا گیا - لنکا فتح ہوئی - رامچندر جی سیتا جی کو لیکر اجودہیا چلے گئے اور لنکا کا راج بہبیشن کو بخش دیا -

اس واقعہ کا ٹہیک ٹہیک پتہ نہین چلتا اس مین بہت سے اختلاف ہین قندہار کے ہنود کا اعتقاد ہے کہ یہہ دونوں چشمے اس زمانہ کے ہین مگر ہمارے خیال مین راجہ لعل کبیری کے عہد کی یہہ عمارتین پائی جاتی ہین -

سلہ ۱۳۰۹ف مجکو مہادیو پور سے اپجونا کا رم ہوتے ہوئے گوداوری کے کنارے بہدراچلم جانیکا اتفاق ہوا بہت گہنی جہاڑی ہے اور سنسان ویران جہاڑی مین بیچ بہت تنگ پست پختہ چبوترے دیکہے ان چبوتروں کے پتہر بہت بڑے بڑے ہین اس جنگل مین کہین کہین قوم گونڈہ کوام کے جہونپڑے ہین الکابیان ہے کہ یہہ جنگل سیتا جی کا بن باس ہے اور یہہ چبوترے رامچندر جی کے نشست گاہ تہی بہدراچلم سے تخمیناً تین میل گوداوری کے کنارے دیرسنے شالا چہوٹا سا گاؤن ہے وہان قدیم مندر ہے اور یہہ موضع حدود علاقہ انگریزی مین ہے یہہ مقام اہل ہنود کے پاس بہت متبرک ہے وہاں کے پوجاری نے بتلایا کہ یہی مقام متبرک ہر جہاں سے راون سیتا جی کو لے گیا دیول کے عقب مین کا کسیقدر حصہ دبا ہوا ہے اس کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راون سیتا جی کو اوٹہا لیجانے وقت زمین کا تہوڑا سا حصہ بہی اوٹہا لیگیا اس مندر مین دو مورتین رام چندر جی اور لچہمن جی کے ہین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اس دیول کے اخراجات کیلئے دو سو روپیہ سالانہ ملتا ہے - یہان چہوٹی سی ندی ہے اسکو سیتا واگ کہتے ہین اس مین چہوٹے چہوٹے نرم پتہر ہوتے ہین ان کنکرون کو سخت پتہر پر گہسنے سے سرخ اور زرد رنگ ظاہر ہوتا ہے اہل ہنود تعظیماً پیشانی پر اسکا ٹیکا لگاتے ہین اس کے نسبت یہہ اعتقاد ہے کہ سیتا جی کا کنکو اور ہلدی ہے جسکا قشقہ لگاتے تہے - گوداوری کے دوسرے جانب ایک پہاڑ قدرتی تراش کا ہے اس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ راون کی گاڑی کے صدمہ سے پہاڑ کٹا ہوا ہے - ایک سفید مٹی کی اونچی پہاڑی ہے ہنود اس مٹی کو نہاتے وقت بدن پر ملتے ہین یہہ مشہور ہے کہ سیتا جی نہاتے وقت چکسا بدن پر ملا کرتی تہین یہہ اسکا پس ماندہ ہے - اور اس ٹیلہ کو وہان کے باشندے نلکو گوٹہ کہتے ہین مگر برہمنون کی کتب سے ظاہر ہے کہ راجہ راون سیتا جی کو مقام پنج وٹی جو ناسک کے پرلے طرف ہے لے بہاگا تہا ۱۲

پانڈو درہ

اس آبادی کے شمال کے جانب ویڑھ میل کے قریب بادشاہی رمنہ کے پاس موضع گوگ دری کے متصل پہاڑ کے دامن مین ایک محفوظ مقام ہے جسکو پانڈو درہ کہتے ہین - وہان بعد ایام ہولی ہر سال ایک میلہ ہوتا ہے اطراف کے گاؤن کے لوگ جمع ہوتے ہین اشتیان لڑاتے ہین یہہ غار اس سلئے متبرک اور قابل پرستش سمجھا جاتا ہے کہ ان ایام مین جبوقت یہہ سنسان اور جہاڑی کا مقام تہا پانچون پانڈون درپودہین کے خوف سے ایک عرصہ تک یہان پوشیدہ رہے اور انکی آغاز شادی کا رسم ہلدی یہین ہوا ہے اور اس اعتقاد کے روسے ہنود سرحد قندہار مین ہلدی (زرچوب) کی کاشت نہین کرتے - اس آبادی کے قدامت کے ثبوت مین بہت سے کہانیان سنی جاتی ہین جسکو ہم نقل کرنا بے سود سمجھتے ہین - قندہار کی ابتدائی آبادی کا ذکر از روے کتب تاریخ شروع کیا جاتا ہے چونکہ قندہار کے بڑاستے لوگونکا خیال ہے کہ مالس پوری کی آبادی قندہار سے پہلے ہے اس لئے ہمنے چند سطرون مین مالس پور کے قدیم آثار کا ذکر کردیا ہے -

قندہار کی آبادی اور تالاب

سیر ہند سے ظاہر ہے کہ راجہ کنہر نے قندہار بسایا اور یہہ راجہ پانڈو کی اولاد سے تہا - اور دکن کے بہت بڑے حصہ پر اسکی حکومت تہی - اُسنے اس پر فضا اور دلچسپ مقام کو پسند کرکے بستی بسائی تو کنہار نام رکہا چونکہ یہہ آبادی ایک بلند ٹیلے پر ہے جو سطح زمین سے تخمیناً ۱۰۰ فٹ بلند ہے بالکل تہریلی زمین ہے - اس آبادی مین کوئی قدیم باولی وحوض نہین ہے -

آبادی کے جنوب طرف دریائے منیار ایک میل کے فاصلہ پر ہے مگر اس بستی کے رہنے والون کو بعد مسافت کے وجہ سے اس ندی کا پانی حاصل کرنا خالی از دشواری نہ تہا - اسلئے اس آبادی کے شمالی جانب تالاب تیار کیا گیا ہے جس سے تمام بستی والے فائدہ اوٹہاتے ہین - اور اس کی تہرون سے باغات سرسبز و شاداب

رہتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ تالاب کی تیاری اور بستی کی آبادی ایکوقت ہوئی قندہار کا بسنے والا نامور اور مشہور راجہ کہنر مہاراجہ پانڈو کی اولاد سے ہے اس لیئے ہم ضرور سمجھتے ہین کہ مختصر سا حال پانڈون کے خاندان کا بتا دین جبکہ ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث یہی خاندان سمجھا جاتا ہے تو غالب انکا حال لکھنا نامناسب نہوگا

پانڈون کا حال

تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ راجہ چتر[1] برج چندربنسی خاندان کا مشہور راجہ تہا جس کا سلسلہ نسب بودہ[2] سے ملتا ہے اسکا پایہ تخت ہستناپور تہا اور یہہ اپنے دو وارث چہوڑ کر مرا۔ اسکا بڑا بیٹا دہتراشٹر گو ولیعہد اور مستحق سلطنت تہا مگر نابینائی نے اسکو ناقابل ٹھرایا اور اسکا چہوٹا بہائی پانڈو ریاست سنبہال بیٹہا یہہ راجہ اسقدر نامور رہا کہ اسکے لڑکون کی سلطنت پانڈو نام سے مشہور ہوئی پانڈو کے[3] پانچ لڑکے تہے۔ جدشٹر۔ بہیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو۔ پانڈو کے مرنیکے بعد دہتراشٹر اپنے ایکسو ایک لڑکون کی حمایت سے سلطنت پر قابض ہوا دہتراشٹر کے بڑے فرزند دریودہن سنتے جو ایک بد باطن اور متعصب آدمی تہا۔ اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ان پانچون پانڈون کی وجود کو مخل سلطنت سمجہتا تہا۔ چاہا کہ کسیطرح سے انکو مار ڈالے پانڈون یہہ خبر پاکر اسکی ریاست سے بہت دور نکل گئے چونکہ انہین اپنے دشمن بودون سے عیوض لینے مین بہت بڑی کمک کی ضرورت تہی کمپلا[4] مین پہونچکر وہان کے راجہ کی ایک نہایت حسین اور پارسا لڑکی دروپتی سے پانچون بہائیون نے شادی کرلی

---

[1] کتاب سنسکرت مہابہارت مین اس راجہ کا نام شانتنو راجہ لکہا ہے۔

[2] بودہ سے مراد چاند کے بیٹے سے ہے۔ یہہ گوتم بدہ نہین ہے۔

[3] ایکسو لڑکے صلبی تہے اور ایک لڑکا لطفی تہا جسکا نام راجہ کرن تہا۔

[4] اصل کتاب سنسکرت مین کپیلا لکہا ہے۔

راجہ کشن اور راجہ بلرام قطعات ہند کے صرف راجہ ہی نہین بلکہ ہنود کے اوتار کا
رتبہ حاصل کر چکے تہے جن کا شہرہ شجاعت واستدراج تمام ہندوستان مین مشہور تہا
ان کی بہن سوبہدرا بائی راجہ ارجن سے منسوب ہوئی اس تقریب سے پانچون پانڈونکو
ان دونون بہائیون سے قرابت قریبہ حاصل ہوئی۔
دریودہن کے بادشاہ ہونے تک پانڈون کی خوش اخلاقی ودریادلی بہی عوام کے
دلون مین جاگیر ہوئی ان کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تہا دریودہن کو انکا
حال جب معلوم ہوا وہ سمجہہ گیا کہ بجز نصف ریاست پر قناعت کرنے راجگی کی عزت
اپنے نام کے ساتہہ قائم نرہیگی بلا تمہید پیش آیا اور برادرانہ سلوک کے ساتہہ
دعوت کی اور اندرپرست مع نصف ریاست ہند پانڈون کے سپرد کردیا۔
جدشتر جو پانڈون کا بڑا بہائی تہا سریر آرائے سلطنت ہوا اور اپنے داد
و انصاف سے اس قدر جلد تسخیر قلوب کیا کہ کوروانی امرا نے دریودہن کی ملازمت
سے متنفر ہوکر پانڈونکی ملازمت اختیار کی۔
جدشتر کو راجگی سے مہاراجگی کا خیال ہوا اور اپنی نہایت جری وبہادر بہائی
بہیم سین وارجن کو جنکی تعریف مہابہارت مین بہت کچہہ لکہی ہے تسخیر بقیہ اقالیم
کے لئے روانہ کیا۔ اور یہہ بہادر بہت جلد راجگان صوبجات ہند کو مطیع کرکے
دارالسلطنت اندرپرست مین اپنے بہائی کی خدمت مین حاضر ہوئے ان کا یہہ عروج
دریودہن نہ دیکہہ سکا۔ اور اس نے یہہ حیلہ پردازی کی کہ پانچون پانڈونکو بغرض
قمار بازی (اس وقت اس کہیل کا اہل دول مین زیادہ تر رواج تہا) ایک مجلس
دعوت مرتبہ دیکر طلب کیا۔ قمار بازی کے پانسے اپنے مخالفین کے ہرانے
کے لئے حکمت عملی و فریب سے دریودہن نے تیار کر رکہے تہے جس مین اپنی
جیت ہو رہا کرن کے روبرو ان پانچون بہائیون سے شرط لگیگی۔ اور تہوڑی
ہی دیر مین پانڈون نے اپنی سب دولت ہار دی۔ [illegible]
آخر الامر اس شرط پر فیصلہ ٹہیرا کہ اور ایک بازی آخری لگائی جاسکے اور پانڈو

جیت ہو تو جو اشیا کہ ہار دئے گئے ہین واپس لے لئے جائین ورنہ پانچون
بھائی بارہ سال گدائی کرین اور ایک سال مفقود الخبر رہین اگر اس سال مین
سراغ مل جائے تو پھر تیرہ سال تک اسیطرح گذار دین۔ طرفین سے شرط
قبول ہوئی پانڈون کا ستارہ نحوست پر تھا مدعی کی کارسازی سے غافل تھے
بازی ہار دی۔ اور بالفا سے وعدہ پانچون بھائیون نے جلا وطنی اختیار کی
اور بارہ سال صحرا نوردی کرتے رہے۔ اور درجودھن اپنی خوش قسمتی پر
نازان ہو کر کل ہندوستان پر فرمانروائی کرتا رہا۔

یہہ پانچون بھائی تیرہ ۱۳ سال ولایت وائین دکن مین بالکل چھپ رہے درنہ
باوجود تلاش پتا نہ چلا۔ بعد انقضاے مدت موعود مقام متھرا پہونچکر اپنے
نسبتی بھائی کشن جی بن باسدیو کو بطور ایلچی بھیجکر اپنی سلطنت طلب کی دریودھن نے
سلطنت واپس دینے سے انکار کیا اور بدعہدی کی۔

جب عوام اور ماتحت راجاؤن پر درجودھن کی بدنیتی اچھی طرح ظاہر ہو چکی تو وہ اس سے
متنفر ہو گئے اور پانڈون کی ہمدردی مین کچھ فریق ادہر کچھ فریق ادہر ہو گئے طرفین سے
لشکر کشی ہوئی۔ راجہ کشن جی نے پانڈون کی ہر طرح سے مدد دی اور خود بھی میدان
جنگ مین مصروف آرا رہے۔ بالاخر میدان کرکشیتر مین جو تہانیسر کے نزدیک ہے
دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی کی مفصل کیفیت کتاب مہابھارت مین لکہی
گئی ہے جس کو اہل ہنود نہایت مقدس جانتے ہین۔

شیخ ابو الفضل ابن شیخ مبارک نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد مین
عبارت ہندی سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے جو ایک لاکھ بیت سے زیادہ ہے

سلہ از تاریخ فرشتہ

سلہ اصل کتاب سنسکرت مین ایک سال تک پانڈون کا ویراٹ نگری مضافات دکھن مین راجہ ویراٹ کے علاقہ مین چہار رہنا لکہا ہی تاریخ فرشتہ مین ولایت وائین بتلایا ہے۔ غالباً ویراٹ صحیح ہو

سلہ تاریخ فرشتہ مین کورکہیت اور تاریخ ہند مین کورکشیتر لکہا ہے۔

حاصل کلام دونوں لشکروں نے اٹھارہ روز مین اپنے قسمت کا فیصلہ کر لیا
دریودہن مارا گیا۔ پانڈو کامیاب ہوئے جدشٹر پانڈون مین جو بڑا بہائی
تہا سریر آرائے سلطنت ہند ہوا جس نے ۳۶ سال کامل ہند کی حکومت
کی۔ اس جدشٹر کے منجلے بہائی ارجن کی اولاد مین۔ راجہ کنہر تہا جو ہمارے قندہار
کی آبادی کا باعث ہوا۔
راجہ کی خوش اخلاقی سے رعایا کے دل مین یہان تک راجہ کی محبت کا اثر پیدا ہوا
تہا کہ اس حصہ مین جہان اسکی حکومت رہی ہے۔ نا تربیت یافتہ زراعت پیشہ
رعایا نے تیمناً و تبرکاً پانچ پتہر پانچ پانڈون کے نام سے راجہ کی خوشنودی کیلئے
ہر ایک کہیت مین نصب کرکے چونے سے سفید کردئے۔ یہہ پتہر صرف یادگار
کے طور پر ہی نصب نہین بلکہ سالانہ زراعت سے غلہ حاصل کرنے پر پہلی انکی
پرستش کی جاتی ہے اور ابہی تک سرزمین تعلقہ قندہار مین یہہ عمل جاری ہے۔
راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ | پانچ پانڈون کی اولاد کا سلسلہ اور تفصیل بتانیکی یہان
ضرورت نہین جنکے دکن اور ہندوستان کے مختلف حصون مین چہوٹی چہوٹی حکومتین
قایم ہو چکی تہین۔
البتہ راجہ کنہر کے اجدادی سلسلہ کو بیان کرنیکی یہان ضرورت ہے اور اسی ضرورت
کے لحاظ سے پانڈون کا مجمل حال لکہنا پڑا۔
مولف سیر ہند نے راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ اس طرح بتلایا ہے کہ ارجن کا
پوتا پریچہتر اور پریچہتر کا بیٹا راجہ جنمیجی اور اسکا لڑکا ستیانک اور
اوسکا فرزند کہیم کرن اور کہیم کرن کا بیٹا راجہ جہارک اور اسکا فرزند راجہ سومند
اوسکا لڑکا راجہ اوتنگ بہوج اوسکا فرزند راجہ آنند اور راجہ آنند کا بیٹا راجہ تجی پال
اور تجی پال کا لڑکا راجہ اکن برن اور چونکہ اس راجہ کی اولاد نرینہ نتہی صرف
ایک لڑکی تہی جس کے بطن سے راجہ پرک سین پیدا ہوا جو اکن برن کا جانشین کہلایا
راجہ پرک سین کا بیٹا راجہ کنہر تہے جس نے کنہار بسایا

راجہ سوما دیو راج کا قندہار کو دار السلطنت قرار دینا

مورخ انگریزی بحوالہ تاریخ پرتاپا چرتیا بیان کرتا ہے کہ نند اگیری کو راجہ نند د بہادر نے جو چلوکیا خاندان سے تہا۔ اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ راجہ نند د بہادر کے فوت ہونیکے بعد اسکی حکومت دو فرزندوں مین بٹ گئی ایک لڑکے نے قندہار کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ دوسرے نے ہنگانڈہ کو۔ اور باہم ملک کو تقسیم کرکے باطمینان حکومت کرتے رہے۔ قندہار کے راجہ کا نام سوما دیو راج تہا۔ کل مورخین انگریزی و فارسی سوما دیو راج کو قندہار کا راجہ مانتے ہین جس نے چوتھی صدی عیسوی مین دکہن کی بادشاہت کی ہے۔

مولف سیر ہند و مولف خورشید جاہی نے سوما دیو راج کو راجہ کنہر کا بیٹا اور ہنگنڈہ کے راجہ کو برکر داٹہ بتلایا ہے۔ مگر دوسرے مورخین کو اس سے اختلاف ہے۔

سوما دیو راج کے عہد حکومت مین قندہار کا قلعہ اینٹ اور مٹی سے بنایا گیا تہا اس راجہ کو چارپایوں خصوصاً گایوں کے پالنے کا اور انکی نسل کو توسیع دینے کا نہایت شوق تہا عمدہ عمدہ جانور دور دور سے بصرف زر کثیر طلب کرکے رکہہ چہوڑے تہے سوما دیو راج اپنی ملک کی حالت دیکہنے کی غرض سے بطور دورہ گوداوری گنگا کے بہت دور سیر و شکار کرتا ہوا چلا گیا۔

بالاہند و راجہ کٹک دمبگال احاطہ کو مویشی کے پالنے کا نہایت شوق تہا اس راجہ نے راجہ سوما دیو راج کی عمدہ عمدہ جانوروں کی کیفیت سن پائی تہی اور راجہ کے شکار مین مصروف رہنیکی جو خبر ملی تو ایک بڑی جرار فوج کے ساتھہ قندہار پہونچکر یہان کا خزانہ اور بہت کچہہ سامان اور سارے جانور جو تین ہزار گاؤ صرف گایوں کی تہے اپنی ملک کو لیگیا

راجہ سوما دیو راج - راجہ قندہار کا شکار اس وحشت ناک خبر نے بے لطف کر دیا - یہہ فوراً قندہار آیا	بالاہند و راجہ کٹک اور سوما دیو راج راجہ قندہار کی لڑائی سوما دیو راج کا مارا جانا۔

؎ ہسٹاریکل انڈکس کرب بیٹو اسکیچ ص۵۲ ناندیڑ

اور حملہ کے ارادہ سے فوج کی تیاری مین جو کچھہ رقم تہی اپنی عزت بچانیکے لئے عرصہ مین صرف کردی - اور باوجودیکہ قندہار دشمن کے دست برد سے غارت ہوچکا ہتا - اس کے بے سوچے سمجہے حملہ کرنے سے بالکل اسکی قوت ضعیف ہوگئی نتیجہ یہہ ہوا کہ اسکو کلنگ شکست فاش کہا کر بے نیل مرام لوٹنا پڑا -

راجہ بالا ہند داس شکست اور قندہار دکن کی بے سروسامانی پر بے تعاقب کئے نرہ سکا اور تعاقب کرکے قندہار کو محصور کر لیا - سوما دیو راج کے پاس رہا کیا تہا اسکی ناعاقبت اندیشی اس آفت مین تو اوسے مبتلا کرچکی تہی - اوسے بے عزتی اور ذلت کی موت گوارا نہوئی اس بہادر نے اپنی مختصر اور فاقہ مست فوج سے مقابلہ کیا اور عین معرکہ مین مارا گیا - اس راجہ کے کارپرداز اکثر برہمن ہتے اور اسکی فیاضی اکثر انہین لوگون پر مبذول رہا کرتی تہی گوداوری کے کنارہ کے چہوٹے چہوٹے موضع اسی بنیاد مین وقف ہتے -

اس مین شک نہین کہ فیاضی بیکار نہین جاتی تمام برہمن جو اس راجہ کے ممنون احسان ہتے اس کے خاندان کی عزت بچانیکے لئے انکے حرم کی حفاظت کے طرف متوجہ ہوے اور نہایت چالاکی اور ہشیاری کے ساتہہ راجہ کی رانی سریال دیوی کو لیکر ہنمکنڈہ کے جانب بہاگ گئے -

ہنمکنڈہ کا راجہ سوما دیو راج کا بہتیجا تہا اسنے اُن برہمنون کو اپنے پناہ مین لیا اور اُن کی حمایت مین اوسوقت تک لڑتا رہا کہ بالا ہند وسنے راجہ کی قوی دل فوج پر سد بند کرکے اونکو جان بلب کر دیا - راجہ بالا ہند راجہ سوما دیو راج کی بیوہ رانی سریال دیوی کو مانگتا تہا اور ہنمکنڈہ کا راجہ اپنے علاقہ مین اسکی موجودگی سے انکار کرتا تہا آخر یہہ قرار پایا کہ قلعہ و آبادی مین تلاش کیجاے ہنمکنڈہ کے راجہ کو مجبوراً اس قرارداد پر صلح کرنی پڑی - تلاش شروع ہوئی - جو حالت اسوقت بیچاری سوما دیو راج کی بیوہ سریال دیوی پر گذر رہی تہی اس کے بیان کے لئے ہم کوئی الفاظ نہین پاسکتے - رانی کی بدحواسی کے علاوہ اسکا

گلو سوز حسن زیادہ اسکی شناخت کا باعث ہوا۔ اور وہ گرفتار کر لیگئی۔
اسمین شک نہین کہ برہمنان کی پالسی اکثر رحمدلی پر مبنی ہوتی ہے۔ مادہو سرما جو فرقۂ برہمنون مین سربرآوردہ اور ذی فہم نیک طینت شخص تہا۔ برہمنون کا سرخیل بنکر رانی کے ساتہہ ساتہہ راجہ بالا ہندو کے روبرو حاضر ہوا اور نہایت استقلال سے بیان کیا کہ یہہ لڑکی برہمنی ہے سوما دیو راج جو ذات کا چہتری تہا یہہ اس کی بیوی ہرگز نہین ہوسکتی۔ راجہ ایک برہمن کی لڑکی پر ہرگز ہرگز رانی سریال دیوی کا شک نہین کرسکتا۔ اگر راجہ حکومت کے غرہ مین ایک بیکس برہمن کی لڑکی پر ظلم روا رکہتا ہے تو ... پیشہ ور کی جوابدہی ... دشواری ہوگی راجہ کو اس رانی کے حسن اور بدحواسی نے ایسا شک مین ڈالا تہا کہ برہمن کی دہمکی کا اس کے دل مین پورا اثر نہوا۔ اور جہگڑتا رہا۔ ... اراکین سلطنت نے یہہ راے دی کہ برہمن لوگ اس لڑکی کے ساتہہ کہانا کہائین۔ یہہ نہایت عمدہ تجویز پیش ہوئی تہی ظاہر ہے کہ دکہنی برہمن چہتری کے ساتہہ کہا نہین سکتے اور سریال دیوی حقیقت مین سوما دیو راج کی بیوی اور خاص چہتری قوم کی تہی یہہ تجویز سنتے ہی برہمنون مین ایک سکوت ... ہوگیا۔ مگر ہوشیار مادہو سرما نے اس سکوت کو مشتبہ ہونے نہ دیکر فوراً اس ناجائز فعل کو تسلیم کرلیا۔ اور برہمنون نے بلحاظ مصلحت وقت مادہو سرما کو شرکت کی اجازت دی اور سریال دیوی کو اپنے پنگت مین اعزازی طور پر شریک کرلیا اور اسکو راجہ بالا ہندو کے ہاتہہ سے بچالیا محاصرہ برخاست ہوا اور بالا ہندو اپنے ملک کی جانب روانہ ہوا۔

راجہ مادہو دہرما کا حال | رانی سریال دیوی کو دس مہینے کا حمل تہا۔ مادہو سرما کے سرپرستی مین یہہ اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔ مدت حمل پورے ہونے پر رانی کے ہان لڑکا پیدا ہوا۔ مادہو دہرما نام رکہا گیا۔ مادہو سرما ایک خداترس برہمن تہا اس لڑکے کی پرورش و تربیت مین بہت کوشش کی۔ مادہو دہرما نام کی مطابقت کیطرح عادات مین برہمنون کا سا دور اندیش تہا۔ یہہ

سوما دیو راج بہادر راجہ کا بیٹا تہا - بڑا شجاع و بہادر نکلا قندہار سے آٹہوی برہمن گوداوری گنگا کے جاگیرون کی یاد مین پہر قندہار جانے اور سوما دیو راج کی یادگار وہان قایم کرتے دیکہنیکے بدل شایق ہتے - اور انہین تدابیر و تجاویز مین رہتے تہے کہ کسیطرح متبرک مقام قندہار مین سکونت کا موقع ملے - مادہو دہرما بہی حکمت عملی اور شجاعت سے ہردلعزیز بننیکی کوشش کرتا رہا - برہمنون کی کارروائی اور مادہو دہرما کی بہادری خوش اخلاقی رعایا اور فوج کے دلون پر کام کر گئی - اور ہنمکنڈہ کی راجگی مادہو دہرما پر قرار پائی - اور اس خلف الرشید نے سب سے پہلے اپنی آبائی حکومت قندہار پر قبضہ کیا اور کٹک پہونچکر راجہ بالا ہند دیو سے اپنے باپ کا انتقام لئے بغیر نرہ سکا - بالا ہند دو مارا گیا راجہ مادہو دہرما بالا ہند دیو کے بیٹے کو اس کے باپ کا جانشین کرکے ہنمکنڈہ واپس ہوا

دار السلطنت ہنمکنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا

راجہ مادہو دہرما کی ناعاقبت اندیشی سے خیرخواہان قندہار کا ایک بڑا الزام اس کے سر رہ گیا - واقعی اس راجہ کی یہہ بڑی غلطی ہتی کہ ہنمکنڈہ کے راجگی کے غرہ مین اپنے باپ کی قایم کی ہوئی سلطنت کا نام

۱ تلنگی تاریخ مین لکہا ہے کہ مادہو دہرما ہنمکنڈہ کے دیوی کی غیبی تائید سے راجہ بن گیا - اور ہنمکنڈہ کا پرگنہ واڈرا بد امرا باد کے جانب چلا گیا - اور تاریخ خورشید جاہی مین لکہا ہے کہ راجہ مادہو دہرما ہنمکنڈہ کے تخت پر ۷۴۲ء مین جلوس کیا مگر دوسری تاریخ سے اسکی مطابقت نہین ہوتی سنہ ۱۳۱۰ء مین امرا باد دیکہا ہے یہہ مقام ضلع ناگر کرنول کے آخر سرحد پر ہے بہت وسیع اور بلند پہاڑ ہے - اس پہاڑ کی چڑہائی موضع رنگا پور سے شروع ہوتی ہے (۲۶۴۰) قدم کی چڑہائی کے بعد موضع مناپور ملتا ہے - اسپر زمین کی سطح ہموار ہے باولیان ہین جن مین پانی موجود ہے اسپر آدمی بستے ہین زراعت ہوتی ہے - اس موضع سے چار میل امرا باد ہے اس پہاڑی پر پہر ایک بلند سطح ہے اور یہہ بلندی (۲۴۰۰) قدم ہے - دونون سطحون کی بلندی (۳۰۸۰) قدم ہے - اس کے دوسرے جانب دریاے کرشنا ہے تیسری بلندی طے کرنے پر اندر پرستی مقام ملتا ہے جو کسی زمانہ مین یہہ شہر آباد تہا اب بالکل جہاڑی اور ویران مقام ہے - یہان گونڈ قوم کے لوگ متفرق رہتے ہین اس پٹی امرا باد پر نایب تحصیلدار کا تقرر ہے ۱۲

قایم رکہنیکی کوشش نکی اس نے ہنمکنڈہ کو اپنا دارالریاست بناکر قندہار کو اسکا
ایک باجگذار پرگنہ قرار دیا جس سے قندہار کی وہ شان وشوکت جاتی رہی جو ایک
خودمختار دارالسلطنت ہونے مین حاصل تہی راجہ مادہو دہرما کی اس طرز عمل سے
قندہار کی حالات لاعلمی کی تاریکی مین پڑ گئے -
فوج تلنگ کی ایک چہاونی شرقی وجنوبی میدان مین آبادی سے تہوڑے فاصلہ پر
ڈال دی گئی - اور وہ تلنگ پورہ کے نام سے مشہور ہوئی -

راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت

ہمنے قندہار کے تاریخی حالات لکھنے کیلئے قلم اوٹہایا ہے اس لئے ہمکو مادہو دہرما
کے حالات سے کچھہ تعلق نہین کیونکہ وہ ہنمکنڈہ کے تاریخ سے متعلق ہین - البتہ قندہار
جبتک ہنمکنڈہ کے ماتحت رہا ہمکو مادہو دہرما کے جانشینون اور انکی مدت سلطنت
بتلانیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے - ہم صرف یہی بتلاسکتے ہین کہ قندہار پر اسکی اولاد
وخاندان کی حکومت کتنے سال رہی - مادہو دہرما کے بعد مسماۃ پدم سین اسکی دختر
بہت دنون حکومت کی اس کے انتقال کے بعد راجہ بتمبر راج مادہو دہرما کا بیٹا -
اپنی بہن کی بجائے تخت نشین ہوا بتمبر راج کے بعد بہونک مل نے حکومت کی -
بہرحال تاریخ انگریزی سے ظاہر ہے کہ جب سلسلہ حکومت راجہ گنڈو مہاراج تک
پہونچا تو اس کے وفات کے بعد راجہ پرودکا دیوا ۱۱۵۳ء مین اپنے باپ کی جاے
تخت حکومت پر بیٹہا - چونکہ وہ نہایت کم عمر تہا امور ریاست کو مسماۃ کنتہلی دیبی
اسکی بہوبی انجام دیتی رہی - پرودکا دیوا کی شادی دیوگیر کے راجہ کی لڑکی سے
ہوئی بعد پرودکا دیوا کے اسکا فرزند راجہ بہوانی کامالا ڈو تخت نشین ہوا جس نے
مشرقی حصہ کے راجہ ویران نرسی کی بہن رنگما دیوی سے شادی کی تہی -
اس کے بعد اسکا فرزند کاکتیا پوتراج جو پرولی راجہ اور پولا راج راجہ کے نام سے
بہی مشہور ہے - اس کے عہد سے اس حکمرانخاندان کا نام کاکتیا خاندان مشہور ہوا

اسکی رانی کا نام متیا ماتہا اس راجہ نے ۱۱۶۲ء مین ورنگل بسایا۱؎ یہہ راجہ اپنے بیٹے
سری رودرادیو کے ہاتہ قتل کیا گیا۔
سری رودرادیو۲؎ نے ۱۰۹۰ء سے ۱۱۶۲ء تک سلطنت کی ہے ہنمکنڈہ کے قدیم دیول
جو پرانی تحریر کندہ ہے وہ اسی راجہ کے زمانہ کی ہے۔ اس تحریر کے تاریخ ۱۱۶۲ء سال
عیسوی سے مطابق ہوتی ہے۔ پاکہال کا تالاب اسی نے بنوایا ہے بعد سری رودرادیو
راجہ کے اسکا بڑا لڑکا جانشین ہوا مگر اسکے چچا مہادیو نے اسکو مار ڈالا اور
اسکے چہوٹے بہائی گنپتی دیو کو تخت نشین کر کے تین سال بنا بنا خود حکومت کی
تیسرے سال مہادیو راجہ دیوگر کے مقابلہ مین مارا گیا گنپتی دیو راج کو اقتدار حکمرانی
حاصل ہوا۔ اس نے یادو راجہ کی لڑکی رودرمادیوی سے شادی کی۔ اس گنپتی دیو
راج نے قندہار کے تالاب کی توسیع و مرمت کی ہے اور نہر کو پختہ باندہکر مہادیو کا
دیول بہت مستحکم بنایا۔ اس راجہ کی حکومت ۱۱۷۹ء سے ۱۲۲۷ء تک رہی ہے۔

۱؎ ہنمکنڈہ مین مجہے رہنے کا اتفاق ہوا ورنگل وہان سے تخمیناً پانچ میل ہے۔ جو کچہہ آبادی ہے اب ہنمکنڈہ
اور مٹواڑے مین ہے ورنگل ویران ہے اور ایک موضع کیطرح تہوڑی سی آبادی ہے۔ قلعہ کا حصار پختہ ہے
اور اس مین ایک قدیم مکان کی پختہ اور مستحکم چار دیواری ہے جو پرانی عظمت اور شان کی نشاندہی کرتی ہے
اس ویران قلعہ مین زراعت پیشہ کاشتکار کرتے ہین۔
۲؎ تاریخ تلنگ مین اس راجہ کو پارس کا پتہر دستیاب ہونے کا ذکر ہوا ہے۔
۳؎ ہنمکنڈہ کی آبادی مین یہہ دیول ہزار کہم کی دیول کے نام سے مشہور ہے اب بالکل ویران ہے۔
۴؎ پاکہال کا تالاب مین نے دیکہا ہے یہہ بہت بڑا تالاب ہے اس تالاب کے بیچ مین چہوٹی پہاڑی ہے
جب تالاب مین خوب پانی آجاتا ہے یہہ پہاڑی بہت خوشنما نظر آتی ہے۔ یہہ تالاب جنگل اور پہاڑ
مین ہے۔ یہان کوئی آبادی نہین نہ اس تالاب کے قریب پاکہال کوئی موضع ہے
یہان سے چہہ میل نرسم پیٹہ قصبہ ہے تحصیل تعلقہ پاکہال کا یہی مقام
مستقر ہے تالاب پاکہال کی سیر کرنے والے یہین ٹہرتے ہین اور
اسٹیشن ہنمکنڈہ سے نرسم پیٹہ تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔

قندہار کے تالاب اور بڑے مندر کی تیاری انہین سنون کے مابین ہوئی ہے مورخ انگریزی لکھتا ہے کہ یہہ راجہ علم دوست اور بہت فاتح تہا - ورنگل کی سنگین دیوار اس نے بناڈالی بہت سے تالاب اور دیول بنائے اور ایکسو موضع آباد کئے -

کنہار سے کندار مشہور ہونا

گنپتی دیوراج کا کوئی بیٹا نہ تہا صرف ایک کم سن لڑکی اناما بائی ہتی گنپت دیو کے بیکنٹھ باشی ہوجانیکے بعد رانی رودرماں دیوی حکمران ہوئی - ان ایام مین قلعہ دیوگیر پر راجہ کندارا کی حکومت ہتی اسنے رودرماں دیوی کی ملک مین دست اندازی شروع کی اور بہت سے تلنگانی پرگنون پر قبضہ کرلیا اگرچہ رودرماں دیوی کی فوج نے اسکو روکا اور مقابلہ کیا مگر دیوگیر کے راجہ کا قدم آگے بڑہتا گیا - اور راجہ کندارا کا - قندہار پر قبضہ ہوگیا - راجہ کے نام کے لحاظ سے یا اوس کے حکم سے کنہار کندار مشہور ہوتا گیا راجہ کندارا کا قبضہ ۱۲۴۷ء سے ۱۲۶۰ء تک قایم رہا - پہر رودرماں دیوی کی فوج نے قبضہ کرکے تلنگی فوج کی چہاونی قایم کردی -

مسٹر کرنل یول نے سفرنامہ (مارکو پولو) جلد دوسری صفحہ ۳۴۶ و ۳۴۷ کے حوالہ سے لکہا ہے کہ ۴۰ سال رودرماں دیوی نے حکومت کی اور اپنے شوہر سے بہتر حکومت کی اور ورنگل کے پختہ قلعہ کی دیوار اسی کے عہد مین ختم ہوئی اسکے بعد پرتاب رودر دیوا تخت نشین ہوا چونکہ یہہ بہت کم سن تہا اس لئے اسکی ماں راجہ گنپتی دیوا کی بیٹی بارہ سال تک حکومت کرتی رہی - جب راجہ پرتاب رودر نے ہوش سنبہالا اس کے ہاتہ پر بہت سے فتوحات ہوئے اسکے فتوحات کے زبان تلنگی مین بہت بڑی کتاب لکہی گئی ہے - جسمین فتوحات کا ذکر نہایت طوالت سے لکہا گیا طلائی سکہ جسکو ہن کہتے ہین اسی راجہ کے عہد مین آسمان سے مینہہ کے ساتہہ برسنے کا ذکر کیا گیا ہے - مورخ انگریزی نے راجہ پرتاب رودر کا نام راجہ لدر دیو بہی لکہا ہے اور مولف تاریخ فرشتہ نے صرف لدر دیو کا ہی ذکر کیا ہے - مگر ہم پورے واقعات ملاتے گئے

لہ بعض کتب تاریخ مین دیولدہ لکہا ہے ۱۲

پہلے سیر ہند و تاریخ تلنگ مجموعہ قادر خانی و تاریخ خورشید جاہی سے ابتدائی مضمون لیکر پھر تاریخ فرشتہ و تاریخ تذکرۃ الملوک سے مطلب اخذ کرتے ہین - راجہ پرتاب رودر کا نیّر اقبال چمک رہا تھا اور اس کے فتوحات کی دکن مین دہوم مچ رہی تھی اس نے دیوگیر پر چڑہائی کی دیوگیر کا راجہ شکست فاش کہاکر گرفتار ہوگیا پرتاب رودر نے اسکو قلعہ ورنگل مین لیجاکر قید کر دیا - دکن کے کل راجاؤن نے گردن اطاعت اس کے آگے جہکا دی پرتاب رودر کا سکہ تمام دکن مین چل گیا -

لشکر اسلام کی آمد آمد

ابہ ہندوستان ہندوستان نرہا تھا محمود غزنوی کے حملہ مین لاہور فوج اسلام کا صدر مقام ہی ہوچکا تھا ۵۸۹ھ مین سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک کی فوج نے میرٹھہ و دہلی کو بھی فتح کرلیا تھا اتنی قوت بہم پہونچائی تھی کہ اوسکو ہندوستان کی دار الحکومت کے نام سے نامزد کرنے مین کوئی تامل نہوا - یون سمجہنا چاہیے کہ پرتاب رودر کے حملون کے استغاثہ سننے کیلئے دار العدالت کہولا گیا تھا -

سنہ ۵۹۱ھ مین اجمیر پر بہی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - راجہ اجمیر بہیم سین قتل ہوا مسلمانونکی ترقی کا تارہ چمک رہا تھا پرتاب رودر کے ستائے ہوئے راجہ دیوگیر کے بہائی نے پرتاب رودر کی سرکشی کی شکایت سلطان دہلی تک پہونچائی اور ملک عیسی خان کی

سلہ از تاریخ فرشتہ ۱۲

سلہ از تاریخ فرشتہ ۱۲

سلہ تاریخ خورشید جاہی اور تاریخ تلنگ اور سیر ہند سے مضمون لیا گیا ہے لیکن دوسرے کتب تاریخ سے ۷۰۲ھ کے قبل فوج اسلام کا دکن مین آنا پایا نہین جاتا اس اختلاف کیوجہ سے بعض مورخین نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ لدر دیو راجہ جس کے زمانہ مین مسلمانون کا دکن پر چڑہائی کرنا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے وہ صحیح نام رودر دیو راجہ ہوگا اور رودر دیو پرتاب رودر سے مراد ہے ۱۲

ورنگل پر چڑہائی کرنیکے لئے لشکر جرار بہیجا - مگر لشکر ناکامیاب واپس ہوا - سنہ ۷۰۹ھ
مین دوبارہ لشکر بہ سرکردگی ملک نائب کافور و خواجہ حاجی مکی راہ دیوگیر سے ورنگل
روانہ کیا گیا جب ملک نائب پرگنہ اندور مین پہونچا تو اوسنے اندور اور بہارے
قلعہ قندہار و دیگر پرگنہ جات پر قبضہ کرلیا و اندور و پور انبہ سے مقابلہ کرنیکو تو گیا مگر اس
مقابلہ سے بہت کچہہ نقصان اوٹہایا علاوہ جانی ومالی نقصان کے بیس ہاتی اور سات سو
گہوڑے اور بہت کچہہ زر و جواہر پیش کرنے پر باقرار خراج دہی صلح نصیب ہوئی
اندور و قندہار و دیگر پرگنہ جات واپس ملگئے اور بہار اقندہار تا اختتام سلطنت
خلجیہ ورنگل ہی کے ماتحت رہا -

سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ

جب دہلی کی سلطنت خلجیون سے نکل کر خاندان تغلق کے ہاتہہ آئی تو سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ نے ۷۲۱ھ مین ملک فخر الدین کو فوج کثیر کے ساتہہ ورنگل روانہ کیا چنانچہ
ملک فخر الدین قندہار و اندور پر قابض ہوکر ورنگل تک جا پہونچا اور قلعہ ورنگل محصور
کرلیا گیا - مگر ابہی مستقل حکومت مسلمانون کی قندہار پر ہونے کا وقت نہ آیا تہا
اطراف ورنگل ہندو کی [illegible] سے پٹا ہوا تہا راجہ کے جان باز اور جان نثار
بہادر سپاہی راجہ کے دشمنون کو کسیطرح کامیاب نہ دیکہہ سکے جبتک تلوار ہاتہہ
اور ہاتہہ شانے سے جدا نہو تو اپنے جسمی تعلق سے مسلمانون کے دماغ کا مقابلہ

سلطان تغلق [illegible] سنہ ۷۲۰ھ جب خسرو خان وزیر نے قطب الدین خلجی بادشاہ کو قتل اور
اوسکے خاندان کو تباہ کرکے خود تخت پر بیٹہہ گیا تو غیاث الدین تغلق جسکو غازی بیگ تغلق
بہی کہتے ہین [illegible] خسرو خان کو میدان مین شکست دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا
خاندان تغلق کے آٹہہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹہے اور ان کی حکومت تقریبا
سو برس رہی مگر غیاث الدین تغلق کے بیٹے سلطان محمد تغلق کے عہد مین
دکن کا ملک اسکی ماتحتی سے علیحدہ ہوگیا تاریخ ہند ۱۲

شروع کیا جس سے مسلمانون کو فتح کی امید نہ رہی لشکر مین طرح طرح کی بیماریان پھیل گئین اسکے علاوہ شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے یہہ خبر اوڑائی کہ دہلی مین فتنہ عظیم برپا ہو گیا ہے لشکر سراسیمہ ہوکر پلٹ گیا۔ راجہ نے تعاقب کیا۔ اور سنتا ہے کہ قلعے پھر اسکے ہاتھ آ گئے ملک فخرالدین کو سخت ندامت ہوئی اور چار پانچ مہینے مین دوسرا لشکر تیار کرکے قتل عام کرتا ہوا قندہار و بیدر سے گذر کر ورنگل فتح کر لیا۔ اور ورنگل کا سلطان پور نام رکھا۔ راجہ معہ شہزادہ دہلی بھیجا گیا مگر تھوڑے ہی دنون مین یہہ راجہ دہلی سے ورنگل اور چند پرگنہ جات کی جاگیرداری کا تمغہ حاصل کرکے داخل ورنگل ہوا۔

حاجی سیاح سید سعید الدین سمرقندی رحم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی

جب بیدر پر بادشاہ دہلی کے طرف سے جدا حاکم مقرر ہوتا تو اسیکے ماتحت مین ہمارا قندہار کر دیا گیا گو ہم اس قلعہ کو قندہار لکھتے آئے ہین مگر اس زمانہ تک کندہار پکارا جاتا تھا۔ مسلمانون نے فصاحت پسندی سے اسے قندہار بنایا۔

یہہ دعوی کوئی بیجا نہین ہے کہ اس سرزمین کی خوبی اور سرسبزی کے سبب افغانستان کے قندہار کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہو۔ اس مین شک نہین کہ قندہار ایک خوشگوار قلعہ ہے اور نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے تالاب کا کنارہ شمال رویہ آبادی سے بالکل ملا ہوا ہے جنوب کی جانب سے ندی منیاڑ پہاڑون سے ہوتا ہوا بہتا ہے۔ قلعہ کے اطراف دور دور تک سرسبز و شاداب باغات ہین جس مین ہر قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے پہاڑون کے حصار سے یہہ بڑا دلفریب منظر نظر آتا ہے۔ راستہ تنگ اور ہولناک گڑھ و گھاٹی کی گھاٹی سے ہوکر گذرتا ہے عجب کیا کہ اس منظر نے ان ترکون و افغانون کو اپنے قندہار کا سماں یاد دلا دیا ہو اور وہ اسی بنا پر قندہار رکھہ اوٹھے۔

قندہار ابتدا آبادی سے ہندون کے قبضہ حکومت مین تھا اور یہہ اہل ہنود کی نہایت متبرک جا سمجھی جاتی ہی کیونکہ یہان مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا۔

۷۲۵ھ مین جب حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا دہلی مین وصال ہوا اور حضرت حاجی سیاح

سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی قدس سرہ بہ صحابت شیخ ابراہیم سپہ سالار تشریف فرمائی قندہار ہوئے اور وہ جہاد اونکا قدیم مندر توڑا گیا تو سرور مخدوم نے یہین اقامت اختیار کی اور یہان اہل اسلام کی ترقی ہو

سلطان محمد تغلق کی سلطنت و دکن کے ہر حصہ مین مسلمانونکی اشاعت

سنہ ۷۲۵ھ مین غیاث الدین تغلق شاہ نے انتقال کیا اسکے بڑے بیٹے سلطان محمد تغلق نے جو بڑا بہادر اور جری تہا دہلی کے تخت سلطنت پر قدم رکہا اس بادشاہ مین مختلف صفتین تہین علم سے بہرہ وافی رکہتا تہا شجاعت مین حد سے زیادہ تہا۔ رحمی و بیرحمی بہی تہی علاوہ انگریزی مورخون نے اسکو دیوانہ ہی بیان کیا ہے

دولت آباد کی آبادی

سنہ ۷۲۷ھ مین اس نے دیوگیر کو آباد کرنا چاہا اسکا نام دولت آباد رکہا گیا اور جبراً قہراً دہلی کے باشندے بلائے گئے۔ جو نہ آئے وہ قتل کرا دیئے گئے دہلی ویران ہوگئی بہت سے علما و فضلا و اولیا کرام کا گروہ دکن مین آگیا۔

حضرت سرور مخدوم کی وفات

بتاریخ ۱۶ رجب سنہ ۷۳۶ھ حضرت قطب الاقطاب تاج المشائخ مخدوم حاجی سیاح سرور سید سعید الدین رفاعی قدس سرہ نے رحلت فرمائی آنحضرت کے مزار مبارک پر نہایت خوش وضع گنبد تیار کرایا گیا۔ اور اس مندر کی مسجد بنائی گئی جس مین ابتداءً حضرت نے اقامت فرمائی تہی۔

محمد تغلق کی ورنگل سے واپسی

سنہ ۷۳۷ھ مین سلطان محمد تغلق شاہ ورنگل سے واپسی کے وقت جب قصبہ بیڑ پر پہونچا تو اوس کے دانتون مین درد پیدا ہوا اور ایک دانت نکل گیا تو اسی قصبہ بیڑ کے جانب جنوب تخمیناً ۶ میل موضع کرجنی کے پہاڑی پر دانت دفن کرکے گنبد بنایا گیا وہ گنبد اب تک موجود ہے اور مولف نے سنہ ۱۳۱۵ھ مین اسکو دیکہا ہے۔

قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری

سلطان محمد تغلق نے قندہار کی حکومت پر شہاب سلطان المخاطب نصرت خان کو مقرر کیا تہا جس کا صدر مقام بیدر تہا خان مذکور ایک عرصہ تک مستقلانہ حکومت کرتا رہا لیکن اس خبر کے مشہور ہونے پر کہ یہ باغی ہے

کام سے علیحدہ کیا گیا انکا جائزہ تتلغ خان کو دلایا گیا قتلغ خان ملک برہان الدین کا بیٹا اور دولت آباد کا صوبہ دار تہا اور سلطان محمد تغلق نے قتلغ خان سے قرآن مجید اور چند کتابین فارسی کی پڑہی تہین اور خط بہی صاف کیا تہا اس سلئے اس وہمی بادشاہ کو کچھہ عرصہ تک ان کے نسبت اچھا خیال رہا۔

پہلے قندہار کا قلعہ اینٹ و مٹی کا تہا۔ سلطان محمد تغلق شاہ کے فرمانروائی مین قندہار کا پختہ قلعہ تیار ہوا قلعہ کے پچہلی دروازہ کے بائین جانب کی کمان[1] مین سب سے پہلا اور قدیم کتبہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت کا ہے جسپر ۷۴۲ھ ہجری کندہ ہے اور ۷۲۵ھ ہجری سے ۷۴۸ھ ہجری تک ملک دکن سلطان محمد تغلق کے زیر حکومت رہا اور قلعہ قندہار کا کتبہ نصب ہونیکے دو سال قبل (۷۴۲ھ ہجری مین) سلطان کا گذر ورنگل سے واپسی کے وقت دکن کی مختلف مقامات پر ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیف الدولہ کا تعلق امرا شاہی مین تہا جس کے اہتمام سے قلعہ تیار ہوا اسی کتبہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک سیف الدولہ کے جانب سے مصطفےٰ اصفی الدین نایب مقرر ہوا تہا ۷۴۴ھ مین سلطان کی سخت گیری کی وجہہ سے امرا ناراض ہو گئے اور دکن کا حاکم خود سر فرمانروا ہو گیا اسلئے دکن کا تعلق خاندان تغلق سے باقی نرہا سیف الدولہ کا نام ملک سیف الدین غوری ہے جو باغی امرا مین شامل ہو کر حسن سے مل گیا اور اسکی فوج کا جرنل مقرر ہوا جب حسن بادشاہ ہوا سیف الدین قندہار و بیدر کو لاس کا حاکم رہا جسکا ذکر آگے بیان کیا جائیگا بہرحال اس نے یہان تک ترقی کی کہ دکن کا وزیر اعظم ہوا تاریخ مختار الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ اودسہ[1] بہی سلطان محمد تغلق نے ۷۲۷ھ مین تعمیر کروایا تہا اودسہ کا قلعہ بہی قندہار کے قلعہ کیطرح وسیع میدان مین ہے اور اسی طرز کا بنا ہوا ہے۔

حسن کانگوی بہمنی کا قبضہ

سلطان محمد تغلق شاہ کی سیاست کی وجہہ سے اکثر امرا ناراض اور اطاعت سے منحرف ہو کر دکن مین منفرق طور پر مقیم تہے۔ جب بادشاہ دہلی کے جانب روانہ ہوا تو باہمی اتفاق سے اسمٰعیل فتح خان کو ناصر الدین شاہ خطاب دیکر دکن کا

---

[1] قلعہ اودسہ قندہار سے (۵۱) میل ہے اور مین نے اسے دیکھا ہے ۱۲

خود مختار بادشاہ بنالیا اس لئے کہ سب امراؤں میں یہ سن رسیدہ شخص تھا۔ اگرچہ تغلق شاہ نے فوج کثیر سے دولت آباد پر حملہ کیا مگر سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل ہوا۔
ادہر ان باغیوں نے پریشان کر رکہا تھا ادہر لاہور کا فساد برپا ہوا سلطان کو لاہور کی شورش آشوبی دور کرنی زیادہ ضروری تھی ان کے مقابلہ سے فوج کو ہٹالیا باغیوں کو اچھا موقع ملا تعاقب کرکے خزانہ سلطانی بھی لوٹ لیا۔
ان باغی امراؤں میں وہ اقبال مند شخص بھی تھا جو بالفعل حسن کے نام سے اور آگے چل کے سلطان علاءالدین حسن کانگوی بہمنی بادشاہ دکن کے لقب سے دنیا کی تاریخ میں شہرت پانے والا ہے اور جسکے خاندان میں ۱۷۶ سال دکن کی بادشاہی رہی۔

عماد الملک تبریزی کا قتل

علی شاہ خواہرزادہ ظفر خان علائی نے جو باغی امراؤں سے تہا ایک چھوٹا سا لشکر لیکر بیدر پر حملہ کیا اور وہاں کے نایب کو قتل کرکے بیدر پر قابض ہوگیا قتلغ خان ایک بہادر شخص تھا فوراً بیدر پہونچا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ علی شاہ گرفتار ہوا اور سلطان تغلق کے پاس بھیجدیا گیا۔ باغی امراؤں کے باعث دکن میں غدر مچا ہوا تھا دہلی سے عماد الملک ترکمان سپہ سالار کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بیدر بھیجا گیا مسٹر ولمٹ نے اپنی تاریخ میں عماد الملک کو تبریزی اور محمد تغلق شاہ دہلی کا داماد بتلایا ہے۔ کچھ عرصہ تک ہمارا قندہار زیر حکومت عماد الملک بہادر رہا عماد الملک کو آئے ہوئے تہوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ ان کی زندگی کا فیصلہ آ پہنچنے والی فوج قلعہ بیدر کے اطراف حسن کانگوی بہمنی سپہ سالار دکن کی زیر کمان

سلہ ۷۴۸ھ میں سلطان علاءالدین بہمنی تخت نشین ہوا اور ۹۳۴ ہجری میں کلیم اللہ بہمنی بیدر سے بھاگ کر احمد نگر گیا اور وہاں مرگیا اور خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوا۔
سلہ اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ حسن کانگوی اور عماد الملک تبریزی کا مقابلہ بیدر پر ہوا ہے مگر مولف منتخب التواریخ مقام گلبرگہ پر اس واقعہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ۱۲

پہونچ گئی۔

حسن نے گلبرگہ کا خاطر خواہ انتظام کرلیا تھا۔ تیس[1] ہزار سوار کے ساتھ عماد الملک بہادر سے مقابل ہوا۔ طرفین سے دل توڑ کر لڑے مگر تقدیر الٰہی نے دکن کی بادشاہت حسن کے نام لکھدی تھی اور قضا نے اسکا فیصلہ کرلیا تھا کہ خاندان تغلق کی حکومت دکن سے اٹھا دیجائے کوئی تدبیر سلطنت دہلی کی موئد نہ ہوسکی۔

ورنگل کے راجہ نے سلطان تغلق شاہ کے ہاتون سخت صدمہ اوٹھایا تھا اور اپنی آبائی حکومت یعنے قلعہ قندہار ہاتھ سے دیکر اپنی مایوسانہ زندگی کا حصہ قصبہ کولاس مین بسر کر رہا تھا اس نے ایک پیدل جمعیت سے حسن کی مدد کی جس کی تعداد پندرہ ہزار کی تھی اور ساتھ ہی مرالدین شاہ کے پاس سے پانچ سو سوار پہونچ گئے۔ حسن کی فوج کو کامل زور پہونچ گیا اور طرفین مین جو کشت و خون ہوا اسکی تعداد تو سیکڑون سے گذر کر ہزارون پر آپہونچی تھی دونون لشکرون کے دل جوش سے بھرے تھے ادہر شہنشاہی وعدہ ادہر نئی بادشاہت کے فیاضانہ عطیات غرض کہ دونون لشکر جی کہولکر لڑے عماد الملک بہادر کے حملون کا جو شجاعت و مردانگی مین ضرب المثل روزگار تھا ملک سیف الدین غوری نے جو فوج حسن کا جرنیل تھا۔ خوب جواب دیا عماد الملک عین معرکہ مین مارا گیا فوج نے پریشان ہوکر معہ چند امرا قلعہ قندہار مین جسکا پختہ حصار تیار ہوچکا تھا پناہ لی۔

حسن بعد فتح بیدر دولت آباد کے طرف متوجہ ہوا اور ملک سیف الدین غوری نے قندہار کا محاصرہ کرلیا جب محاصرہ کو ایکعرصہ گذرا تو حسن کانگوئی بہمنی بذات خود قندہار پہونچا اور محصورین کی فہمایش کی۔ آخر الامر بعد فہمایش امرای مغل و افغان و راجپوت نے جو قلعہ مین محصور تھے حسن کی اطاعت قبول کی۔

سیف الدین غوری کی حکومت عیدگاہ کی تیاری

قلعہ قندہار و کولاس و بیدر کی حکومت سیف الدین غوری المخاطب ملک سیف الدولہ کے سپرد کردی گئی۔ قلعہ کے پختہ اور سنگین عمارتین

---

[1] قلعہ کے اندرون حصار مین محلی دروازہ کے بازو چھوٹی کمان مین ملک سیف الدولہ کے عہد کا کتبہ تغلقی سنہ ۷۴۳ھ کا کندہ ہے ۱۲

تالاب کا سنگ بست پشتہ اور عیدگاہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت مین باہتمام حاجی مصطفی سیف الدین تیار ہوئے ہین۔

اعظم ہمایون کی حکومت — جب ملک سیف الدین غوری کو رانچور و مدگل وگلبرگہ وغیرہ کی حکومت دی گئی تو قندہار و بیدر و آندور کولاس کی حکومت اعظم ہمایون ملک سیف الدین کے بیٹے کے پاس رہی۔

سلطان علاو الدین حسن کانگوئی بہمنی کا حال

ہمارے قندہار مین سلطان علاو الدین کانگوئی بہمنی کا ایک عرصہ تک قبضہ رہا ہے اور یہان کے متبرک ممبرون پر خطبہ مین اس بادشاہ کا نام لیا گیا اس لئے ہمین اس کا مختصر سا ابتدائی حال بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حسن[1] قوم کا افغان اور دار الخلافت دہلی مین گنگو برہمن منجم کے پاس ملازم تھا اور اس نجومی کو شہزادہ محمد تغلق کے پاس بڑی عزت حاصل تھی۔ حسن نہایت تنگی اور عسرت سے بسر کرتا تھا۔ گنگو نے اسکے حالت افلاس وفاقہ کشی پر رحم کھا کر دو بیل والا اور اپنے علاقہ کی کسیقدر زمین اسکے سپرد کی تا اس مین کاشتکاری کر کے اپنے گذر کرے ایک روز حسن اس زمین پر ہل چلا رہا تھا اسکا ہل زمین مین دھس گیا۔ باوجود کوشش کے نکل نہ سکا۔ اس نے اس زمین کو کھودا ہل مین زنجیرین۔ اولجھی ہوئی تھین جب زنجیر علیحدہ کین تو ایک ظرف دکھائی دیا جس مین اشرفی طلائی غیر مسکوک تھین۔ حسن نے شب کیوقت اس ظرف اور اشرفیون کو چادر مین باندھکر منجم کے مکان کو پہونچا دیا اور اسمین کسیطرح تصرف نکیا گنگو نے اسکی نیک نیتی و دیانت داری پر تحسین کی اور دوسری ہی دن یہ قصہ شہزادہ محمد تغلق سے بیان کیا شہزادہ نے حسن کو بلوایا اسکو ایک سنجیدہ اور متین آدمی پایا باپ سے اجازت حاصل کر کے اسکو اپنے مصاحبون مین شریک کر لیا۔

---

[1] مولف صاحب سیرۃ المحمود نے گنگو منجم اور حسن کو اسکا غلام لکھا ہی مگر اکثر مورخین کانگوی منجم اور حسن کو اسکا ملازم لکھتے ہین۔

گنگو علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا تھا آکر درا س کے طالع کا زائچہ کھینچکر بیان کیا کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور تجکو بادشاہت نصیب ہوگی تو مجھسے اقرار کر کہ اگر اللہ تعالی تجکو بادشاہت عطا کرے تو تیرے نام کے ساتھہ میرا نام بھی شریک رہے چونکہ حسن اسکا نمک پروردہ تھا اور اس امید موہوم کے وقوع پذیر ہونے کا یقین کامل بھی نتھا اس شرط کو قبول کرلیا تھوڑے عرصہ کے بعد جب اُس سے کارہای نمایان ہوئے تو عہدہ مین ترقی ہوتے ہوتے گروہ امرا مین شامل ہوگیا۔

جب محمد تغلق شاہ بعد انتقال باپ کے خود بادشاہ ہوا تو اس کے درجین اور ترقی ہوئی اور بادشاہ کے ساتھہ دکن مین آیا۔ اور بعد واپسی بادشاہ ریاست کے خوف سے یہین مقیم رہا اور امرائے دکن مین شامل ہوگیا سب امرا نے محمد تغلق شاہ سے بغاوت اختیار کرکے محمد ناصر الدین کو جو ایک سن رسیدہ امیر تھا دکن کا بادشاہ بنالیا اور دہلی سے تعلق توڑدیا۔ مگر جب حسن کے فتوحات اور اولو العزمی سب امیرون سے بڑھ گئی تو محمد ناصر الدین بادشاہ نے اپنی بادشاہی حسن کے حوالہ کی ۷۴۸ھ مین ربیع الثانی کی ۲۴ تاریخ جمعہ کے دن اسکے سر پر تاج شاہی رکھا گیا اور ظفر خان سلطان علاؤ الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب قرار پایا اور حسن آباد گلبرگہ دار السلطنت ہوا۔ اور سلطان علاؤ الدین حسن نے گیارہ سال دو مہینے سات روز بادشاہی کرکے ۶۷ سال کی عمر مین پانچوین ربیع الاول ۷۵۹ھ[1] کو وفات پائی۔

حسن کا نسب نامہ | بعض مورخین حسن کا نسب نامہ اسطرح بتلاتے ہین۔ سلطان علاؤ الدین حسن ابن کیکاؤس۔ ابن محمد۔ ابن علی۔ ابن حسن۔ ابن سہام۔ ابن بہمن۔ ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن نصیر۔ ابن منصور۔ ابن رستم۔ ابن کیقباد۔ ابن منوچہر۔ ابن نامدار ابن اسفندیار۔ ابن کیومرث۔ ابن خورشید۔ ابن عصائی۔ ابن فغفور۔ ابن فرخ۔ ابن شہریار ابن عامر ابن شہد۔ ابن ملک داؤد۔ ابن ہوشنگ۔ ابن بنیک کردار۔ ابن فیروز بخت

[1] تاریخ مختار الاخبار مین غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ لکھا ہے۔

ابن نوح - ابن صالح - اور صالح سے بہرام گور تک چند واسطے ہیں اور بہرام گور ساسانی
اولاد میں اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کی نسل سے ہے سراج التاریخ میں
اسکا ذکر ہے لیکن اکثر مورخین اس نسب نامہ پر اعتبار نہیں کرتے اور انکا خیال ہے
کہ بادشاہت مل جانیکے وجہ سے خوشامدیوں نے اوسے عالی نژاد بنایا ہے

حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا ذکر

تاریخ تذکرۃ الملوک اور حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا حال بطرح تحریر ہے کہ جب شیخ سراج الدین صاحب جنیدی قدس سرہ دہلی سے سلطان غیاث الدین تغلق سے رنجیدہ ہوکر سنہ ۷۲۳ ہجری میں دکن تشریف لائی دریا سے کرشنا کے کنارہ موضع کوٹھی میں اقامت اختیار فرمائی کوٹھی کے قریب موضع سرگاپور ہے وہاں حسن اور اسکی والدہ اور بی بی وغیرہ اقامت پذیر تھے اور نہایت فلاکت سے بسر کرتے تھے جب حضرت شیخ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی حسن معہ خاندان کوٹھی میں چلے آئے۔ اور حضرت شیخ کے زمرہ مریدین میں شامل ہوے۔ گانگو پنڈت نجومی موضع کوٹھی کا مقدم پٹواری تھا۔ حضرت کے ارشاد کے موجب اس نے مسجد کی تیاری شروع کی اور حسن کو افسر کاریگر قرار دیکر اسکی نگرانی پر مقرر کیا ایک روز حسن سو رہا تھا اس کے سر پر مار سیاہ مگس رانی کر رہا تھا یہ خبر جب گانگو نجومی کو ملی تو اس نے حسن کو بادشاہ ہونیکی بشارت دی اور حسن کے نام کے ساتھ اپنے نام کا جزو ملا دینے کے لئے وعدہ لے لیا اور حضرت شیخ نے بھی حسن کو سوتا دیکھکر اپنے زبان مبارک سے بادشاہ دکن فرمایا مسجد کے ختم ہونیکے بعد جب حسن نے شیخ سے اپنے افلاس اور تنگی معیشت کا اظہار کیا تو شیخ نے صحرائے گزشتہ کے دفینہ کی حسن کو نشاندہی کی حسن نے شیخ کے ارشاد کے موافق دفینہ پر قابض ہوکر فوج تیار کی اور قلعہ مرچ راجہ رائے درگا پتنا سے چھین لیا اور اس کے بعد قلعہ بنالاگڈہ راجہ کاکتیہ سے لے لیا اسیطرح بہت سے قلعہ فتح کئے اور راسیہ بہرن والی گلبرگہ کو مغلوب کرکے قلعہ گلبرگہ پر قابض ہوگیا

اور اس کے بعد افسران فوج جو سلطان محمد تغلق سے بغاوت کرکے دکن میں ٹھیرے
ہوے تھے انمیں شر پسب ہو گیا سلطان تغلق کا قبضہ دکن سے اٹھنے کے بعد کل
امرا نے حسن کو بادشاہ بنایا - حسن کے ماں کا نام اشرف جہان مانصاحب
بی بی تہا جو شیخ کی مریدہ تہین - بتاریخ ۱۰ رجب سنہ [illegible] انکا انتقال ہوا اور
موضع کوڑچی سے بیرونی دروازہ کے جانب دفن کرکے نہایت شاندار
مقبرہ تیار کیا گیا سالانہ عرس بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے موضع کوڑچی اور
اس کے متعلقہ سات موضع شیخ کو جاگیر دئے گئی تہی جو ابتک شیخ کے اولاد
کے قبضے میں ہے اسی سال سنہ [illegible] مین شیخ صاحب گلبرگہ تشریف لائے اور
یہین قیام فرمایا اور سنہ [illegible] مین آپ کا وصال ہوا آپ کی عمر ایکسو گیارہ سال کی
تہی شیخ کا روضہ گلبرگہ مین مشہور ہے تذکرہ شیخ مین حسن کے متعلق جو ذکر ہے
اسکی نقل کردیگئی لیکن جو کیفیت تاریخ فرشتہ مین لکھی ہے اور جسکو تمام مورخین نے
تسلیم کیا ہے وہ اوپر بیان ہوچکی ہے

سلاطین بہمنیہ کی فرمانروائی

بعد انتقال حسن گنگوئی بہمنی کے اسکا بیٹا محمد شاہ بہمنی بادشاہ ہوا قلعہ قندہار شمول
بیدر - قندہار دکولاس حسب سابق اعظم ہمایون کے تحت حکومت رہا محمد شاہ
بہمنی نے سترہ سال نو مہینے پانچ دن بادشاہت کرکے سنہ [illegible] مین انتقال کیا
اس بادشاہ نے اپنے عہد مین سونے کے سکے چلائے جسکے ایک جانب کلمہ
طیبہ کے ساتھ چاروں اصحاب پاک کے مقدس نام منقش تھے اور
دوسرے جانب بادشاہ کا نام و سن جلوس تہا - بعد محمد شاہ کے مجاہد شاہ بہمنی نے
تین سال بادشاہت کی جسے داؤد شاہ بہمنی اسکے چچا نے اسکو قتل کیا خود بھی زیادہ

سلہ مولانا خواجہ احمد صاحب جنیدی قدس سرہٗ جنکا مزار مبارک قصبہ شمس آباد علاقہ پالگاہ کے -
بڑے باغ کی قدیم مسجد کے روبرو ہے حضرت شیخ صاحب کا اولاد مین تہے

حکومت نکر سکا - ایک مہینا پانچ روز بادشاہت کرنیکے بعد مار اگیا -

مدرسہ محمود شاہی

داؤد شاہ کے بعد محمود شاہ ابن حسن کانگوی بہمنی ۷۸۰ھ مین بادشاہ ہوا باوصف اسقدر تغیرات کے قندہار کا حاکم اعظم ہمایون ہی رہا مگر محمود شاہ کے عمل مین قندہار کی رونق زیادہ بڑھ گئی - اس بادشاہ نے یہان یتیمون کے لیئے ایک مدرسہ قایم کیا تہا جس مین یتیمون کو کہانا اور کپڑا سرکار سے ملتا تہا اور انکی پرورش وتعلیم کے لئے اچہے اچہے علما و فضلا مقرر کئے گئے تہے - اور معلمون کے لئے معقول ماہوارین مقرر تہین - علما اور محدثین کو وظایف دئے جاتے تہے -

اس بادشاہ کے عہد مین امساک باران کی وجہ سے بارا سال تک یعنے ابتدائی ۱۳۹۶ء مطابق ۷۸۵ھ سے دکن مین قحط رہا اور اس نیک نیت بادشاہ نے ایک ایک ہزار گاو سرکاری اس کام پر متعین کر دیا تہا کہ ممالک گجرات و مالوہ سے دکن مین روزانہ غلہ پہونچایا کرین -

جامع مسجد

بعض مورخین نے اسکا نام محمد شاہ بہمنی لکہا ہے - اگرچہ کتب تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ یہان مدرسہ قایم کیا گیا تہا - مگر کوئی پرانی عمارت اس مدرسہ کا نشان نہین دیتی - البتہ جامع مسجد[1] وسط آبادی مین نہایت وسیع و شاندار واقع ہے جو اپنے قدیم زمانہ کو اقا اعظم اور اقا مراد کے نام سے یاد دلاتی ہے - محمود شاہ نے انیس ۱۹ سال نو مہینے چوبیس دن بادشاہت کی اسکے بعد اسکا بیٹا غیاث الدین[2] بہمنی صرف ایک مہینا بیس روز بادشاہ رہا اسکے بعد اسکے بہائی شمس الدین بہمنی نے ستادن روز بادشاہت کی اسکو مکحول کر کے

[1] مسجد کے دروازہ پر کتبہ ہے کہ در زمان اقا اعظم و اقا مراد اتمام شد اکوئی سنہ نہین تبلایا ہے ۱۲

[2] غیاث الدین بہمنی کو اس کے ایک ترکی غلام تغلچین نے عیاری سے دعوت دیکر تنہائی مین اس کے آنکہین نکلوا دین اور اس کے چوبیس امرا کو قتل کر کے اس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو تخت نشین کیا - فیروز خان اور احمد خان سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹون نے حکمت عملی سے موقع پا کر تغلچین اور شمس الدین کو قید کر لیا اور شمس الدین کو مکحول کر کے قلعہ بیدر مین بہیج دیا اور تغلچین کو غیاث الدین جس کے انکہین اس نے نکلوائین تہین اپنے روبرو بٹہا کے ضرب شمشیر سے قتل کیا اور فیروز خان بادشاہ بنا ۱۲

فیروز شاہ بہمنی بن داؤد شاہ بہمنی بادشاہ اور سریر تخت بہمنی ہوا

رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

۸۰۲ھ میں حضرت سیدی عالیمقام میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ قصبہ گلبرگہ سے دفعۃً الندکو جاتے وقت بغرض زیارت مزار مطہر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ رونق افروز قندھار ہوئے تھے۔

خواجہ سید محمد گیسو دراز کا حال

آپ بتاریخ ۴ رجب ۷۲۱ھ بمقام دہلی پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام حضرت سید یوسف المعروف سید راجہ ہے داں واسطے کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جب سلطان محمد تغلق نے دیوگیر کا نام دولت آباد قرار دیکر اسکے آبادی مین ترقی دی اور بہت سے لوگ دہلی سے دولت آباد چلے آئے اسوقت حضرت سید یوسف صاحب بھی اپنے کنبے کے ساتھ دہلی سے نکلے اور سیاحت کرتے ہوئے چار مہینے کے عرصہ مین دولت آباد پہونچے اور یہین قیام فرمایا اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۰ سال کی تھی جب آپکا سن شریف گیارہ سال کا ہوا تو آپکے والد نے ۵ شوال ۷۳۱ھ مین انتقال فرمایا آپ کا روضہ مبارک خلدآباد مین ہے جو دولت آباد سے ۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ والد کے انتقال کے بعد آپ اور آپکے بڑے بھائی سید چندن آپ کا اور آپکی والدہ دولت آباد ہی مین قیام پزیر تھے جب آپکے والدہ صاحبہ اپنے بھائی ملک الامرا ابراہیم مستوفی سے رنجیدہ ہوگئیں تو اپنے دونوں فرزندون کو ساتھ لیکر دہلی کے جانب روانہ ہوئین۔ اور بخیر و عافیت وہان پہونچین اور اپنے قدیم مکان کو رونق دوبالا بخشی اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اور آپ ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرتے تھے بعد دو سال کے تاریخ ۱۶ ماہ رجب ۷۳۶ھ کو آپ اور آپکے بھائی سید چندن حضرت شیخ الاسلام کے زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے۔ گو آپ صاحب کشف و کرامات ہو چکے تھے

سلہ بلورہ کے پہاڑ کے جانب آپ کا مقدس روضہ اور گنبد ہے آپ ہی کے روضہ کے احاطہ مین ابوالحسن تانا شاہ رئیس گولکنڈہ کی قبر معمولی صفت مین ہے۔

سلہ آپ کا مزار مبارک بھی حضرت سید یوسف قدس سرہ کے گنبد کے پاس ہے۔

لیکن آپکی توجہ سیر و سلوک و اکتساب کمالات و تحصیل علوم باطنی کیطرف مبذول تھی جب آپکا
سن شریف چالیس سال پر پہونچا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد
بن جمال الدین حسینی مغربی کی دختر بی بی رضا خاتون سے آپکا عقد کیا جن سے دو صاحبزادے
اور تین صاحبزادیاں ہوئین - آپ کا لقب گیسو دراز مشہور ہو نیکے نسبت بہت سی روایتین
مشہور ہین مگر آپ کے تذکرہ سے ہی ثابت ہے کہ آپ نے خواجہ احمد دبیر و قاضی راجہ کے
استفسار پر فرمایا تھا کہ جب مین اپنے مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے پاس گیا
اس وقت حضرت بالاخانہ پر تشریف فرما تھے اور بہت سے ارادتمند ملاقات نیچے منتظر کئے
ہوئے ٹہیرے ہتے مین بھی انہین شامل ہو کر ٹہیر رہا - بالاخانہ سے ایک خادم نے آکر بیان
کیا کہ سید محمد کی یاد ہوئی ہے اسوقت تین شخص موجود تھے جنکا نام سید محمد تہا - اس
خادم نے واپس جاکر عرض کیا کہ تین سید محمد حاضر ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز
کو بلا لاؤ - چونکہ میرے گیسو بہت دراز تھے - اسلئے خادم نے بآواز بلند میرے جانب متوجہ
ہو کر کہا کہ سید محمد گیسو دراز کی طلبی ہوئی ہے - مین حضرت کے پاس گیا جب سے مجھکو لوگ
گیسو دراز کہنے لگے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کا وصال تاریخ ۱۸ رمضان
۷۵۷ھ ہوا حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے ۸۰۱ھ مین دہلی سے اپنے تمام کنبے کو ساتھ
لیکر دکن کا قصد فرمایا اور مختلف ملکون کی سیر کرتے ہوے ماہ ذیقعدہ مین دولت آباد پہنچے اور وہان
قیام فرمایا - گلبرگہ مین سلطان فیروز شاہ بہمنی بادشاہ تہا اس نے بہت اعزاز کے ساتھ آپکو گلبرگہ مین بلوایا آپ دولت آباد
سے بغرض ملاقات حضرت شیخ صلاح بابا کو چک پنجابی قدس سرہ جو ایک عرصہ سے قصبہ بیڑ مین
مقیم تھے بیڑ تشریف فرما ہوے اور کچھہ دنون شیخ کے پاس رہکر قصبہ کنگل کے جانب ولی افروز

لہ کنگل ضلع اندور مین ہے یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر بابا شاہ کا مزار روضہ ہے اور اسی روضہ کے اطراف کی
آبادی کو باباپور تعلقہ کنگل کہتے ہین اور محمود بہمنی کے عہد مین اس روضہ کی پختہ مرمت ہوئی ہے
اس مقام کو لوگ بہت مقدس جانتے ہیں اور کہتے ہین کہ [illegible] جو درویشون کا راز ہے بہمن
متعلق ہے حضرت کو کوئی اولاد نہین پہلے باباپور اور بابانگر اخراجات عود و گل کے لئے سرکار سے جاگیر تہی
اب جاگیرات شریک خالصہ ہین - سات سو روپیہ سالانہ اخراجات عرس کے لئے ملتے ہین - ۲۴ رجب کو
عرس ہوتا ہے دور دور دراز کے مقام سے فقرا آتے ہین مجکو باباپور جانیکا اتفاق ہوا ہے اور آپکے مقدس
مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہے ۱۲

قصبہ بہمگل مین حضرت بابا شاہ تہرابدالی قدس سرہ کا مزار ہے بعد حصول زیارت وہان سے قصبہ الند کے جانب قصد فرمایا راستہ مین قصبہ قندہار واقع ہے حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہ کے مزار کی زیارت کی سرور مخدوم کے پوتے شاہ چمن اسوقت موجود تھے جنکو حضرت سید محمد گیسودراز سے ملنے کا شرف حاصل ہوا پھر آپ قصبہ الند تشریف فرما ہوئے اور حضرت الاولی مشایخ صاحب الفصاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرکے وہان حسن آباد گلبرگہ آئے فیروز شاہ بہمنی بادشاہ نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور قلعہ کے پاس آپکو رہنے کے لئے جگہ دی کچھہ عرصہ کے بعد جب فیروز شاہ بہمنی سے رنجش ہوگئی تو آپنے مقام بدلدیا اور جہان (جہان) اسوقت حضرت کا روضہ ہے وہان قیام فرمایا۔ فیروز شاہ بہمنی کا بھائی احمد خان آپکا بہت معتقد تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے فیروز شاہ کے بعد احمد خان جسکا لقب سلطان احمد ولی بہمنی تھا بادشاہ ہوا اور ہمیشہ آپ کا معتقد رہا۔ اسطرح آپکے اعزاز مین بہت ترقی ہوی۔ دوشنبہ کے روز بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ چاشت کے وقت آپ کا وصال ہوا (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپکی عمر شریف ۱۰۵ سال ۴ ماہ اور ۱۲ دن کی ہوئی تھی آپکے وصال کے دو سال بعد احمد شاہ بہمنی نے آپ کے روضہ مقدس کے گنبد کی تیاری شروع کروائی تھی اور اس کے بیٹے سلطان علاء الدین کے عہد مین ختم ہوئی

داؤد خان کی حکومت | فیروز شاہ بہمنی کے بعد ہمارے قندہار کی حکومت داؤد خان دکھنی کو ملی جو جملہ پرگنہ جات تلنگ کے بھی صوبہ دار تھے ۸۲۵ھ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی تخت نشین ہوا اور اس نے ریاست ورنگل کو تباہ کرکے ممالک تلنگان پر اپنا قبضہ

(۱) قصبہ الند ضلع گلبرگہ (عثمان آباد) مین ہے اور اسکا تعلق جاگیرات پائیگاہ سے ہے۔

(۲) قصبہ قندہار ضلع ناندیڑ مین ہے بہمگل سے بالاسے اندور الند جاتے وقت یہہ مقام بیچ مین واقع ہے حضرت سید محمد کے ملفوظات اور تذکرہ مین صرف یہہ لکہا ہے کہ آپ بیڑ اور بہمگل اور الند تشریف لیگئے تھے مگر درمیانی مقامات کا ذکر نہیں ہے قدیم قلمی بیاض سے آپ کا بہمگل سے الند جاتے وقت قندہار کو آنا ظاہر ہے اور یہہ باور ہو سکتا ہے کہ جب بہمگل سے الند جائین تو گذر ادہر سے ہوگا۔

اور ۸۳۲ ہجری مین بیدر[1] کو جو قدیم شہر راجہ بہیم سین کا پایہ تخت[2] تہا اسکا احمد آباد نام رکہکر یہین دار السلطنت قایم کیا۔ یہہ وہی بہیم سین ہے جسکی ماہ پارہ پاکباز دختر کی دمن پر راجہ نل مالوہ کے بادشاہ نے عاشق ہوکر بڑی بڑی آفتون کا سامنا کیا تہا اسکا قصہ نل دمن مشہور ہے جو شیخ فیضی نے لکہا ہے۔

سلطان احمد شاہ کیے ولی مشہور ہونے کا باعث

سلطان احمد شاہ کے بادشاہ ہونیکے بعد دکن مین دو سال امساک باران کی وجہ سے قحط ہوگیا تمام تال اور نہرین سوکہہ گیئن باولیون کا پانی خشک ہوگیا ہزارہا مخلوق تباہ ہوگئی جنگل کے درند وچرند بغیر پانی کے مرگئے مویشی اور آدمی بہوک سے مرنے لگے۔ ہرچند علمار و مشایخ و زہاد نماز استسقا مین مصروف ہوئے اور ہندوون نے اپنے مذہبی طریق پر دعائین مانگین مگر پانی مطلق نہین برسا۔ احمد شاہ گہبرایا اور خود نماز استسقا پڑہنے کو گیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کے نماز ادا کرتے وقت بڑی بارش ہوئی بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور زور سے مینہہ برستا رہا۔ کثرت بارش سے لوگ گہبرا گئے اور پکار اٹہے کہ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت و کرامت معلوم ہوئی اب سر اوٹہا اور گہر کو چل بادشاہ نے سجدہ سے سر اوٹہایا اور بڑی دہوم سے پڑتے پانی مین شہر مین آیا جب سے احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا۔

دار السلطنت احمد آباد بیدر کی ماتحتی اور شہزادہ داود خان کا قبضہ۔

اب قندہار دار السلطنت گلبرگہ سے دار السلطنت بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ اور سلطان احمد ولی البہمنی نے اپنے چہوٹے بیٹے شہزادہ داود خان کو قلعہ قندہار دیدیا اور شہزادہ کے کارپردازون کی حکومت اس قلعہ پر رہی۔

---

[1] پروفیسر ایچ ولسن نے اپنے کتاب کی ساتوین جلد صفحہ (۴۹۲) مین یہ تشریح کی ہے کہ بیدر کا نام ویدھربا تہا بہت وسیع زرخیز ملک تہا بعض کتب مین اسکا قدیم نام ودربہا لکہا ہے۔

[2] مصنف اعمال صالحہ نے لکہا ہے کہ بیدر بہیم سین کا پایہ تخت تہا۔

مجھ کو بہی دو سال تک بیدر مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے یہہ نہایت عمدہ مقام ہے اور سمندر سے (۲۳۳۰) فیٹ بلند ہے

حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی

۷۴۲ھ مین حضرت شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہ خراسان کے سفر سے کچھہ عرصہ تک دولت آباد مین قیام فرماکر قندھار مین واپس تشریف فرما ہوکر اپنے قدیم مقام تالاب کے غرب رویہ کنارے پر اپنے والد بزرگوار کے مزار مبارک کے قریب مقیم ہوے۔

نظام الملک غوری کی حکومت

۷۴۸ھ مین علاؤالدین بہمنی بادشاہ ہوا۔ قلعہ قندھار پر شہزادہ داؤد خان بہادر کی حکومت تہی اس کے بعد نظام الملک غوری کو قلعہ سپرد ہوا۔

وفات حضرت سانگڑے سلطان

بتاریخ ۸ صفر ۷۵۶ھ حضرت سیدی ذیشان شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان کا وصال ہوا[1] حضرت کا گنبد نہایت اچھے موقع پر تالاب کے گوشہ غرب وجنوب کے طرف ایک معتقد تاجر نے جو آپ کا معتقد تھا تیار کیا۔

ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت

۷۶۲ھ مین بعد انتقال علاؤالدین بہمنی کے انکا بیٹا ہمایون شاہ ظالم بادشاہ ہوا نظام الملک غوری صوبہ دار تلنگ کے تحت حکومت مین قندھار رہی تہا جب نظام الملک غوری ہمایون شاہ ظالم کے خوف سے محمود خلجی کے پاس مالوہ کو بہاگ گیا قلعۂ قندھار ملک شاہ چنگیز خان کے تحت حکومت دیا گیا۔ اس بادشاہ نے اپنی مدت سلطنت کے زمانہ مین جو تین سال چھہ مہینے چھہ دن رہی قندھار کے جانب توجہ نکی

خواجہ جہان کی حکومت

اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا لڑکا نظام شاہ بہمنی جسکی عمر آٹہ سال کی تہی بادشاہ بنایا گیا۔ محمود گاوان وخواجہ جہان باتفاق راے نرگس بی بی جو والدہ بادشاہ تہی امورات سلطنت انجام دیتے رہے۔ قندھار خواجہ جہان طرفدار تلنگ کے سپرد تہا۔

سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ ومندو کا حملہ

نظام شاہ بہمنی کے عہد مین قندھار کے پاس بڑی لڑائی ہوئی جسکو ہم تفصیل بیان کرینگے قندھار پر نظام الملک غوری سلطان علاؤالدین بہمنی کے عہد حکومت مین حاکم تہا ہمایون شاہ بہمنی ظالم

[1] مشکل کشا دین ودنیا مادہ تاریخ وفات ہے (۷۵۶ھ) اور بعض مشکل کشا دین ودنیا یعنی ۷۵۵ھ کہتے ہین
[2] بیدر مین مشہور تو نرگس بی بی ہے مگر مولف صاحب سیرۃ المحمود نے نرگس بی بی لکہا ہے۔

سے کے عمل میں رہا انکی حکومت اوس سے چھن گئی۔ اور نظام شاہ بہمنی کے عہد میں
صوبہ دار تلنگانہ خواجہ جہان ہوئے اور قلعہ قندہار بھی انکے سپرد ہوا تھا۔
نظام الملک غوری نے محمود خلجی بادشاہ مالوہ و مندو کو بادشاہ دکن کی کم سنی اور تنزل
سلطنت کی اطلاع دی۔ اور حملہ کی ترغیب کچھ ایسی پر اثر تقریر میں دیتا رہا کہ سلطان محمود خلجی
اٹھائیس ہزار سوار لیکر راہ خاندیس سے داخل دکن ہوا۔ اور بموجب مشورہ نظام الملک
غوری قندہار پر حملہ کیا۔ محمود گاوان اور خواجہ جہان نے شاہی لشکر جو بیجاپور گلبرگہ
وغیرہ میں تھا اکٹھا کر لیا اور اپنے کمسن سلطان کو نہایت شان و شوکت سے ہمرکاب
جان نثاروں کے حلقہ میں لئے ہوئے قندہار کیطرف روانہ ہوئے ایک وسیع میدان میں
دونوں فوجیں مقابل ہوئیں۔ یہ منظر نہایت ہی قابل دید تھا جان نثاران خاندان بہمنی ایک
کمسن بادشاہ کے زیر حکم اپنی جانیں فدا کرنیکے لئے دشمن کے مقابل تھے اونکی جانثاری
اس قدر تعجب کی نظر سے دیکھنے کے لایق نہیں ہے جتنی کہ اس خورد سال بلند حوصلہ بہمنی
بادشاہ کی موجودگی اس پرجوش میدان [illegible] - نظام شاہ بہمنی کی نازک
کمر میں ترکش اور گلے میں شمشیر حمایل تھی [illegible]
ہر حصہ میں [illegible] آتا ہوا ترتیب فوج کے متعلق [illegible] ہدایت کرتا جاتا تھا حیرت [illegible]
دیکھنے کے قابل تھی۔ اسکی فوج میدان جنگ میں اسطرح ترتیب پائی تھی کہ ملک التجار
محمود گاوان دس ہزار سوار کے ساتھ میمنہ میں تھا اور میسرہ کی فوج نظام الملک ترک
اور دوسرے امرا کے زیر کمان تھی اور قلب میں خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کیساتھ
ہزار سوار [illegible] زنجیر فیل کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ رکاب تھے۔
سکندر خان [illegible] بادشاہ دکن کا لڑکا تھا اور اسکی ناعاقبت اندیشی سے
بہمنی [illegible] مفصل حال ہم آگے بیان کرینگے
اسوقت سلطان محمود خلجی نے اپنے [illegible] کیا اسکا بڑا لڑکا غیاث الدین خلجی
میمنہ میں اور ظہیر الملک [illegible] میسرہ میں اپنے [illegible]

لہ تاریخ [illegible] تاریخ فرشتہ

ٹھہرائے گئے قلب لشکر میں ایک منتخب فوج سلطان محمود خلجی کے ہمراہ رہی۔
بہمن نامہ دکہنی میں اس لڑائی کی کیفیت بہت عمدگی سے لکھی ہے اسمین سے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

دو لشکر ز مندو دگر از دکن ٭ دو خسرو یکے طفل و دیگر کہن
بجنبش در آمد بمیدان دو کوہ ٭ زمین از تکاپوے شان شد ستوہ

ابھی لڑائی پر جوش نہ ہونے پائی تھی کہ سردار ملک التجار محمود گاوان میمنہ سلطان بہمنی سے تیغ آبدار کھینچکر نکلا اسکے ساتھ باقی لشکر بھی پوری بڑھا اور خلجیہ لشکر کے میسرہ پر ٹوٹ پڑا مہابت خان اور ظہیر الملک نے نہایت ثابت قدمی دکھلائی اور محمود گاوان کے بہادرانہ حملہ کو بڑی دلیری سے روکا مگر وہ حملہ جو محمود گاوان سے بہادر نے کیا تھا ٹھہر نہ سکا اور لشکر مہابت خان نے ہیبت زدہ ہوکر فرار کو قرار پر ترجیح دی اس میں شک نہیں کہ مہابت خان و ظہیر الملک نے بڑے ہی دلاوری سے مقابلہ کیا اگر فتح کا دارومدار بہادری پر ہوتا تو فتح انہیں کے لئے تھی۔ یہہ دونوں بہادر شیران بیشۂ شجاعت اسوقت تک برابر لڑتے رہے جبتک کہ اونکی جان کو انکے جسم سے ذرا بھی تعلق رہا۔
نظام الملک ترک اور شہزادہ غیاث الدین خلجی کا مقابلہ جو میمنہ و میسرہ خلجیہ و بہمنیہ کے بہادر تھے نہایت ہی دہشتناک مقابلہ تہا دونوں لشکروں میں تمیز نہ رہی اتنا غبار اٹھا کہ اہل لشکر کو اپنے بیگانوں کی پہچان نہ رہی جان پر کھیل کھیل کر وہ رنگ لائے کہ خون نے جنگجو سپاہیوں کی وردی بھی رنگ کردی اس طوفان بے تمیزی میں شہزادہ غیاث الدین اور نظام الملک ترک کا مقابلہ ہو گیا۔ لطف یہہ تہا کہ یہہ دونو شیر اپنے مقابل کی عظمت و شان سے ناواقف تھے۔
نظام الملک ترک نے نہایت زور سے ایک ضرب شمشیر غیاث الدین کے سر پر لگائی تجربہ کار غیاث الدین نے سپر ٹھیک تلوار کی زد کے مقابل کرلی اور کچھ ایسے زور سے سپر کو گردش دیتا رہا کہ حریف کی تلوار کا بھرپور وار نہ پڑ سکے۔ تلوار سپر پر بہت زور سے گری مگر اسپر کی حکمت عملی سے ایک دہشتناک جھنکار کی آواز کے ساتھ

نظام الملک ترک کی تلوار ٹوٹ کر گر گئی اور قبضہ اس کے ہاتہ مین رہگیا۔ نظام الملک
ترک غم و غیرت سے عرق عرق ہو گیا مگر غیاث الدین شعبدہ بازی فلک سے غافل
ہنایت مسرت و استقلال سے حریف کو خالی ہاتہ سمجھکر ترک کیجانب جھپٹا اس ترک
کے ہاتہ مین بجز قبضہ شمشیر اور باقی کیا رہا تہا۔ بے ساختہ قبضہ شمشیر حریف کے
منہہ پر پہینک مارا اور قسمت سے اسی مین فتح لکھی ہتی وہ زد غیاث الدین کے انکہہ پر
پڑی اور خون جاری ہو گیا ساتہہ ہی غشی طاری ہوئی ترک نے اوس بہادر کو گہوڑے
سے گرا دیا مگر اسکی فوج ہمراہی کے جوانان جانباز نے ایکدم حملہ کر کے نظام الملک
ترک کو اتنی مہلت ندی کہ وہ اپنے حریف کا کام تمام کر ڈالے۔ نظام الملک ترک تو
حملہ آوروں سے لڑائی مین لگا رہا غیاث الدین کو جان نثار اوٹہا لیگئے۔
شکست فاش ہو چکی ہتی فوج کے قدم نہ ٹہر سکے اور بہاگ کہڑے ہوے۔ دکہنی فوج نے
دو کوس تک انکا تعاقب کیا کشتوں کے پشتے لگ گئے اور دوسے مندو ان کا بہت سا
اسباب اور پچاس ہاتی بہمنیوں کے ہاتہ لگا۔ سلطان محمود خلجی اپنے دوبارون کے
لشکر کی حالت دیکھکر یہہ چاہتا تہا کہ اپنے ملک مندو کی راہ لیوے مگر اسکے جان نثار
امرا اور مشیر مانع ہوے اور ثابت قدمی کی ترغیب دی۔ اس عرصہ مین سلطان نظام شاہ
بہمنی نے باوجود صغر سنی اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا کہ خود فوج خالصہ سے
سلطان محمود خلجی پر حملہ کرے۔ خواجہ جہان بہادر نے سلطان کا یہہ قصد پایا اور سلطان کو
ٹہیرا کر خود دس ہزار سوار اور کئی جنگجو ہاتیوں سے سلطان محمود کی فوج پر حملہ کر دیا
جس کی تعداد بارہ ہزار ہتی طرفین سے بہادروں کے حملے ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرے
بلند ہتے تلواروں کی جہنکار اور دار و گیر کی صدا سے آسمان و زمین گونج اوٹہی۔ یکایک
زمانے نے رنگ بدلا اور فلک نے شعبدہ بازی کی عین معرکہ مین محمود خلجی نے بہایت استقلال
و قوت سے کئی تیر راست سکندر خان غلام ترک کے ہاتہی کی پیشانی پر تاک کے مارے
ہاتی سراسیمہ ہو کر تیر کی زد سے کمان کی طرح پلٹ گیا اور چلایا کر اپنی ہی فوج کی
تباہی کر دی فوج خاصہ مین ایک اودہم مچگئی۔ قریب تہا کہ سلطان نظام شاہ بہمنی کو

قریب پہنچے مگر بادشاہ - بادشاہ حقیقی کی حفاظت میں تھا کہ تلنگ رفقان سے جنگ [illegible]
پاس خصوصیت سے کہ جو خواجہ جہان کے ساتھ عناد رکھتا تھا فوج کو لڑائی کا حکم
نہ دیا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو سبب سے میدان جنگ سے ہٹا کر لشکر کے پیچھے
تھوڑے فاصلہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا جب امرا نے اعلام خاصہ بادشاہی کو میدان جنگ
میں بجائے خود نہ دیکھا پریشان ہو گئے اور جنگ کی پروا نہ کر کے پیچھے لوٹ کر
معرکہ سے منہ پھیرا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو لئے ہوئے بیدر پہونچ گئے دوڑ لیا
خواجہ جہان نے دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ و میسرہ بھیا فتح تاخت و تاراج ہوئے مصروف
ہے اور چتر شاہی میدان مصاف میں نہیں ہے - وہ معاملہ [illegible] سے کنارہ
پر آگیا اور اسپ و فیل بادشاہ کو سلامت نکال لایا احمد آباد بیدر کو روانہ ہوا
ملک التجار محمود گاوان و دیگر امرا نے کئی دن بڑی احتیاط و تدبیر ان بیدر میں [illegible]
خواجہ جہان نے سکندر خان کو اس جرم میں کہ وہ [illegible] بادشاہ کو میدان جنگ سے
ہٹا لایا قید کروا دیا - مگر مخدومہ جہان اس سزا سے جو سکندر خان کی نسبت تجویز ہوئی
تھی خوش نہ تھی اس لئے کہ وہ بادشاہ کا کوکا تھا - مجبور ہو کر خواجہ جہان کو سکندر خان کے
رہا کرنے کے سوا کچھ نہ بن پڑی - سلطان محمود خلجی قندھار سے بقصد تسخیر احمد آباد
بیدر روانہ ہوا - مخدومہ جہان نے باستصواب ملک التجار محمود گاوان حراست قلعہ
احمد آباد بیدر کی ملو خان دکھنی کے سپرد کی اور تمام خزانہ اور جواہرات ہمراہ لیکر ہمراہ
نظام شاہ و محمود گاوان و خواجہ جہان روانہ فیروز آباد ہوئیں -
محمود خلجی (۱۷) دن کے محاصرہ کے بعد داخل شہر بیدر ہوا اور قلعہ کی فتح کی کوشش کی
مخدومہ جہان نے محمود گاوان کو قصبہ بیڑ کی راہ سے گجرات بھیجکر محمود شاہ گجراتی سے
امداد چاہی - اور بادشاہ گجرات نے بیس ہزار سوار سے محمود گاوان کو امداد دی دکن کی فوج
جو متفرق ہو گئی تھی وہ جمع ہو گئی - سلطان محمد خلجی یہ خبر وحشت اثر سنکر محاصرہ قلعہ بیدر سے
دست بردار ہوا اور قندھار کو واپس آیا - محمود گاوان نے دس ہزار سوار دکھنی اور
بیس ہزار سوار گجراتی سے متصل قندھار لشکر مندو پر حملہ کیا - اور چاروں جانب سے

اس کے لشکر کو محاصرہ کر کے رسد بند کر دی۔ آخر محمود خلجی نے لاچار ہو کر جسقدر ہاتھی
ساتھ تھے سب کو اندھا کر دیا اور جو کچھ سامان و اثاثہ اس فتح میں حاصل کیا تھا جلا دیا
تا دشمن کے کام نہ آئے اور جان سے دست بردار ہو کر اپنے سواروں اور پیدلوں
کے ساتھ یلغار فرار ہوا۔ ہمارے قندھار پر سلطان بہمنی کا قبضہ ہو گیا۔
سلطان محمود خلجی نے جو عمارتیں جلائی تھیں انکی تعمیر و ترمیم کیگئی افسوس ہے کہ نظام شاہ
بہمنی نے دو سال و یکماہ بادشاہی کر کے ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو عین شب عروسی میں
یکایک انتقال کیا۔

خواجہ جہان ترک کا قتل

نظام شاہ کے بعد اسکا بھائی ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی بادشاہ
بنایا گیا اسکی عمر نو سال کی تھی۔ خواجہ جہان ترک اور خواجہ محمود گاوان
حسب دستور سابق بمشورہ مخدومہ جہان والدہ بادشاہ امور سلطنت کو انجام دیتے
رہے قلعہ قندھار تحت حکومت اعظم خان رہا جب خواجہ جہان ترک نے اپنا اقتدار
بڑھا لیا۔ اور بہت سے اپنے آوردے بڑی بڑی خدمات پر مقرر کر دیے تو مخدومہ جہان
خواجہ جہان ترک سے بدگمان ہوئی اور محمد شاہ سے کہکر ۸۷۰ ہجری میں نظام الملک
کے ہاتھوں خواجہ جہان کو دربار میں قتل کروا دیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کو خطاب
خواجہ جہان دیا گیا اور امیر الامرائی کے ساتھ منصب وکالت شاہی بھی تفویض ہوا۔

محمود گاوان کا قتل

خواجہ عماد الدین محمود گاوان بہت ہی خوبیوں کے آدمی تھے بیدر کا
مدرسہ انہوں نے ۸۷۷ ہجری مطابق ۱۴۷۲ء میں بنایا ہے۔ سیرۃ المحمود میں
مولانا عزیز مرزا صاحب بی۔ اے نے انکے مفصل حالات لکھے ہیں۔ خواجہ محمود گاوان نے
ملکی انتظام بہت ہی مناسب کیا تھا چونکہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں ملک کی
تقسیم چار حصوں پر تھی۔ اول صوبہ گلبرگہ دوم صوبہ دولت آباد سوم صوبہ تلنگانہ
چہارم صوبہ برار لیکن شاہان بہمنی کے فتوحات سے ملک بہت وسیع کر دیا گیا۔ اور
ملک ہر ایک صوبہ میں اسقدر بڑھ گیا تھا کہ صوبہ دار پر بادشاہ کا دباؤ نہیں پڑ سکتا
تھا۔ اور صوبہ داروں کی بغاوت کا خوف لگا رہتا تھا اس لئے خواجہ محمود گاوان نے

آٹھ صوبے قرار دیے۔ اول بیجاپور۔ دوم گلبرگہ۔ سوم دولت آباد۔ چہارم جنیر۔ پنجم راجمندری
ششم ورنگل۔ ہفتم گاویل۔ ہشتم ماہور۔ اور ان صوبوں کی حکومت اسطرح تقسیم
کی۔ صوبہ بیجاپور کی صوبیداری جس میں اضلاع مدگل و رائچور وغیرہ دریائے بھیما
تک شامل تھے اپنے نام قرار دی۔ اور صوبہ گلبرگہ کی حکومت جسمیں اضلاع ساگر
نلدرگ و شولاپور وغیرہ شامل تھے دستور دینار حبشی کو دی گئی اور دولت آباد
کی صوبیداری یوسف عادل خان کو ملی۔ اور جنیر کی صوبیداری جس میں کاکنی کا
علاقہ اور [illegible] تھا فخر الملک ترک کے نام زد ہوئی۔ راجمندری پر
ملک حسن نظام الملک مقرر ہوا۔ ورنگل کی صوبیداری اعظم خان بن سکندر خان کو
دی اور صوبہ گاویل فتح اللہ عماد الملک کے سپرد ہوا اور صوبہ ماہور خداوند خان
حبشی کو ملا اور ضلع قندہار صوبہ ماہور کے تحت ہو گیا۔ اس جدید انتظام سے بعض امرا
خواجہ جہاں کے اور ان کے خلاف ہو گئے۔ اور بادشاہ کو بہکانا شروع کیا مگر خواجہ
ایسے راست باز تھے کہ ان پر کوئی الزام عاید نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مخالفین نے
خواجہ کے ایک ملازم کو جسکے پاس خواجہ کی مہر رہتی تھی کچھ رشوت دیکر سادہ
کاغذ پر مہر چسپاں کرالی اور اس کاغذ پر حسب مشورہ ملک حسن نظام الملک اڑیسہ کے
راجہ کے نام خط لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ محمد شاہ شراب پیتا ہے اور ظلم
کرتا ہے اس سے یہاں سب لوگ متنفر ہو گئے ہیں اور مجھے پورا اقتدار حاصل ہے
اگر تم یہاں آجاؤ تو محمد شاہ کو گرفتار کر لیا جائیگا اور ملک دکن تم اور ہم بانٹ لینگے
جب یہ جعلی خط بادشاہ تک پہونچایا گیا بادشاہ نے اسیوقت خواجہ کو بلوایا
اور بلا تحقیقات خواجہ کو قتل کرا دیا۔ یہہ واقعہ ۵ صفر ۸۸۶ھ ہجری کا ہے جب
خواجہ کا قتل ہو چکا تو ملک میں بدامنی پھیلی اور ہر ایک حاکم بادشاہ سے متنفر ہو کر خود مختار
ہو گیا اس واقعہ کو ایک سال گذرا تھا کہ پہلی صفر ۸۸۷ھ ہجری کو عارضہ بخار سے بادشاہ مر گیا۔
اسکے بعد سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی بارہ سال کی عمر میں دکن کا بادشاہ ہوا ملک حسن نظام الملک
اور قاسم بیگ برید کاروبار سلطنت میں دخیل رہے جب بادشاہ نے ہوش سنبھالا

ناعاقبت اندیشی سے عیاشی و شرابخوری میں مبتلا ہوگیا۔ بات یہانتک پہنچی کہ تمام ملک دکن میں طوائف الملوکی ہوگئی ہر ایک صوبیدار خود مختار بادشاہ بن گیا جسکا جہان دسترس تھا ملک کا حصہ دبا بیٹھا۔ بجائے ایک سلطنت کے پانچ سلطنتیں قایم ہوگئیں بیجاپور میں یوسف عادل خان نے سلطنت عادل شاہی قایم کی۔ اور جنیر میں ملک حسن کے بیٹے احمد شاہ بحری[1] نے سلطنت نظام شاہی قرار دی اور احمد نگر بسایا محمد قلی قطب شاہ جو تلنگانہ کا طرفدار ہوگیا تھا گولکنڈہ کا محمد نگر نام رکھکر سلطنت قطب شاہی کی بنا ڈالی۔ فتح اللہ عماد الملک صوبہ دار برار نے ایلچپور کو سلطنت عماد شاہیہ کے نام سے مشہور کیا۔ اور خاص بیدر میں محمد قاسم برید ترک جو مدار المہام تھا خود حکومت کرنے لگا۔ سلطان محمود بہمنی صرف نام کے بادشاہ رہ گئے اور قصبہ کنٹھانہ اور انکے قریب کے مواضع صرف خاص شاہی میں دیدیے گئے۔ ہم کو صرف قندہار کے واقعات لکھنا چاہیئے ہم نے جو سلطنتوں کے پانچ متعلق بیان کئے ہیں اسکی ہم کو اسوجہ سے ضرورت تھی کہ ہمارا قندہار آگے چلکے سلطنت برید شاہی و نظام شاہی اور عادل شاہی میں کچھ کچھ عرصہ تک رہیگا۔

قندہار کا قاسم برید کی جاگیر ہونا

قاسم بیگ ترک برید شہر بیدر کا کوتوال تھا بعہدہ وکالت فائز ہوی

[1] اصلی نام ملک احمد ہے یہ ملک حسن نظام الملک کا بیٹا ہے ملک حسن ذات کا برہمن تھا اسکا پردادا قصبہ پاتھری (سابق علاقہ برار حال ضلع پربہنی) کا پٹواری تھا زمانہ قحط سالی میں وطن کو چھوڑ کر بغرض تلاش معیشت بیجانگر چلا گیا تھا جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر کو لوٹ لیا اسوقت ملک حسن قیدیوں میں گرفتار ہوکر آیا تھا۔ اسکا اصلی نام تمابہٹ اور اسکے باپ کا نام بھیرو بہٹ تھا بادشاہ نے تمابہٹ کا نام حسن رکھا اور اپنے بیٹے کے ساتھ مکتب میں شریک کیا۔ یہ ہمیشہ شہزادہ کے ساتھ رہا کرتا تھا محمد شاہ جب چھوٹا تھا اسکو حسن بن بھیرو کے عوض حسن بحری کہا کرتا تھا جب محمد شاہ جوان ہوا اسی بھیری نام کے لحاظ سے حسن کو اپنے شکار کے بحری جانور کا مہتمم بنایا رفتہ رفتہ حسن نے فوجی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیکر نام پیدا کیا۔ اسکو منصب اور خطاب نظام الملک اور نقارہ ماہی مراتب بھی مل گیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کے قتل کے بعد وکیل سلطنت کی خدمت ملی اسکے بیٹے ملک احمد نظام الملک بحری نے سلطنت نظام شاہی کی بنا ڈالی اور احمد نگر بسایا ۱۲

حاصل کر لیا تو محمود شاہ بہمنی نے قندھار بطور جاگیر قاسم برید کو دیدیا جب محمود شاہ بہمنی عیاشی و شراب خواری مین مصروف ہوگیا اور امور سلطنت سے کچھہ تعلق نہین رہا تو قاسم برید نے طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا اور سنہ ۸۹۶ھ مین اوسہ آودگیر و کلیانی بھی اپنے جاگیر مین لے لیا اور قندھار کو اپنے نائب کا مستقر قرار دیکر چھوٹی سی خود مختار ریاست بنا لیا اور خطبہ مین بجائے محمود شاہ بہمنی کے اپنا نام شریک کر لیا - جب یہ خبر محمود شاہ کو ملی تو اوسنے اپنے امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا - امرائے شاہی اور قاسم برید کی فوج سے دو تین بار مقابلہ ہوا اور شاہی فوج کو شکست ہوئی اس واقعہ کی کیفیت مشہور ہو چکی ہے دلاور خان حبشی جو بہمنی امرا سے تہا اور بادشاہ سے ناراض ہو کر برہان پور چلا گیا تہا اپنے فوج لئے ہوئے بادشاہ کی مدد کو آگیا - اور قاسم برید سے مقابلہ کرکے اسکو ایسی شکست دی کہ وہ گھبرا کر گولکنڈہ کے طرف بہاگا دلاور خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا جب گولاس کے قریب ہونچا تو دلاور خان کے لشکر مین ایک مست ہاتی چھوٹ گیا دلاور خان دلاوری سے اسکے روکنے کیواسطے ہاتی کے مقابل ہوا اور جان سے گذر گیا اس واقعہ سے دلاور خان کی فوج منتشر ہو گئی قاسم برید نے واپس آکر دلاور خان کے تمام اسباب پر قبضہ کر لیا اور محمود شاہ کے پاس حاضر ہو کر معافی چاہی اور بدستور سابق منصب مدار المہامی پر قابض ہو گیا - اور محمود شاہ کو امور ریاست سے بیدخل کرکے برائے نام بادشاہ بنا رکہا - قاسم برید بارہ سال کی حکومت کے بعد سنہ ۹۱۰ھ مین مر گیا - امیر برید اسکا بیٹا اپنا نام امیر قاسم برید قرار دیکر باپ کا قایم مقام ہوا اور محمود شاہ بہمنی کو اسنے باپ سے بہی زیادہ تنگ کر رکہا - امیر برید کی عملداری مین اس کے طرف سے قندھار پر تیتاجی پنڈت دیوان مامور تہا -

خداوند خان ثانی حاکم ماہور کا حملہ اور قندھار کی تاراجی

امیر برید نے محمود شاہ بہمنی کو قلعہ بیدر مین رکہہ چھوڑا تہا تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تہے اور بادشاہ کے قبضہ مین صرف قصبہ کمٹھانہ چھوڑ دیا تہا اور امیر برید ہمیشہ قندھار مین

اور کبھی کبھی اوسمین رہا کرتا تہا کل مقبوضات شاہی پر اسی کا قبضہ تہا جب خداوندخان حبشی ماہور کا حاکم مرگیا تو اُسکی جائے پر اُسکا بیٹا حاکم ہوا اصل نام تو اوسکا معلوم نہین مگر خداوندخان ثانی کے نام سے مشہور ہے قندہار کا قلعہ کچہ عرصہ تک اسکے باپ کے قبضہ مین رہا تہا اسلئے پہر قلعہ قندہار لینیکی اسکو ہوس ہوئی اور ۹۲۳ھ مین فوج لیکر قندہار پر آیا۔ اور تمام شہر کو لوٹا اور تاراج و برباد کردیا۔ اور قلعہ قندہار پر اپنا تہانہ بٹھلاکر اودگیر کے جانب بڑہا امیر قاسم برید نے محمود شاہ کو ساتہ لیکر اسپر چڑہائی کی ماہور کی فوج پسپا ہوکر بہاگی۔ اور امیر برید نے اسکا تعاقب کیا اور اتنا لڑا کہ وہ اور اوسکا بڑا بیٹا شرزہ خان دو نوجوان برہوسکے اور قلعہ قندہار کی حکومت کے ہوس مین جان سے گذر گئے امیر برید نے ماہور پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ خداوندخان حبشی کا ایک چہوٹا بیٹا غالب خان تہا اس نے علاؤالدین عماد شاہ والی برار سے مدد چاہی۔ علاؤالدین عماد شاہ فوج ساتہ لئے ہوئے خود بہی پہونچ گیا۔ اب امیر قاسم برید بہت گہبرایا۔ اور محمود شاہ بہمنی جو کٹہہ پتلی کیطرح اسکے ہاتہ مین کام کیا کرتا تہا اس کے جانب سے صلح کا پیغام بہیجا اور آخر یہ طے ہوا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیدیا جائے اور ماہور ملک برار کے تابع رہے اور قندہار بدستور امیر قاسم برید کا قبضہ رہے اس فیصلہ کے بعد ہر دو لشکر واپس ہوئے اور قندہار امیر قاسم برید کے قبضہ مین آگیا۔

خاندان بہمنی کا خاتمہ اور بریدیون کی شاہی

قندہار حاکم ماہور کے ہاتون لوٹے جانیکے ایکسال بعد ۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ بہمنی مرگیا۔ اوسوقت امیر قاسم برید کے پاس تخمیناً چارہزار سوار کی فوج تہی اور دو تین ضلعون سے

۹۲۴ھ مین سجادہ صاحب روضہ حاجی سیاح سید سعیدالدین قدس سرہ العزیز نے درگاہ کا دروازہ تیار کروا اسنے زمین کہدوائی تہی زمین سے ایک بہتر کا ستون نکلا امیر محمود نظام بہمنی کا نام کندہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ روضہ مخدوم کے پاس بہمنی بادشاہ کے عہد مین کوئی عمارت بنی تہی جو زمانہ کے ہاتون برباد ہوگئی۔ ۱۲

زیادہ قبضہ مین ملک نہتا - اس لئے اس نے اپنے نام لقب شاہی قرار دینا مناسب سمجہا۔
محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ ثانی کو بادشاہ بنایا دو سال ایک مہینا یہہ برائے نام بادشاہ رہا
اور ۹۲۷ھ مین مرا اسکے مرنیکے بعد علاء الدین ثالث دو سال تین مہینے کے لئے بادشاہ
بنایا گیا۔ اسکے مرنیکے بعد ولی اللہ بہمنی[۱] تین سال بادشاہ رہا۔ جب وہ بہی مرا تو کلیم اللہ بہمنی۔
بادشاہ بنایا گیا - مگر یہہ ۹۳۲ھ مین بیدر سے بہاگ کر بیجاپور چلا گیا جب اسکو معلوم ہوا کہ۔
اسمعیل عادل شاہ اسکے خلاف ہے تو احمد نگر مین پناہ لی - برہان نظام شاہ نے پہلے تو اسکی
خاطر کی جس وقت وہ دربار مین آتا تو برہان اوسکے روبرو کہڑا رہتا - آخر لوگون کے کہنے سننے
سے برہان نے اسکو اپنے پاس بلانا چھوڑ دیا - چند روز کے بعد وہ احمد نگر ہی مین نہ معلوم
زہر کہا کر یا اپنی موت سے مر گیا - لاش بیدر مین لاکر دفن کیگئی - اسی امیر قاسم برید کے زمانہ مین
خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا - اور امیر قاسم برید کو مستقل حکومت ہی نہین بلکہ بادشاہی نصیب ہوئی

قندہار بریدیون کا دار السلطنت قرار پایا

۹۳۲ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپور نے بیدر کا محاصرہ کرلیا - اوسوقت
علی برید امیر قاسم برید کا بیٹا قلعہ بیدر مین موجود اور عادل شاہی فوج کے
حملے روک رہا تہا - امیر قاسم برید ہی قندہار سے چلا کہ بیدر پہونچکر دشمن کے مقابل ہو-
اودگیر سے آگے بڑہکر اسنے وسیع میدان مین مقام کیا - امیر قاسم برید اور تمام لشکر کا
لشکر بعض تکان راہ سے اور اکثر نشہ سے غافل اور مدہوش ہوگئے - اسمعیل عادل شاہ
کی فوج مین امیر قاسم برید کے قندہار سے جانب بیدر چلنے کی کیفیت مشہور ہوگئی تہی۔
اسدخان لاری سپہ سالار عادل شاہی ایک کثیر فوج لیکر - بہ نیت شبخون امیر قاسم برید
کے لشکر کے متصل پہونچ گیا - جب مخالف کے لشکر کو اسقدر غافل پایا شبخون کرنا مناسب
نہ جانا فوج کو ٹہیرا کر چند سرداران کو ساتہ لئے ہوئے برید کے خیمہ تک پہونچ گیا اور اسی
حالت بیہوشی مین اسکو معہ پلنگ اوٹہا لیا - اور اوسکے لشکر سے کسی قسم کا تعارض نکیا راتون رات
عادل شاہ کی خدمت مین پہونچا دیا - بیچارہ امیر قاسم برید اس اپنی بے بسی پر تاسف کرتا رہگیا

[۱] بعض مورخین نے لکہا ہے کہ ولی اللہ بہمنی کی بی بی خوب صورت تہی امیر برید کی اس سے آنکہہ لڑی
اسلئے امیر برید نے اس وظیفہ خوار اور نظر بند بادشاہ کو قتل کرواکے اسکی خوبصورت بی بی سے نکاح کرلیا۔

امیر قاسم برید کی رہائی قلعہ بیدر کے خالی کر دینے پر قرار پائی پہلے تو علی برید نے انکار
کیا مگر جب امیر قاسم برید مشکین بندھا ہوا قلعہ کے متصل کھڑا کیا گیا اور ہاتھی کے پاؤن سے
باندھکر ہلاک کرنے کا حکم دربار عادل شاہیہ نے دیا۔ اور اسکی تعمیل مین موکلین سرگرم
ہوگئے تو اسکی حالت بیچارگی اسکے بیٹے سے نہ دیکھی گئی۔ علی برید نے قلعہ خالی کر دیا
اور کل متعلقین اور اثاثہ جس قدر اس تھوڑی سی مدت مین ہاتھ لگ گیا لیکر اودگیر سے ہوتا
ہوا قندہار پہونچا بیدر پر عادل شاہی قبضہ ہو گیا۔ اور قندہار دار الحکومت بریدیہ قرار پایا
اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید کو چھوڑا نہین بلکہ اپنے ساتھ بیجاپور لیگیا مگر اسکے
ساتھ نہایت اعزاز سے پیش آتا تھا۔ اور اسنے بھی اسکی ہمراہی مین بہت سے کارنمایان
کئے یہانتک کہ بیجانگر کے معرکہ مین عادل شاہ نے اسکی شجاعت مان لی۔ اور بہت خوش ہوا
قلعہ بیدر اس شرط سے عطا کیا کہ قلعہ قندہار و قلعہ کلیانی کے کنجیان بیدر کی جائین اور
عادل شاہی قبضہ کرا دیا جائے۔ امیر قاسم برید اس شرط کو قبول کر کے بیدر پر قابض ہو گیا
مگر قلعہ قندہار کی کنجیان نہ بھیجین۔ امیر قاسم برید کی اس حرکت سے عادل شاہ کو فوج کشی پر
آمادہ کیا امیر قاسم نے برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے امداد چاہی نظام شاہ نے
عادل شاہ سے امیر قاسم کی سفارش کی اور لکھا کہ قلعہ قندہار سے درگذر کرے عادل شاہ نے
نہ مانا تاآنکہ نظام شاہ نے بھی فوج کشی کی آخر الامر قصبہ پرلی کے قریب دونون فوجون کا
مقابلہ ہوا۔ پہلے حملہ مین نظام شاہ کو شکست اور عادل شاہ کو فتح نصیب ہوئی لڑائی کا ابھی
پورا فیصلہ نہین ہوا تھا کہ امیر قاسم برید کی تحریک پر علما و فضلا و اکابران ہر دو ممالک نے
ہر دو مسلمان بادشاہون مین صلح کرادی۔ عادل شاہ بیجاپور واپس گیا۔
ہمارا قندہار زمانہ ان بریدیہ کی زیر حکومت چالیس[۴۰] برس رہا۔ قلعہ قندہار کی مضبوطی
و سنگلاخی جو آج سیاحان قندہار کو قدیم زمانہ کی صناعی کا نمونہ دکھلا رہی ہے اسکی
تیاری متفرق حکومتون مین ہوتی رہی تغلق شاہی عہد مین پختہ بنیاد ڈالی گئی اور
دیوارین قایم ہوئین سلطنت بہمنیہ کا آغاز اور ملک سیف الدولہ کی عہد حکومت مین
اکثر عمارتون اور برجون کی تیاری سے اسکو زیادہ مستحکم کر دیا۔ مگر موجودہ حالت

بریدیون کے عہد حکومت مین پیدا کی ہوئی ہے جسمین سلطنت نظام شاہی و عادلشاہی نے بھی حصہ لیا ہے شہر پناہ کی دیوارین بھی خاندان بریدیہ کے یادگار ہین -

قلعہ قندھار مین علی بریدشاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ

بعد انتقال امیر قاسم برید کے علی برید نے بیدر کی حکومت پائی ۹۴۹ھ مین اس نے اپنا لقب علی برید شاہ رکہا جمشید قطب شاہ والی گولکنڈہ کو علی برید سے عداوت تھی اور اس کا سخت دشمن بن گیا تھا اور اسکی دلی خواہش تھی کہ سلطنت بریدیہ تباہ کر دے ۹۵۲ھ مین جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ والی احمدنگر سے علی برید پر فوج کشی کے لئے امداد چاہی برہان نظام شاہ رضا مند ہو گیا اور دریا عماد شاہ والی برار کو بھی بلوالیا ادہر سے جمشید شاہ بھی گولکنڈہ سے آگیا تینون بادشاہون کی قلعہ اوسہ کے قریب ملاقات ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ قلعہ اوسہ کو برہان شاہ اور قلعہ میدک کو جمشید شاہ اور قلعہ اودگیر کو دریا عماد شاہ لے لے - علی برید بہت گہبرایا اور اس نے ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور سے مدد چاہی اور بعد کامیابی قلعہ کلیانی دینے کا وعدہ کیا - ابراہیم عادل شاہ بھی فوج لیکر آیا اور اخلاص خان اپنے ایک سردار کو پانچہزار سوار سے علی برید کے ساتھہ جمشید کے مقابلہ کو بھیجا علی برید شاہ اور جمشید قطب شاہ کا مقابلہ نرائن کہیڑہ کے قریب ہوا اور بہت سخت لڑائی کے بعد جمشید قطب شاہ نے فتح پائی اور علی برید کی شکست نصیب فوج بیدر کے جانب لوٹ گئی ابراہیم عادل شاہ نے دریا عماد شاہ اور برہان نظام شاہ کو قلعہ اوسہ کے قریب روکا باہم خوب لڑائی ہوئی چونکہ برہان نظام شاہ کی ساتہہ

سلہ لوہا دروازے کے بعد پچھلی دروازہ قلعہ مین ہے اوسکے بازو جو کتبہ ہے پہلی سطر مین کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ واضح طور پر پڑھا جاتا ہے دلا الہ الا اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اوپر سے معلوم ہو سکتا ہے دوسری سطر عربی طغرا مین لکہے ہین آخر مین برہان نظام شاہ کے نام کی طرح تحریر معلوم ہوتی ہے اور کتبہ تاریخ سے برہان نظام شاہ کا قبضہ قندھار پر ۹۵۳ھ مین ہونا ثابت ہے -

دریا عماد شاہ ہی تہا اس سبب سے نظام شاہی فوج غالب ہو گئی اور
ابراہیم عادل شاہ کو شکست ہو لی برہان نظام شاہ نے ادسہ پر قبضہ کر کے
قلعہ اودگیر پر حملہ کیا اور تہوڑی سی کوشش مین اسپر بہی قابض ہو گیا۔
اب برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے لینے کا ارادہ کیا
علی برید کو جب یہہ خبر ہونچی تو جمشید شاہ کا مقابلہ چہوڑ اپنی ساری فوج لیکر قلعہ
قندہار مین پہونچ گیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ
شکست کہا کر قلعہ ادسہ سے کچہہ فاصلہ پر اپنی فوج جمع کر رہا تہا فوراً علی برید
کے مدد کے لئے قندہار پہونچ گیا۔ برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ
قندہار کے فتح کے لئے بہت کوشش کی نظام شاہی اور عماد شاہی فوج نے
اس لڑائی مین جان لڑائی مگر ادہر بہی برابر دو شاہی فوجین جمع تہین اس لئے
کامیابی نہو سکی تاہم نظام شاہی فوج نے بیجا پوری فوج کو میدان سے ہٹایا
اور اُن کے گہوڑے ہاتہی چہین لئے مگر قلعہ فتح نہو سکا اور برہان نظام شاہ اور
دریا عماد شاہ اپنے اپنے مقامات کو واپس ہو گئے۔

قلعہ کولاس کی تعمیر جمشید قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ نے بریدیہ ملک کے بہت سے
حصون پر اپنا قبضہ کر لیا تہا چنانچہ ۹۵۱ھ مین کولاس پر بہی قابض ہو گیا۔
جگدیو راو نایکواڑی جمشید کی فوج کا ایک ہندو سردار تہا اس نے رائے
دی کہ کولاس کی پہاڑی پر قلعہ بنایا جائے۔ فوج کی پناہ کے لئے اچہا موقع ہے
یہہ رائے جمشید کو پسند آئی کیونکہ بیدر یہان سے قریب تہا حملہ کرنے کے لئے
جمعیت یہان تیار رکہنے کے واسطے یہہ مقام مناسب معلوم ہوا اور اسنے قلعہ کی تیاری
حکم دیدیا۔ اور جگدیو راو کے اہتمام سے کام شروع ہو گیا۔ اور تہوڑے سے ہی عرصہ مین
کولاس کا قلعہ تیار ہوا جب جمشید قلی قطب شاہ نے نارائن کہیڑہ حسن آباد ودونتی دگر و ڈ
و میدک پر قبضہ کر لیا تو علی برید نے بہی خوب مقابلہ کیا اور بشیر عین الملک کنعانی جمشید کی فوج کے
سردار کو مار ڈالا اس سبب سے بہی جمشید کو علی برید سے زیادہ عداوت ہو گئی تہی

اور اسکے ملک کو تاخت وتاراج کر رہا تہا

قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کا قبضہ

علی برید جمشید شاہ کے حملوں سے مجبور ہوگیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہنے کے لئے بذات خود بیجاپور گیا یہہ خبر سنکر جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ کو علی برید کی برائیان لکہین اور یہہ اشتعال دی کہ ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر علی برید کو قتل کرادیا جائے۔ برہان شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو خط لکہا کہ ہمین ہمارے اور آپ کے جو رنجش پیدا ہوئی اسکا باعث اصلی علی برید ہے اگر اسکو مار ڈالا جائے تو ہمیشہ کیلئے کوئی جہگڑا باقی نرہیگا۔ ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ کا بہائی شہزادہ عبد اللہ باغی ہوکر بندر گوا مین پناہ گزین تہا۔ اور ابراہیم کو خوف تہا کہ دوسرے سلطنتین مدد دیکر اسکو بادشاہ بنا دین خصوصاً برہان نظام شاہ اور جمشید قطب شاہ کا ہر وقت خوف لگا رہتا تہا اس لئے برہان نظام شاہ کی خاطر سے علی برید کو جو اسوقت اس کے پاس موجود تہا قید کر لیا۔ ایک زمانہ سے برہان نظام شاہ کا خیال قلعہ قندہار کے فتح کرنے کا تہا چنانچہ پہلے مقابلہ مین ہی قلعہ کی فتح کی امید پر بہت سی فوج ضایع ہوچکی تہی علی برید کے قید ہونے سے اسکو اچہا موقع مل گیا اسی سال ۹۵۵ھ مین محاصرہ کرکے قلعہ قندہار لے لیا۔ اور کار پردازان بریدیہ کو قلعہ سے نکالدیا ہمارے قندہار پر نظام شاہی عملداری ہوگئی۔

شیعہ مذہب کا رواج قندہار راجایان اہل ہنود کے قبضہ سے نکلنے کے بعد شاہان سنی مذہب کی زیر حکومت رہا اور دکن پر شاہان بہمنیہ کا تسلط ہوا تو ہر قوم و ہر مذہب کے عالم و فاضل لوگ جمع ہوگئے محمود شاہ بہمنی اول کے زمانہ مین بہت سے ایرانی شیعہ مذہب والے دکن مین آگئے تہے اور فوجی و علمی قابلیتون کے لحاظ سے انکی بہت عزت کی جاتی تہی اور یہہ لوگ سادات کے نام سے مشہور رہتے۔ فوجی اور علمی کمالون کی وجہ سے بادشاہ انکا قدردان تہا مگر عام مسلمانون کو اس سے

غرض تہی یہہ لوگ اپنی لیاقت اور کمال کے سبب سے امارت کے درجہ پر پہونچ گئے
اور انکو بڑی بڑی فوجی ومالی وعدالتی خدمتین ملین - فیروز شاہ بہمنی ایک سنی مذہب
بادشاہ اور نماز کا پابند تہا مگر پرلے درجہ کا عیاش تہا عورتون کے فراہمی کا
بہت ہی شوق رکہتا تہا چونکہ اہل سنت کے یہان چار بیبیون سے زیادہ
نکاح کرنا جائز نہین ہے اور بادشاہ کی بہت سے بی بیان تہین اس سبب سے
وہ بہت متردد رہا کرتا تہا بعض علماء نے یہہ راے دی کہ چار نکاح کیجے پہر انہین
طلاق دیدیجے اور پہر چار نکاح نئے کر لیجئے اور اسیطرح سلسلہ جاری رکہئے
مگر اس بات کو فیروز شاہ نے پسند نہین کیا آخر میر فیض اللہ سے راے لی میر صاحب
شیعہ مذہب رکہتے تہے انہین یہہ اچہا موقع ملا - بادشاہ سے کہا کہ حضرت رسول
مقبول کے زمانہ مین متعہ جائز تہا حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی نے اسکو موقوف
کردیا اسوقت فرقہ امامیہ مین جو اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے یہہ عمل جاری اور مباح ہے
اگر بادشاہ مصلحتاً اس مذہب پر عمل کرے تو یہہ دقت رفع ہو سکتی ہے یہہ راے بادشاہ
کے پسند آئی اور اس نے امامیہ طریق کے مطابق متعہ کی حالت کو جائز رکہا - اور
ایک ہی دن مین آٹہہ سو عورتون سے متعہ کیا - اسطرح مذہب شیعہ کا دکن مین رواج
قایم ہوا سیدون کی وقعت بڑہ گئی اور بادشاہ نے اپنی بیٹی صدر جہان کے
بیٹے میر شمس الدین کو دی اور میر فیض اللہ کے بیٹی کی شادی اپنے بیٹے شہزادہ
حسن خان سے کی - احمد شاہ ولی بہمنی بہی شیعہ تہا وہ انکو اپنی بیٹیان سید وانکو
دین اور انکی بہت ہی عزت اور توقیر کرتا رہا - مگر آپ سنی رہا - بہرحال شاہان
بہمنیہ مین فیروز شاہ نے ضرورتاً شیعی طریقہ اختیار کیا تہا - جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ
ہوا اور سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور پانچ دکو متین قایم ہو گئین تو یوسف عادل شاہ
بیجاپور کا پہلا بادشاہ شیعون مین پرورش پانیکی وجہ سے پکا شیعہ نکلا اس کے امرا
اور اکثر فوج شیعہ تہی اس بادشاہ نے سب سے پہلے شیعہ مذہب اپنے ملک مین
پہیلایا - سلطان قلی گولکنڈہ کا پہلا بادشاہ خاندانی شیعہ تہا بادشاہ ہونیکے بعد اتکے

بتدریج مذہب تشیع اپنے ملک مین شایع کیا - فتح اللہ عماد الملک الیچپور کا بادشاہ سنی تہا اور اس کے ملک مین ایرانیون کا زیادہ گذر بھی نہ ہوا تہا یہہ سلطنت سنی مذہب پر قایم رہی - بیدر ایک مدت دراز تک سنی مذہب کے فرقہ کا دار السلطنت تہا وہان کے باشندے بہی بڑے سخت ہتے اسلئے بریدیہ خاندان کے بادشاہون پر شیعہ مذہب والون کا اثر نہ پڑا البتہ علی برید کی حالت بدل گئی تھی احمد نظام شاہ جنیر کا بادشاہ گو نو مسلم تہا اور یہہ ملک ایران سے قربت بہی رکہتا تہا اور اس کے پڑوس مین بیجاپور کی سلطنت شیعہ مذہب کی تہی مگر یہہ بادشاہ سنی مذہب پر قایم رہا - جب برہان نظام شاہ بادشاہ ہوا اور شاہ طاہر شیعی کا معتقد ہو گیا تو سنہ ۹۴۴ھ مین مذہب شیعی اختیار کر کے اپنے ملک مین ایمہ اثناعشریہ کا خطبہ پڑہایا سنہ ۹۵۵ھ مین اسی شیعہ مذہب والے بادشاہ نے قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا چونکہ برہان شاہ کو شیعی مذہب کے نو مرید ہونے کی وجہ سے بڑا تعصب تہا - نہایت سختی کے ساتھ مذہب شیعہ کو رواج دیا اور ہمارے قندہار کی مقدس مسجدون کے ممبر پر خطبہ سے اصحاب ثلثہ کا نام نکال کر شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہایا گیا اہل سنت کے وظائف موقوف کر دئے گئے ہر پیشے کے چودہری و معاش دار سنی علم اٹہانے اور تعزیہ داری کیلئے مجبور کئے گئے اور قندہار مین بہت سے علم استادہ ہوئے اور تعزیہ داری شروع ہو گئی -

حسینی علم کہتے ہین کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت حاجی سیاح سید شاہ سعید الدین سر درمی و ہم قدس سرہ العزیز نے حضرت ممدوح کی ذوالفقار کش سیف کا علم بنا کر تیمناً وتبرکاً بنام نہاد حسینی علم استاد کیا تہا - وہ علم اب تک موجود ہے اور سالانہ روضہ متبرک کے اندر دلی مقدس خانقاہ مین استاد کیا جاتا ہے -

آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا سنہ ۹۵۸ھ مین آصف خان مغل سپہ سالار فوج شہنشاہ اکبر بیجاپور جاتے وقت چند روز نانڈیڑ مین رہکر قلعہ قندہار دیکہنے کے

واسطے آیا اور کچھہ دنون تک یہان کی سیر کی نظام شاہی قلعہ دار نے ان کی سربراہی کا اچھا انتظام کیا یہہ خوب سیر کرکے بیجاپور روانہ ہوگئے

سیدشاہ طاہرصاحب کا حال

شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران کے عہد حکومت مین موضع خوند مضافات قزوین حدود گیلان مین ایک شخص سید شاہ طاہر نامی شیعی بڑا متبحر عالم اور فصیح اللسان ابو القاسم محمد ابن عبد اللہ المہدی۔ حاکم مصر کے خاندان سے تہا اکثر لوگ اس مہدی کو اسمٰعیل ابن امام جعفر صادق رض کے نسل سے کہتے ہین مگر اہل سنت جماعت کے نزدیک وہ عبد اللہ بن سالم مصری کے اولاد سے ہے اور اہل عراق اسکو عبد اللہ بن میمون قداح کی اولاد سے بیان کرتے ہین جب شاہ طاہر نے موضع خوند مین اپنے علم وکمال کی وجہ سے شہرت پائی اور مصر وبخارا وسمرقند وقزوین کے شیعہ اسکے مرید ہوگئے تو بادشاہ ایران سلسلہ مشایخ خوانادیہ کے استیصال کے درپے ہوا مرزا شاہ حسین اصفہانی جو شاہی دفتر کا ناظر دیوان اور شاہ طاہر کا دوست تہا شاہ صاحب کو مطلع کردیا۔ شاہ طاہر نے سلسلہ پیری ومریدی کو بظاہر ترک کرکے بادشاہ کی اجازت سے مدرسہ کاشان کی مدرسی اختیار کی۔ مگر اسکے مریدین یہان بہی بہت جمع ہوگئے شاہی کارکنون نے فرقہ اسمٰعیلیہ کے بکثرت جمع ہونے کا حال بادشاہ کو لکہدیا دربار شاہی سے شاہ طاہر کے قتل کا حکم جاری ہوگیا۔ مگر مرزا شاہ حسین نے شاہ صاحب کو پہلے ہی خبر کردی ہتی شاہ طاہر ۹۲۶ھ مین اپنے بال بچون کو لیکر کاشان سے نکلا اور بندر جرون مین پہونچا ہندوستان کی روانگی کی قصد سے جمعہ کے دن جہاز پر سوار ہوا اور دوسرے جمعہ کو بندر گوا مین آگیا۔

دکن مین اسمٰعیل عادل شاہ شیعہ مذہب مشہور تہا شاہ طاہر سیدہا بیجاپور آیا مگر عادل شاہ نے شاہ طاہر کے جانب کچھہ توجہ نکی شاہ طاہر نے شکستہ خاطر ہوکر گولکنڈہ کا قصد کیا کیونکہ قطب شاہی سلطنت بہی شیعی ہتی اس عرصہ مین

شاہ طاہر کو کہین سے خبر ملی کہ خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو معلم کی تلاش ہے
شاہ طاہر وہان پہونچکر خواجہ جہان کے بچون کی تعلیم پر مقرر ہو گیا۔ کچھہ دنون کے
بعد ملا پیر محمد استاد برہان شاہ والی احمدنگر جو حنفی المذہب اور سنی تھا خواجہ جہان
کے پاس پرینڈہ کو کسی ضرورۃ سے گیا ملا پیر محمد کو علم ہیئت مین کمال حاصل
کرنے کا شوق تھا ایک سال تک پرینڈہ مین رہکر شاہ طاہر سے کتاب مجسطی جو زبان
عربی مین علم ہیئت کی منتہی کتاب ہے ختم کی اور واپس احمدنگر گیا جب لوگون کو یہہ
حال معلوم ہوا کہ پرینڈہ مین ایک ایسا زبردست عالم آیا ہے کہ ملا پیر محمد سا عالم و فاضل
بادشاہ کا استاد اُسکا شاگرد ہو گیا تو شاہ طاہر کی دکن مین پوری شہرت ہو گئی اور
۹۲۸ھ مین برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو بلوا کر اپنے اہل مجلس مین شامل کر لیا
برہان شاہ نے شاہ طاہر کی علم و فضل کی وجہ سے اسکی قدر کی اور اسکا نہایت
معتقد ہو گیا تھا۔ شاہ طاہر کے آنے سے پہلے برہان نظام شاہ فرقہ مہدویہ کی
علما کا معتقد ہو گیا تھا اور ان سے ہی اسکو ایسی عقیدت تھی کہ اس فرقہ کے ایک
شخص کو اپنی بیٹی بھی دیدی تھی لیکن جب شاہ طاہر کے جانب اسکا اعتقاد بڑھا تو
ان کے کہنے سننے سے فرقہ مہدویہ کے خلاف ہو گیا اور انکو احمدنگر سے نکلوا دیا
اس خوش اعتقادی کے زمانہ مین۔ برہان شاہ کے بیٹے شہزادہ عبد القادر کو
بخار آیا اور سخت بیمار ہوا بہت سے طبیبون کا علاج رہا مگر بیماری ترقی پر تھی برہان شاہ
سخت پریشان تھا۔ شاہ طاہر نے اسقدر زمانہ گذرنے پر بھی اپنا مذہب کسی پر
ظاہر ہونے دیا لوگ اسکو سنی جانتے تھے اب اسکو اچھا موقع ملا۔ اور اس نے
عمدہ پیرایہ مین بادشاہ کو سمجھا دیا کہ آپ یہہ منت مانئے کہ اگر اللہ تعالی ببرکت رسول
مقبول و دوازدہ امام شہزادہ عبد القادر کو اچھا کر دے تو ایمہ اثنا عشرہ کا خطبہ
پڑھاونگا۔ اور انکا مذہب جس سے شیعہ مذہب مراد ہے جاری کرونگا۔ برہان شاہ
کچھہ مضبوط اعتقاد والا تو تھا ہی نہین شاہ طاہر کے کہنے کے موافق منت مان لی
دوا اور دعا کا سلسلہ جاری تھا روز بروز شہزادہ عبد القادر کو افاقہ ہوتا گیا۔

اور اللہ تعالی نے شہزادہ کو صحت بخشی۔ اپنے اقرار کے موافق برہان شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا اسکے ساتھہ ہی شہزادہ حسین اور شہزادہ عبد القادر اور اُن کی مان بی بی آمنہ جو شیعہ ہی کی بیٹی تھی اور کل شاہی خاندان نے وہی مذہب اختیار کیا یہہ واقعہ سنہ ۹۴۴ھ کا ہے۔ شاہ طاہر کا سنہ ۹۵۶ھ مین انتقال ہوا احمد نگر مین۔ چند روز لاش زمین مین سونپ کر رکھی گئی اور پھر کربلاے معلی مین لیجا کر سید الشہدا حضرت امام حسین کے مقبرہ کے پاس دفن کیگئی اس قصہ کو تاریخ سلسلہ آصفیہ مین مفصل لکھا ہے

مرتضی نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایون بی بی کا قندہار آنا

برہان نظام شاہ نے (۴۷) سال بادشاہت کر کے سنہ ۹۶۱ھ مین دنیا سے کوچ کیا۔ اسکا بڑا بیٹا حسین نظام شاہ بادشاہ ہوا قلعہ قندہار پر بدستور نظام شاہی حکامون کا قبضہ رہا۔ حسین نظام شاہ جب سنہ ۹۷۲ھ مین مر گیا اسکا بیٹا مرتضی نظام شاہ تخت نشین ہوا مگر نوجوانی کے باعث ملکہ خونزہ ہمایون[1] اسکی مان متکفل امور سلطنت رہی اور اپنے دونون بھائی عین الملک اور تاج خان کے مشورہ سے حکمرانی کرتی رہی سنہ ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ والی بیجاپور نے اپنے سپہ سالار کشور خان کو بیس ہزار فوج دیکر ترتامل پر قبضہ کرنیکے لئے بھیدیا۔ وینکٹادری راجہ ترتامل نے خونزہ ہمایون کو لکھا کہ حسین نظام شاہ نے یہہ ملک مجکو دیا ہے اب علی عادل شاہ اسکو لینا چاہتا ہے اسوقت امداد کیجئے۔ ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ نے خونزہ ہمایون کو کہلا بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ کی قوت بڑہ گئی اور ممالک جنوبی اسکے قبضہ مین آگئے تو ہماری اور آپ کی سلطنت کو نقصان پہونچیگا اس لئے مین اور آپ دونون مل کر اس کے ملک پر حملہ کرینگے۔ خونزہ ہمایون نے ابراہیم قطب شاہ کا کہنا مان لیا اور جواب دیا کہ مین سرحد پر آتی ہون آپ بھی تیار رہین خونزہ ہمایون نے اسوقت تفال خان سے فوجی مدد طلب کی تفال خان اس زمانہ مین دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کر کے خود براڈ کا حاکم بن گیا تھا اس نے فورا اپنے بیٹے مشیر الملک کے ساتھہ فوج بغرض امداد بھیجنے کی رضامندی ظاہر کی۔

[1] بعض کتب مین خونجہ لکھا ہے۔

حبیب علی عادل شاہ کو معلوم ہوا کہ خونزہ ہمایون کا قصد بیجاپور پر حملہ کرنے کا ہے اس لئے
علی عادل شاہ خود احمد نگر کی جانب چلا خونزہ ہمایون نے مرتضی نظام شاہ کو ساتھ لیکر
برار کیطرف کوچ کیا تفال خان اور ابراہیم قطب شاہ کو بھی اطلاع دیدی جب حدود
برار مین مشیر الملک تفال خان کا بیٹا معہ لشکر مل گیا - تو خونزہ ہمایون اور مرتضی نظام
شاہ اور مشیر الملک تینون مل کر قندہار آئے ادہر سے ابراہیم قطب شاہ معہ لشکر کولاس مین
پہونچ گیا مابین کولاس و قندہار تینون لشکر اُترے ہوئے تھے بہر حال افواج متفقہ معہ
اپنے سردارون کے بیجاپور روانہ ہوئی - اب ہمیں تفصیلی لڑائی کی حالت بیان کرنیکی
ضرورت نہین ہے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ گو یہ دنون افواج متفقہ بیجاپور کا محاصرہ
کرکے ناکامیابی کے ساتھ اپنے اپنے ملک کو واپس ہوگئی علی عادل شاہ نے
گو پہلے احمد نگر جانے کا قصد کیا تھا مگر نگیا اور شاہ درگ مین ٹھہرا رہا جب افواج
متفقہ بیجاپور سے واپس ہوئی علی عادل شاہ بیجاپور چلا گیا -

مرتضی نظام شاہ کی خود مختاری اور خاندان عماد شاہیہ کی تباہی

سنہ ۹۷۶ھ تک خونزہ ہمایون امورات سلطنت مین برابر دخیل تھی اور مرتضی نظام شاہ بغیر اطلاع اسکے کوئی
کام نہین کرسکتا تھا - آخر سنہ ۹۷۷ھ مین مرتضی نظام شاہ نے ملا حسین تبریزی و
شاہ احمد و مرتضی خان وغیرہ اپنے مصاحبین کے مشورہ سے اپنی والدہ خونزہ ہمایون
کو پکڑکے قید کردیا اور خود فرمان روائی کرنے لگا - سنہ ۹۸۲ھ مین مرتضی نظام شاہ نے
خاندان عماد شاہیہ اور تفال خانیہ کو نیست نابود کرکے ملک برار سلطنت احمد نگر مین شامل
کرلیا - سنہ ۹۹۳ھ مین مرتضی نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کی شادی ابراہیم عادل شاہ
والی بیجاپور کی بہن خدیجہ سلطان سے ہوئی تھی دو سال کے بعد صلابت خان وکیل سلطنت
نظام شاہیہ نے دولہا دولہن کو علیحدہ علیحدہ کردیا تھا اور ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکے

سلہ قلعہ قندہار کے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی شاہ کے عہد مین اور غفوری خان حاکم قندہار کی عملداری مین
دیوار فصیل قلعہ قندہار جانب غرب وجنوب تیار ہوئی ہے کیونکہ درمیان برج نرسیا عنبر شاہی کتبہ ہے جسمین
مرتضی نظام شاہ کا نام معلوم ہوتا ہے اور سنہ ۹[illegible]ھ صحیح ہے اور اسی دیوار مین دو مقام پر کتبہ ہے در دور شہ مرتضی
غفوری خان شد بنا ہوا

شولاپور جو چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے جہیز میں دیا گیا تھا چاند بی بی کے احمدنگر واپس آجانیکے سبب سے واپس طلب کر رہا تھا اس لئے ابراہیم عادل شاہ نے احمدنگر پر چڑھائی کی اور ابراہیم برید والی بیدر کو لکھا کہ اگر اسوقت مدد دیگا تو اوسے وقندہار و اودگیر قدیم مقبوضات بریدیہ سلطنت نظام شاہی سے دلادونگا قلعہ قندہار کے ملنے کی امید پر ابراہیم برید مدد دینے پر راضی ہوگیا اور قلعہ اوسہ کے محاصرہ کیلئے پہونچا - ابراہیم عادل شاہ نے عالم خان جمعدار کو فوج دیکر ابراہیم برید کی مدد کیلئے بھیجا - ابھی اوسہ پر عادل شاہی قبضہ نہیں ہوا تھا - اس عرصہ میں مرتضیٰ نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی ابراہیم برید کی آرزو دل ہی میں رہ گئی اور بیدر کو واپس آیا

نظام شاہی ملک میں بدامنی

۹۹۶ھ میں میران حسین شاہ نے اپنے باپ مرتضیٰ نظام شاہ کو بکڑ کے ایک حمام میں بند کردیا اور نیچے آگ لگادی اور اُسکو پانی بھی پینے نہ دیا تڑپ تڑپ کر تاریخ وار رجب کو مرگیا باپ کے مار ڈالنے کے بعد میران حسین بادشاہ بن گیا - اس میران حسین نظام شاہ نے نو مہینے تک دن بادشاہت کی اس کی بدوضعی اور نالائقی کی وجہ سے ملک میں بدامنی اور امرا میں نا اتفاقی ہوگئی ۹۹۷ھ میں مرزا خان سردار نے اسکا سر کٹوا کر نیزہ پر چڑھوادیا احمدنگر میں ایک ہنگامہ برپا ہوا - اور جمال خان مہدوی سردار نے مرزا خان اور دوسرے سرداروں کو قتل کرکے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا اور اسمٰعیل نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اسمٰعیل نظام شاہ مرتضیٰ نظام شاہ کا بھتیجا اور برہان شاہ کا بیٹا تھا برہان شاہ اپنے بھائی کے خوف سے بھاگ کر شہنشاہ اکبر کی فوج میں شریک ہوگیا تھا - جب اس نے نظام شاہی سلطنت کی بری حالت سنی تو ملک پر ادعا پیش کرنے کے واسطے شہنشاہ اکبر کے پاس سے فوج حاصل کی اور ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور اور راجہ علی خان والی برہانپور سے بھی مدد لی اور جمال خان کو قتل کیا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل نظام شاہ کو تخت سے ہٹا کر خود بادشاہ ہوا اور نظام شاہی حکومت میں امن واطمینان ہوگیا -

ابراہیمی برج کی تیاری ہمارا قندہار نظام شاہی حکومت مین داخل ہے اس لیے ہم وہان کے بادشاہون کی حکومت کا سلسلہ بتلا رہے ہین اسمین شک نہین کہ سلطنت مین بہت سے پیچیدگیان واقع ہوئی تہین جس کے باعث سے احمدنگر مین بدامنی تہی مگر ہمارے قندہار پر ابراہیم خان کی عملداری تہی اور ہر طرح امن وچین تہا ابراہیم خان نے قندہار کے قلعہ مین نشان کا برج ٩٩٨ھ بنوایا ہے اور اسپر حسب ذیل بخط عربی کتبہ ہے۔

نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین ۔ تمام شد برج ابراہیمی

در ایام ... ابراہیم خان بن قاسم شیخ عثمان خاں (٩٩٨ھ)

برہان نظام شاہ نے چار سال سولہ روز بادشاہت کرکے ١٠٠٣ھ مین دنیا سے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔ اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا۔

قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کا قبضہ

ابراہیم نظام شاہ نوجوان اور ناتجربہ کار تیس ہزار فوج ساتہہ لیکر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور پر چڑہ آیا ابراہیم عادل شاہ اسوقت شاہ درگ مین تہا یہہ خبر سنتے ہی اپنے بھی تیس ہزار فوج حمید خان وشجاعت خان وسہیل خان کی ماتحتی مین نظام شاہ کے مقابلہ کیلیے بہیجدی چنانچہ ١٠٠٣ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی سرحد مین داخل ہوئی اور دونون سے معرکہ آرائی شروع ہوئی نظام شاہی فوج سنے عادل شاہی فوج کو شکست دی اور تین کوس تک انکا تعاقب کیا اور اسی ہاتی چہین لئے نظام شاہی فوج فتح کا خیال کرکے لوٹ مار مین پڑ گئی جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس ایکسو آدمی اور کچہہ ہاتی رہ گئے اور باقی فوج وتمامی سردار دشمن کے تعاقب مین دور دور تک نکل گئے سہیل خان جو عادل شاہی کے پاس ایک ہزار فوج اور ستر ہاتی موجود تہے ابراہیم نظام شاہ کو تہوڑی جماعت کے ساتہہ دیکہا فوراً حملہ کردیا اور ابراہیم نظام شاہ کے ہمراہیون نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکہکر بادشاہ سے کہا کہ پیچہے ہٹ جائین مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کی امنگ اور شراب کی نشہ مین

کسیکا کہنا نہ مانا اور دشمن کے مقابل ٹہیرا رہا اول ہی حملہ مین ایک تیر بادشاہ کے شانے مین لگا اور بادشاہ مجروح ہوگیا اسکے ہمراہی سوارون نے بادشاہ کو قلعہ پرینڈہ کیطرف لے بہاگنے کی کوشش کی مگر بادشاہ کو کاری زخم لگا تہا قلعہ کے قریب ہوکر گھوڑے سے گرگیا اور مرگیا نظام شاہی فوج احمدنگر کی جانب بہاگ گئی۔

ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو قلعہ قندہار پر قبضہ کرنیکو بہیجدیا اور عادل شاہی فوج نے آخر ماہ ذیحجہ ۱۰۰۳ھ کو قلعہ قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور نظام شاہی کارپرداز لکالے گئے قلعہ مین مسجد عادل شاہی کی تیاری شروع ہوئی مسجد مین جو کتبہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عادل شاہی عملداری مین قندہار کی عنان حکومت عبدالعزیز کے قبضہ مین تہی مسجد مین عربی عبارت کے علاوہ جو فارسی کتبہ ہے وہ حسب ذیل ہے

اظہار کمالیت یافت مسجد رفیع محمدی صلعم

شہور سنہ ۱۰۱۴ھ

شد بنا در وقت ابراہیم عادل بادشاہ	مسجد بہتر کہ از وصفش سپیدہ تا بماہ
از برائے خواندن قران نماز و ذکر حق	کرد فرمائیش با وعبدالعزیز نیک خواہ

ملک عنبر خان حاکم دولت آباد کی حکومت عنبر شاہی توپ کا قلعہ قندہار مین جلوس

جب وہ زمانہ آیا کہ مغلون کے خونخوار تلوارون نے جلال الدین محمد اکبر جیسے فاتح شہنشاہ کی حکومت مین ہندوستان جنوبی کے خودسر و سرکش حاکمون کے دلونمین

سلہ جلال الدین اکبر شہنشاہ کا نسب نامہ اسطرح ہے اکبر بن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابو سعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن ابو المنصور امیر تیمور گورگان صاحبقران۔
اکبر ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا اور ۹۶۳ھ مین تخت پر جلوس کیا اور ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اسکی عمر ۶۳ سال گیارہ مہینے، روز کی تہی (۵۱) سال ۱۰ مہینے دس روز سلطنت کی بعد مرنیکے عرش آشیانی لقب مشہور ہوا

پورا رعب بٹھا دیا اور اکبر کی بہادرانہ ہمت اور کشورکشا خیال کے لئے ضرور تہا کہ وہ
دکن کو جو ایک سرسبز و زرخیز خطہ ہے اور جنوبی ہندوستان کہلاتا ہے اپنے حدود
ریاست مین داخل کرے اس شہنشاہ نے ایک جرار فوج دکن پر بہیجی اور وہ سنہ ۱۰۱۰ھ
مین احمد نگر پر قابض اور بہادر نظام شاہ کو قید کر لیا - اکبر کے انتقال کرنے کے بعد اس کے
بیٹے نورالدین محمد سلیم جہانگیر[1] نے عنان حکومت ہند اپنے قبضہ مین لی -
مولف تاریخ تذکرۃ الملوک لکہتا ہے کہ ملک عنبر حبشی بیجاپوری بہادر نظام شاہ کے وقت مین
مدارالمہام تہا اور امور ریاست مین پورا اقتدار رکہتا تہا مرتضی نظام شاہ کو برائے نام
بادشاہ بنا کر قلعہ اوسہ مین رکہا اور آپ دولت آباد مین امور ریاست انجام دیتا رہا
جب جہانگیر نے سپہ سالار خانخانان بہادر کو ہند سے دکن کیطرف روانہ کیا - ملک عنبر مین
اتنی قوت نہ تہی کہ اس جرار فوج سے مقابلہ کر سکتا - اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہو کر
ایک عرضی عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ بندہ دولت نظام شاہی
کا نمکخوار قدیم اور سلطنت والائے عادل شاہیہ کا ہوا خواہ ہے حقیقت مین یہ دونون
سلطنتین بالکل ایک سی ہین بندہ کو آپکی اطاعت اور اس سلطنت کی خیرخواہی مین جان دینا واجب ہے
آپنے سنا ہوگا کہ خانخانان متوجہ دکن ہوا ہے نہ نظام شاہی فوج مین اتنی قوت نہ اسکے
مقبوضات مین کوئی مستحکم جگہ خزانہ کی حفاظت کے لئے پائی جاتی ہے جس سے بندہ
باطمینان فوج دہلی کا مقابلہ کرے ابراہیم نظام شاہ کے بعد قلعہ قندہار جو سلطنت والا کے
قبضہ مین آگیا ہے اگر عنایت ہو جائے اور کسیقدر فوج ہی امداد کے لئے روانہ ہو تو
بندہ اپنی جان لڑا کے نظام شاہی نام باقی رکہنے کی کوشش کرتا ہے عادل شاہ نے
اسکی درخواست منظور کی اور قلعہ ملک عنبر کے سپرد کرنے کا حکم دیدیا اور دس ہزار جیدہ سوار

---

[1] جہانگیر کا نام نورالدین اور خطاب محمد سلیم تہا سنہ ۹۷۷ھ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۰۱۴ھ مین جلوس اور
سنہ ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا اسکی عمر ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن تہی مرنیکے بعد جنت مکانی اسکا لقب مشہور ہوا
یہ جہانگیر نورجہان بیگم پر فریفتہ تہا نورجہان بیگم خواجہ غیاث بیگ ایرانی کی بیٹی اور علی قلی شیرافگن خان کی بی بی
تہی سنہ ۱۰۲۰ھ مین بادشاہ کے حکم پر شیرافگن خان قتل کیا گیا اور نورجہان بیگم کا بادشاہ سے عقد ہوا یہ دلچسپ
قصہ مشہور ہے ہند کی عنان حکومت اس نازک خیال عورت کے ہاتہ مین تہی

متعین کردئے ہمارا قندہار بیجاپور کی ماتحتی سے علیحدہ ہوکر دولت آباد کے ماتحت ہوگیا اور ملک عنبر نے قلعہ قندہار مین خزانہ واثاثہ و رسد کا معقول سامان رکھکر جرار فوج یہان متعین کردی اور یہان کی فوج کے اخراجات کے لئے تین لاکھہ ہون کا علاقہ علیحدہ کردیا تھا اور اپنے متعلقین کو بھی یہین رکھا تھا۔

سنہ ۱۰۲۲ھ مین ملک عنبر قندہار مین آیا اور کچھہ دنون تک یہان رہا یہان سے فوج وغیرہ کا انتظام کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا اور لوٹ لیا وہان سے گولکنڈہ گیا اور سلطان محمد قطب شاہ سے ملک فوج مغلیہ کے مقابلہ کے لئے بارہ لاکھہ روپیہ لیا چند روز بیجاپور کا محاصرہ کرکے احمدنگر واپس گیا اور مغلون کی فوج کو شکست دیکر برہان پور کی جانب بھگا دیا۔

ملک عنبر نے قلعہ قندہار کی مرمت کروائی۔ عادل شاہی عمارات مین جو عمارت اور برج تیار ہورہے تھے ملک عنبر نے اسکی تکمیل کروادی۔ اور قلعہ کی مسجد جو عادل شاہی عمل مین تیار ہو رہی تھی ملک عنبر کے عہد مین اسکی تکمیل ہوئی اس مسجد کے بیچ کے کمان کی بیرونی حصہ بلندی پر دونو جانب دو کتبے موجود ہین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کے عہد مین مسجد کی تعمیر ختم ہوئی ہے۔ توپین درست کیگئین ملک عنبر نے بہت بڑی توپ درست کرواکے آبادی شہر کی جانب بڑے برج پر رکھوایا اسکو بڑی عنبر شاہی توپ کہتے ہین۔ اور روضہ حاجی سیاح سرور مخدوم کے باہر کی جانب (بڑا عاشور خانہ) جسمین جینی علم استاد کئے جاتے ہین اسیکا بنوایا ہوا ہے ملک عنبر نے سنہ ۱۰۲۱ھ مین **قاضی محلہ کی مسجد** بنوائی ہے مسجد کے کسی مقام پر کوئی کتبہ کندہ نہین ہے مگر قدیم

سلہ ملک عنبر کی دو لڑکیان حکیما بانو اور شہر بانو ایک مدت تک قندہار مین رہین اور یہین انتقال کرگئین دونو بیگمات کے مقبرے قندہار ہی مین ہین شہر بانو کی بیٹی عزیزہ بیگم کی شادی سیدی عبد اللہ سے ہوئی تھی موضع دیلوب تعلقہ وضلع ناندیڑ ان بیگم صاحبون کی جاگیر تھی اور ابھی تک ان کی اولاد اس جاگیر پر قابض ہے حکیما بانو کے بیٹے حمید خان تھے ان کے سلسلہ اولاد مین عظمت خان اور سردار خان موجود ہین شہر بانو کی بیٹی عزیزہ بیگم جو سیدی عبد اللہ سے منسوب تھی ان کے سلسلہ اولاد مین غلام محی الدین تھے ان کے فرزند محمد رحیم صاحب موضع دیلوب مین موجود ہین۔

بیاض مین ایک بیت لکھی دیکھی گئی - ہزار ولیست و دو بودہ نہ ہجر پیغمبر بعہد والی دین حضرت ملک عنبر - ملک عنبر نے اپنی عملداری مین ملکی و مالی انتظام بہت اچھی طرح کیا - کپتان سٹر برگس اپنی رپورٹ مین لکہتا ہے کہ ملک عنبر نے زمین کی پیمایش کروا کی زراعت ہر ایک قطعہ علیحدہ علیحدہ مقرر کیا اور مالی انتظام اسطرح کیا تہا کہ جس زمین سرکاری کی تحصیل لی جاتی تہی وہ موقوف کرکے اس کے معاوضہ مین نصف حصہ پیداوار زراعت مین لیا جاتا اور اسکا جمع وخرچ ہر ایک فصل پر ہوا کرتا فصل ربیع و خریف کے مدارج اسکے قرار تھے ہر ایک پرگنہ یا تعلقہ پر ایک مسلمان عہدہ دار مقرر تہا اور انکی ماتحت مالی امورات مین مرہٹی اور برہمن مقرر کئے گئے تہے قندھار کی زمین کی پیمایش ملک عنبر کے عہد مین ہوئی ہی

قلعہ قندہار پر شاہجہان شہنشاہ دہلی کا قبضہ

جب مرتضیٰ نظام شاہ ثانی جو برائے نام بادشاہ تہا مر گیا تو ملک عنبر نے برہان نظام شاہ ثالث کو بادشاہ بنایا اور خود حکومت کرتا رہا آخر (۲۷) سال بنام وزارت نظام شاہی سلطنت کی کامل اقتدار کے ساتہہ بادشاہی کرکے اسّی برس کی عمر مین ۱۴ شعبان ۱۰۳۵ھ کو جنت کی راہ لی اور حکومت دنیوی سے کنارہ کش ہو کر آغوش لحد مین آرام پایا۔ اسکا گنبد خلد آباد مین حضرت یوسف راجو قتال قدس سرہ کے گنبد کے قریب ہے -

بعض مورخین نے ملک عنبر کو دکن کا شہنشاہ لکہا ہے کیونکہ جب ملکہ چاند سلطانہ قتل ہو گئی اور اکبر شاہنشاہ ہند نے بہادر نظام شاہ کو قید کرکے احمد نگر دار السلطنت نظام شاہی پر قبضہ کر لیا اسوقت ملک عنبر نے مرتضیٰ نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اور فوج فراہم کی اور نئے سرے سے بادشاہی قایم کی اور اکبر سے عظیم الشان اور جہانگیر سے شہنشاہ کو مجبور کر دیا اور بار بار علاقے واپس لیلئے بیدر کو لوٹ ڈالا سلطان محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ سے بنام امداد خرچ بہت سا روپیہ وصول کر لیا اور ابراہیم عادل شاہ کو مجبور کرکے اسکا بہت سا ملک دبا لیا اسکی فوجین ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیدل تہے اسکا

۱؎ یہ گنبد مولف نے دیکہا ہے ۱۲

توپخانہ اُس زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا اگرچہ یہ عادل شاہی سلطنت مین حبشی غلام تھا مگر فوجی خدمات کے وجہ سے ترقی کر گیا اور پھر نظام شاہی سلطنت مین چنگیز خان وزیر کے رفیقون مین رہا اور معاملات مالی وملکی وفوجی مین پورا تجربہ حاصل کیا۔ فوجی اور سپاہ گری کے فنون مین لائق تھا خلائق پروری عدل گستری مین فائق تھا۔ مورخون کا بیان ہے کہ دکن مین کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہین گذرا جیسا کہ ملک عنبر تھا۔ ملک عنبر کے عہد مین قندہار کی حکومت سے سرفراز خان دکھنی سرفراز تھے۔ جب ملک عنبر مر گیا تو اسکے دو بیٹے تھے فتح خان اور چنگیز خان۔ بڑا بیٹا فتح خان باپ کا جانشین ہوا مگر اسمین اسقدر لیاقت تھی کہ باپ کی خدمت قایم رکھے اور ابراہیم نظام شاہ کو سر نہ اٹھانے دے فتح خان سے کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا اور ابراہیم نظام شاہ ثالث خودمختار بادشاہ ہو گیا فتح خان اور چنگیز خان کو اپنی سنبھال دشوار ہو گئی قلعہ قندہار کی حکومت پر سرفراز خان بدستور سرفراز رہا۔ اور مقبوضات نظام شاہی واقع تلنگان کی طرفداری بھی انہین کو ملی اور انہون نے قندہار کو اپنا مستقر قرار دیا سنہ ۱۰۳۷ھ مین جہانگیر کے بعد شاہجہان[1] نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا۔ چونکہ اکبر کے وقت سے ہی مغلون کی دکن پر چڑھائی شروع ہو گئی تھی اور شہزادگی کے زمانہ مین شاہجہان نے دکن کی فوج کی افسری کی تھی جو قلعہ جات اسکے باپ دادا کے زمانے مین فتح ہوئے تھے نظام شاہی افسرون نے وہان سے انکا عمل اٹھا دیا تھا شاہجہان نے جلوس کے دوسرے سال ہی ملک دکن کے فتح کے جانب توجہ کی بڑے بڑے نامی افسرون کو جرار فوج کے ساتھ دکن بھیجا اور نظام شاہی مقبوضات پر حملے ہونے لگے چونکہ نظام شاہی سلطنت مین زوال آچکا تھا مغلون کی فاتح فوج آگے بڑھتی گئی شہنشاہ دہلی کے دربار سے راجہ راو رتن مہم قلعہ قندہار کیلئے منتخب کیا گیا۔

[1] شاہجہان۔ جہانگیر کا بیٹا ہے اسکا نام شہاب الدین محمد خورم اور لقب صاحب قران ثانی تھا سنہ ۱۰۰۰ھ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۰۳۷ھ مین جلوس کیا عمر اسکی ۷۶ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی ۳۰ سال ۸ مہینے ۲۲ روز بادشاہی کی ۸ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبرآباد مین اپنے بیٹے اورنگزیب عالمگیر کے زیر نگرانی محبوس رہا تاریخ ۲۶ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ انتقال کیا فردوس آشیان لقب مشہور ہوا۔

اور یہہ راجہ اپنی فوج سے لئے ہوئے قندہار کے طرف چلا اس عرصہ مین جنرل نصیر خان المخاطب خاندوران نصرت جنگ بہادر نے جو تسخیر ملک نظام شاہیہ کے لئے راجہ گج سنگہ کے ہمراہ تہا شہنشاہ کی خدمت مین درخواست کی کہ مہم تسخیر قلعہ قندہار میرے تفویض ہو - پیشگاہ سلطنت سے بمنظوری درخواست خان مذکور کو منصب چارہزاری اور تین ہزار سوار سرفراز ہوئے اور جنرل نصیر خان اپنی فوج لئے ہوئے قندہار پہونچا - سرفراز خان دکہنی حاکم قندہار دلیری اور مردانگی سے مخالف فوج کو روکتا رہا مگر مغلائی فوج نہ رک سکی اور سرفراز خان کو شکست کہا کر قلعہ کے جانب لوٹنا پڑا پراگندہ فوجکو جمع کرکے پہر ایک آخری کوشش کی اور ناکامی کے ساتھہ قلعہ مین محصور ہوا جنرل نصیر خان نے قندہار کی آبادی پر قبضہ کرلیا اور قلعہ کے مقابل مورچہ بندی کردی اور جنوبی آبادی تک فوج کو پہیلا دیا اسعرصہ مین عادلشاہی اور نظام شاہی فوج بیجاپور اور متفرق قلعون سے بسرکردگی مقرب خان وبہلول خان وزندولہ امداد کیلئے قندہار پہونچ گئی سرفراز خان نے پہر قلعہ سے نکلکر تازہ فوج کے ساتھہ مغلائی فوج پر حملہ کیا مغلون نے اس حملہ کو بہت پہرتی اور جان نشانی سے روکا مگر پسپا ہوگئے بیکا یک اعظم خان صوبہ دار صوبہ دکن نصیر خان کی امداد کیلئے لشکر جرار کے ساتھہ - پہونچ گیا مغلون نے دکہنیون سے سینہ بسینہ ہوکر دلکا کینہ نکال لیا خونریزی کی انتہا نہ تہی مغل غالب آسئے اور دکہنی فوجکو قلعہ تک روندڈالا تالاب سے قلعہ تک وسیع میدانمین لاشونکے ڈہیر لگ گئے بیجاپوری اور نظام شاہی فوج سے جو کچہہ بچ گئے وہ میدان سے نکل گئے سرفراز خان تہوڑی سی فوج سے قلعہ مین محصور ہوگیا قلعہ اور آبادی کے درمیان ایک بڑا گڑہا کہد واکر مقتولین سے بہر دیا گیا جو گنج شہدا[۱] کے نام سے مشہور ہے جنرل نصیر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور رسد بند کروادی چار مہینے انیس دن تک یہہ محاصرہ رہا اکثر دفعہ مغل تمام تمام دن محنت کرکے خندق کو مٹی سے بہر دیا کرتے محصورین راتون رات پہر خندق صاف کردیا کرتے مغلون نے قلعہ کے جنوبی جانب سرنگ لگاکر ایک برج کو ہلادیا جس سے محصورین سخت خوف ہوکر جان کی امان پر قلعہ خالی کردیا

---

[۱] از تاریخ انگریزی دکن ب ماثرالامراء در ضمن ذکر نصیر خان ۱۲

صادق خان داماد یاقوت خداوندخان نے قلعہ کی کنجی جنرل نصیرخان کے حوالہ کردی مشہور توپ ملک ضبط و تجلی و عنبری کے علاوہ ایکسو سولہ ۱۱۶ توپین بڑی چھوٹی اسوقت قلعہ مین موجود تھین جملہ اسباب قلعہ پر مغلون کا قبضہ ہوگیا سرفراز خان نے اپنی راہ لی یہ واقعہ سنہ ۱۰۴۱ھ کا ہے جنرل نصیرخان خاندوران نصرت جنگ کو فتح قلعہ قندہار کے صلہ مین دربار شہنشاہ دہلی سے منصب سابق کے علاوہ اضافہ منصب ہزاری اور ایک ہزار سوار کی افسری سے ترقی دیگئی اور ماہی مراتب سے سرفراز ہوا اور فتح کے دوسرے ہی سال مالوہ کی صوبیداری ملی۔

مبارک خان نیازی ابن مظفرخان | مبارک خان نیازی ابن مظفرخان محاصرہ قلعہ قندہار کے وقت جنرل نصیرخان کی فوج مین افسر تھا اس نمایان کارگزاری اور جان نثاری کے صلہ مین فتح قلعہ قندہار منصب مین پانصدی اضافہ اور تین سو سوار کی افسری ملی۔ یہ قلعہ اوسہ اور قلعہ اودگیر کے محاصرہ کیوقت مغلون کی فوج مین شریک تھا۔ قصبہ اشٹی صوبہ برار کو اسکے دادا احمدخان نیازی نے آباد کیا تھا مبارک خان نے اس قصبہ کو بہت رونق دی اور وہین مقیم رہا۔

شیر ور رومیلہ | اصل نام شہباز خان اور عرف شیر ور رومیلہ ہے محاصرہ قندہار کے وقت جنرل نصیرخان کے شریک رہا ہے سہ ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی افسری سے ممتاز ہوا قلعہ قندہار کے فتح کے بعد اسی سال سنہ ۱۰۴۱ھ میں انتقال ہوا۔

رکن السلطنت | خواجہ ابو الحسن تربتی ملقب بہ رکن السلطنت جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے عہد مین دکن کے دیوان بھی رہ چکے ہین جب جنرل نصیرخان نے قلعہ قندہار کا محاصرہ کرلیا اور محاصرہ کو زیادہ دن گذر گئے اور نظام شاہی عہدہ دار سرفراز خان قلعدار قندہار کی مدد کیلئے پہونچ گئے اسوقت شاہجہان شہنشاہ دہلی نے خواجہ ابو الحسن جو پرانے تجربہ کار افسر تھے نصیرخان کے امداد کیلئے فوج کثیر کے ساتھ قندہار روانہ کیا خواجہ صاحب دکن مین آگئے انکی فوج قصبہ پاتور شیخ بابو پایان گھاٹ برار تک پہونچی تھی کہ ادہر جنرل نصیرخان کا قلعہ قندہار پر قبضہ ہوگیا اس خبر کے ملتے ہی خواجہ صاحب

موفوج واپس ہوئے رودِ تنگ آپ کے پاس لشکر اترا ہوا تہا یکایک ندی طغیانی پر
آگئی اور لشکر کے بہت بڑے حصہ کو نقصان پہونچا خواجہ صاحب دہلی کے جانب چلی گئی

سرفراز خان دکہنی کا حال

سرفراز خان دکہنی مغلون کے قبضہ کے قبل قندہار کے قدیم
نظام شاہی قلعدار تہے اس لئے انکا حال جو کچہہ معلوم ہوسکا بیان کیا جاتا ہے۔
ان کا نسب اہل قریش سے ہے کئی پشت آگئے ان کے بزرگ مدینہ منورہ سے دکن آئے
تھے انکو دربار نظام شاہیہ سے خانی و بہادری کا خطاب ملا تہا ملک عنبر کے آخری عہد
حاکم قندہار تھے اسکے بعد سرلشکر ملک تلنگانہ بھی ہوئے جب قلعہ قندہار قبضہ سے جاتا رہا تو
مقرب خان کے ساتہہ شہنشاہ دہلی کے دربار مین پہونچے اور ملازمت شہنشاہی اختیار
کی ۹ سنہ جلوس عالمگیری مین پرگنہ لوہ گانون علاقہ ضلع ناندیڑ جاگیر ملی اسی پرگنہ مین
موضع بلولی کو اپنا وطن قرار دیکر ایک عالیشان مسجد[1] بنائی سرفراز خان قلعہ منگل بیڑہ کے
محاصرہ کے وقت شہید ہوئے ان کے پانچ فرزند تہے سب سے بڑے حسین خان
جنکو باپ کی جاگیر کے ساتہہ سرفراز خان خطاب ہی ملا تہا ملکاپیر کے معرکہ مین مارے گئے

قلعداروں کا ذکر

جنرل نصیر خان کے فتح کے بعد سلاطین مغلیہ کی چند فرمانروائی مین قلعہ قندہار پر چند
قلعدار گزرے ہین قدیم کاغذات اور بیاضون سے ان کے نام منتخب کئے گئے جن
قلعدارونکی کیفیت کتب تاریخ اور کتاب ماثر الامرا سے بصراحت معلوم ہوئی انکا حال
لکہدیا گیا ہے اور جن قلعدارونکا حال معلوم نہ ہوسکا ان کے صرف نام بتلادئے گئے ہین

قلعداران شاہجہانی کے نام

عمل شاہجہانی کے جو قلعدار گذرے ہین ان کے یہہ نام ہے۔
شاہ بیگ خان۔ عبداللہ بیگ۔ قزلباش خان۔ قاقشال خان
بہرام خان۔ خواجہ بیگ۔ خواجہ احمد اللہ۔ رستم بیگ۔ عزت خان۔

[1] اس مسجد کو مولف نے دیکہا ہے مینار دونین سناع نے سیاہ پتہر کی زنجیرین نہایت صفائی اور نزاکت سے ترشائی ہین بجلی کے صدمہ سے مسجد کا ایک مینار ٹوٹ گیا ہے۔

مرزا امان بیگ الملقب الف خان بہادر قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت

اصل انکی چغتائی برلاس کی قوم سے ہے علی شیر خان جو سلطنت تیموریہ[1] کے قدیم ملازم اور جنکو معتمدی وکارپردازی کی خدمت عمل صاحبقرانی مین حاصل تہی انکے اجداد سے ہین۔

مرزا امان بیگ کے والد کا نام مرزا جان بیگ ہے جو فوج شاہنشاہی مین بماتحتی مرزا عبدالرحیم خانخانان بہادر کارگزار تہے اور انہون نے نمایان کارگذاری سے بہت عزت حاصل کی تہی جب انکا انتقال ہوا مرزا امان بیگ نے فوج شاہنشاہی مین شریک ہونیکی عزت پائی اور تہوڑے ہی دنون مین وہ رسوخ پیدا کیا کہ دربار شاہنشاہی سے منصب ایک ہزار وپانصدی اور ایکہزار وپانسو سوار سے سرفراز ہوے اور نگہبانی قلعہ قندہار دکن پر متعین ہوکر شاہجہان آباد سے فائز قندہار ہوے اور ایکمدت تک یہانکی حکومت کرتے رہے ہے ۲۶ سنہ جلوس مین انکو الف خان بہادر خطاب عطا ہوا اور اسی سال کے اواخر سنہ ۱۰۶۳ مین دنیائے فانی سے کنارہ کش ہوکر عالم جاودانی مین قیام پذیر ہوئے انکے جوان اور شایستہ فرزندون مین سے مرزا قلندر بیگ ششصدی منصب سے دربار شاہجہانی مین سرفراز تھے جب دارا شکوہ اور فوج عالمگیری سے متصل سموگڈہ اکبرآباد مقابلہ ہوا قلندر بیگ کے بہادرانہ حملہ نے عالمگیر کے نظرونمین اس بہادر کی وقعت بڑہادی اور بعد کامیابی خطاب خان بہادر سے سرفراز اور قلعداری کلیانی پر مامور ہوکر دکن آئے بہت دنون کلیانی کی قلعداری کی پھر انکا تقرر احمدنگر کی حراست پر ہوا جلوس عالمگیری کے پندرہوین سال صوبیداری بیدر سے ممتاز خان کا تغیر ہوا تو قلندر بیگ خان بہادر بیدر کی صوبیداری پر مامور کئے گئے۔ بیدر سے نلدرگ کی قلعداری پر تبدیل ہوئے وہان چندسے کام کرکے مستقل قلعدار گلبرگہ ہوئے۔ سجادہ نشین صاحب روضہ قدوۃ الواصلین سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ سے مسند نشینی سجادگی کے متعلق کچھہ بحث ہوئی یہان تک کے نوبت جنگ وجدال کی پہونچی اور انہون نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے دو فرزند ایک پرویز بیگ

---

[1] ابو المنصور امیر تیمور گورگان ۱۲

جو ملکہیڑ کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا نور العیان جنکا جان باز خان خطاب تہا ابتدا مین مرتضی آباد مرج کی قلعداری پر تھے پھر دہارور کے قلعدار ہوے۔ مرزا پرویز بیگ ملکہیڑ کے قلعداری سے فیروز گڈہ آہنگر کی قلعداری پر آئے اور بیگلر خان آنکو خطاب ملا فیروزگڈہ کی قلعداری کو ابہی پورا سال نگذرا تہا کہ پیمانۂ زندگی لبریز ہوگیا بیگلر خان کے دو بیٹے تھے ایک بیگ محمد خان جو اودگی کے قلعدار ہوئے اور دوسرے مرزا معالی بیگ گلبرگہ کے قلعدار مقرر ہوے اور وہان سے بکوشش تمام خدمت آبائی قلعداری قندہار پر مقرر ہوکر رونق افروز قندہار ہوے اور نیکنامی کے ساتھہ عمدہ طرز پر خدمت کی وہین انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مرزا بیگ محمد خان قلعداری اودگی سے قندہار آئے اور مرزا معالی بیگ کے فرزند برہان الدین قلندر بیگ ملکہیڑ کی قلعداری پر بہیجے گئے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور قلعہ ملکہیڑ انکے قبضہ مین ہے مرزا امان بیگ و معالی بیگ وغیرہ قلعدارون کے قبور نہایت عمدہ سیاہ پتھر کی مانس پور کے متصل ساس بہو کی باولی کے پاس ہین۔

ساس بہو کی باولی | جہان یہہ قبرین ہین اس باولی کی وجہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ ساس سے جو باولی بنوائی ہے اسکا پانی کسیقدر تلخ ہے اور بہو کی تیار کی ہوئی باولی کا پانی میٹھا ہے باولی قدیم ہے یہہ باوبائی کے نام سے مشہور تھی مرزا امان بیگ کے عہد مین اس باولی کی پختہ مرمت ہوئی اور انہون نے اس زمین کو خرید لی یہان ایک باغ عمدہ بنایا گیا تہا۔

قلعدار خان ملدار | مرزا علی عرب المخاطب قلعدار خان صاحبقران ثانی[2] کے عہد مین پانصدی منصب اور دو سو پچاس سوار و نکی افسری سے ممتاز تھے اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے ابتدائی سنہ جلوس تین بافزایش منصب قلعدار خان[3] خطاب ملا اور حراست و فوجداری

---

[1] کتاب ماثر الامرا مین انکا ذکر موجود ہے [2] شاہجہان بہادر [3] فہرست قلعداران قندہار مین انکا نام بہی شریک ہے مولوی شریف الدین صاحب قاضی زادۂ پالم نے اپنی قدیم بیاض سے قلعداران قندہار کے نامون کی فہرست دکھلائی جو ہماری کتاب کے مطابق ہے

اورنگ آباد پر مقرر ہوئے پھر قلعدار قندہار ہوے یہان سے فتح آباد دہارور کی قلعداری پر تبدیل ہوا ۱۰۹۳ھ مین بمقام دہارور انتقال فرمایا ان کے والد عرب خان مغفور کی قبر کے برابر انکی بھی قبر ہے -

مرزا داراب خان قلعدار

قلعدار خان کے بیٹے مرزا داراب عرب خان پہلے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے بخشی تھے باپ کے انتقال کے بعد دہارور کے قلعدار ہوے پھر کالنہ کی قلعداری پر تبدل ہوا اس کے بعد قلعداری قندہار پر آپکا تقرر ہوا اور اپنے دادا کے موروثی خطاب عرب خان سے ممتاز ہوئے اسکے بعد نور محمد خان خطاب ملا -
آپ کی قلعداری قندہار کے عہد مین موسوی خان مرزا معز - دیوان دکن نے کسی چیز کی فرمایش مین آپ کے نام خط لکھا - سہل انگاری یا مراتب نشناسی سے خط کے عنوان پر ایب القاب درج تہا جو اعزاز خاندانی کے لحاظ سے آپ کے شایان نتہا -
خانصاحب نے غیرت اور غضب کے جوش مین بجواب خط دیوان دکن کو وہی القاب لکہدیا جس سے عہدہ دیوانی کی کسر شان تھی موسوی خان نے وہ اصل خط عرب خان کے جنونی ہونے کے ثبوت مین بادشاہ کے سامنے پیش کردیا بادشاہ نے جنونی شخص کا عہدہ قلعداری پر بحال رہنا خلاف مصلحت جانکر خان صاحب کو خدمت سے ہٹادیا خانصاحب نے دہلی پہونچکر موسوی خان پر سر راہ حملہ کرنے کا قصد کیا موسوی خان کو اسکی اطلاع ہوگئی وہ سنجیدہ اور حلیم شخص تہا خانصاحب کی مجنونانہ حرکات سے بھی واقف ہوچکا تہا چند معتبر اشخاص کے ذریعہ سے خانصاحب کو سمجہایا اور دربار شاہی سے اصلی خدمت بہی دلوادی خانصاحب نے اصل واقعہ کی خبر بھی بادشاہ تک پہونچادی بادشاہ نے مراحم خسروانہ سے دوبارہ سرفراز فرماکر قلعداری قندہار پر جانیکی اجازت دیدی -

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا قندہار کو آنا -

جب اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد مین قیام اختیار کیا کچھ دلون کے بعد محمد امین خان بہادر شہزادۂ محمد اعظم شاہ کے ساتھ قندہار پہونچا خانصاحب اپنے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے دوسرے عہدہ دار

بالادست کی تعظیم باعث عار جانتے تھے سیدھے سادھے آدمی تھے چاپلوسی و دنیا سازی سے انہیں سروکار ہی نتھا محمد امین خان بہادر کے ساتھ کچھ ایسی لاپروائی سے برتاو کیا گیا کہ بہادر مذکور کو خانصاحب سے مخالفت ہوگئی وہ اسوقت بڑی خدمت پر تھا معتمد ہی شہزادہ کے علاوہ فوجی و مالی عہدہ دار بھی تھا خانصاحب کے مقبوضات کی تنقیح شروع کردی خانصاحب کا کاروبار سب کارپردازون کے بھروسے پر تھا جو کچھ غبن ہوگیا اسکا علم ہی انہیں نتھا بہرحال سرکاری رقم کثیر کے محاسبہ مین خانصاحب پھنس گئے ملک و املاک اور گھربار سب ضبط ہوگیا ملازمت جاتی رہی - اس صدمہ سے خانصاحب کا جنون اور ترقی پذیر ہوا - جنون بھی عجیب قسم کا تھا چندے خواب و خاموشی مین گذار دیتے کچھ دنون اچھے بھی رہتے اسی حالت مین چندے بسر کرکے دنیا سے کوچ کرگئے انکے فرزند مرزا رضا علی نہایت عمدہ منشی اور شاعر بھی تھے -

مرزا حمید الدین المخاطب بخان زادخان قلعدار

انکے باپ مرزا ابوسعید نبیرۂ اعتماد الدولہ اور نورجہان بیگم کے بھتیجے تھے سال بست و دوم جلوس جہانگیری مین ٹھٹھہ کے حاکم رہے اس کے ایک سال بعد اجمیر شریف کے فوجدار ہوے جب مرض دار الثعلب مین مبتلا ہوے چار ہزار سالانہ وظیفہ پر خانہ نشین ہوگئے اور اوایل عہد عالمگیری مین انتقال کیا - مرزا حمید الدین باپ کے رحلت کے بعد شہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت مین رہے جنگ راجہ جسونت کی فتح کے بعد بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین خان زادخان خطاب ملا اور نام کے ساتھ خان کا لفظ بڑھایا گیا - انتقال کرم اللہ خان کے بعد فوجداری منگی پٹن پر جو اورنگ آباد سے بیس میل کنارہ گنگا پر واقع ہے مامور ہوئے اور دو سال کے بعد قلعداری قندہار دکن کی خدمت پر سرفراز ہوے -

باغ رشک کشمیر

مرزا حمید الدین خان قلعدار نے حسب الحکم اورنگ زیب عالمگیر بہادر ایک خوشنما باغ قندہار مین بنوایا تھا اور اس باغ مین عمدہ قطعہ کا مکان تیار کیا تھا - اس باغ کی تعریف مین شاعرانہ مبالغہ کی ضرورۃ نہین معلوم ہوتی اسکی خوبی ہی کتبہ سے جو سیاہ پتھر پر کندہ ہے ظاہر ہوتی ہے -

حمید الدین محمد خواجہ دبیر[1]	کہ باشد خاک راہش عین اکسیر
بحکم شاہ عالمگیر غازی	بنا فرمود باغ از ابتدا تعمیر
نہے باغی کہ از نظارۂ او	بگردد سرمہ گرد ولذیذ تحریر
پئے تاریخ او از پیر دانش	بپرسیدم بگفت از حسن تقریر
بیفزائی چو پنج اند حساب شہر	شود تاریخ سالش رشک کشمیر ۱۰۹۵ھ

زمانہ کی دستبرد نے اس باغ کو برباد کر دیا اور اس مکان کو جس پر کتبہ نصب تھا خاک مین ملا دیا یہ بتلانا مشکل ہے کہ وہ باغ اور مکان کہان تھا چونکہ وہ کتبہ خوش وضع سیاہ پتھر کا تھا قلعہ کے کسی حاکم وقت نے نشان کے ابراہیمی برج پر نصب کرا دیا ہے اور ابتک موجود ہے۔ مولف صاحب انوار القندہار کے ملاحظہ مین کتبہ کی تحریر پوری پیش نہین ہوئی یہہ بات مشہور ہے کہ قلعہ مین قندہار کی تاریخ کندہ ہے اس بنا پر مولف صاحب موصوف نے حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہ کے ذکر مین تحریر فرما دیا ہے کہ قندہار کا قلعہ ۱۰۹۵ھ[2] مین تعمیر کیا گیا (تاریخ افزاے برجس کشمیر) کشمیر کو مادۂ تاریخ قرار دیکر حرف اولی کے لحاظ سے پانچ عدد کا اضافہ کیا گیا - کتاب انوار القندہار ۱۳۱۲ھ مین لکھی گئی ہے اسوقت راجہ پنچ سنگہ کی قندہار پر عملداری تھی اور راجہ کا تمام خاندان قلعہ مین رہتا تھا اس لیے ہر ایک شخص کو عام طور پر قلعہ مین جانا دشوار تھا سواے اسکے جس برج پر یہہ کتبہ ہے وہ برج راجہ کے محل سے ملا ہوا ہے ان وجوہات سے غالباً اس کتبہ کی صحت نہ ہو سکی ہوگی -

قندہار مین چند قلعہ دارون کے نام مشہور ہین اور انکی قبرین بہی موجود ہین مگر انکی تفصیلی کیفیت اور ایام حکومت کا صحیح سن معلوم نہ ہو سکا -

روحی خان قلعدار | انکا چھوٹا سا مقبرہ قلعہ کے پاس ہے شاید نظام شاہی یا عادلشاہی

[1] حمید الدین - دبیر - دونون لفظ ٹوٹے ہوے ہین مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہین -

[2] مولف صاحب انوار نے بنا رقلعہ قندہار کی تاریخ ۱۰۹۵ھ بتلائی ہے دلیل یہہ ہے کہ قلعہ کے اعداد سے حرف [illegible] کا تخرجہ کرنے کے ماحصل تاریخ قلعہ ہے [illegible]

عہد کے قلعداروں مین سے ہون نظام شاہی قلعدارون مین ابراہیم خان روحامی ایک قلعدار گذرے ہین جنہون نے ۹۹۰ھ مین نشان کا برج قلعہ کے اندرونی دروازہ کے بازو مین بنایا ہے جس پر کتبہ موجود ہے کیا عجب ہے جو کثرت استعمال عوام سے روحانی خان کا نام رومی خان مشہور ہوگیا ہو واللہ اعلم بالصواب -

خان رود بہادر قلعدار کتاب انوار القندہار مین آپ کو قلعدار وجاگیردار لکھی تبلایا ہے آپ کا مزار آپ کی بناے ہوئی مسجد مین ہے - یہ مسجد تالاب کے کنارے نہایت عمدہ اور پر فضا موقع پر ہے اور یہ منظر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس مسجد کا نام **شاہ قرار کی مسجد** مشہور ہے اس مسجد مین شاہ قرار نامی درویش مدتون تک رہا ہی فقیر مشہور ومعروف تھا اسلیئے مسجد اسکے نام کے ساتھ مشہور ہو گئی -

بہاءالدین خان قلعدار مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے کتاب انوار القندہار مین بزرگان دین کے سلسلہ ذکر مین آپکا نام سید بہاءالدین خان قلعدار تحریر فرمایا ہے آپکا مزار بارک نانڈیری دروازہ کی اندرونی جانب کوٹ بازار سے ملا ہوا ہے - کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ بہاءالدین خان برادرزادہ خلیل اللہ خان صوبدار پنجاب ۱۰۸۱ھ کے بعد ہمراہ محمد شجاع مہم پرینڈہ مین شریک تھے اور قندہار آئے غالباً یہی بہاءالدین خان ہونگے - واللہ اعلم بالصواب

شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی کا قیام اور نمازی پورے کی آبادی جب اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے دکن پر پورا قبضہ کرلیا اس کے سپہ سالار نواب عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے فوجی چھاونیون کا دکن کے مشہور مقامات پر تعین کیا - ہمارے قندہار مین

---

[1] یہ مسجد بہت دنون سے ویران اور بےچراغ تھی مولانا حافظ محمد قطب الدین صاحب خطیب قندہار اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی بالمُنی آباد کیا اور اسکی ترمیم کروائی صحن مین بڑا چبوترا بنوایا ماہ رمضان مین بہت پرتکلف روشنی کی جاتی ہے اور اب اسکو مدینہ مسجد کہتے ہین - ۱۲

[2] قلعہ کے روبرو جو آبادی ہے اسکو کوٹ بازار کہتے ہین - ۱۲

[3] پرینڈہ ضلع عثمان آباد مین ہے ۱۲

شیخ عنایت اللہ صدر منوج فیروزی نے نواب موصوف کے ابقاء یادگار مین غازی پورہ آباد کیا
یہہ آبادی شہر کے غرب روبہ دروازہ کے باہر تھی اب یہان سواے اثار پایہ دیوار کے کچہ
بھی نہین ہے صرف محلہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

یمنا کی مسجد یمنا نامی ایک متمول عورت اور سدی عبد اللہ[1] کی منکوحہ تھی اسنے غازی پورہ
مین ایک مسجد بنوائی جو ابتک موجود ہے لکھتے ہین کہ پہلے یہہ نامور رقاصہ تھی۔

گودڑ کا مٹھہ غازی پورہ مین سلیمان ٹیکڑی کی جانب گودڑ کا مٹھہ مشہور مقام ہے گودڑ کا
اصلی نام عزیب پوری مہنت تہا اسنے مکان تیار کرکے یہان سکونت اختیار کی تھی۔ گودڑ کے
مرنیکے بعد اسکا چیلہ پرمارت پوری جانشین ہوا اسکے بعد اسکا چیلہ ردپوری اور اسکے بعد اسکا چیلہ ہتمبر پوری[2]
مہنت ہوا انہی بہت شہرت حاصل کی، رجب ۱۲۶۶ھ مین اس مہنت کو بنام چادر زمین انعام دیکر و یہہ سرپیہہ پرگنہ قندہار کی سند ملی تھی

گولی پورہ یہہ آبادی غازی پورہ سے آگے تالاب کے کنارے کناری بسی ہوئی تھی اور گولیون کے مکان بادہ تھے
اسلئے گولی پورہ مشہور ہوگیا اب یہان زراعت ہوتی ہے مکانات کے نشان زمانہ کے ہاتون مٹ گئے۔

کریم اللہ شاہ کی مسجد اس مسجد کو کالی مسجد بھی کہتے ہین گولی پورہ کے آگے تالاب کے کنارے بلند مقام پر بوسیدہ
حالت مین یہہ مسجد بنائی ہوئی خواجہ شاہ حسین صاحب خلیفہ خواجہ سید شاہ پیر پاحسینی صاحب سجادہ
درگاہ حضرت خواجہ امین الدین شہیر خدا قدس سرہٗ بیجاپوری کی ہے خواجہ شاہ حسین[3] بیجاپور سے سیاحت

---

[1] سیدی عبد اللہ ملک عنبر کی بیٹی شہربانو کے داماد تھے۔

[2] ہتمبر پوری کا چیلہ بیکنٹھ پوری ہوا اور بیکنٹھ پوری کے بعد سے ابتک (۲۹) مہنت گذر چکے ہین یہہ
مٹھہ آباد ہے اسوقت چندن پوری مہنت ہے ۱۲

[3] خواجہ شاہ حسین کے بیٹے خواجہ شاہ نور اللہ اپنے باپ کے جانشین اور صاحب خلافت ہوے انکے
خلیفہ اور بیٹے شاہ فیض اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ رحیم اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ عین اللہ اور انکے
بیٹے اور خلیفہ خواجہ کریم اللہ عرف بہیر اللہ شاہ تھے جنکے نام پر مسجد مشہور ہے انکی اولاد نہ تھی اسلئے اپنے برادرزادہ
امام شاہ ولد احمد شاہ ابن عین اللہ شاہ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا امام شاہ کی خلافت آگے نہ چل سکی۔ اس
خاندان کے لوگ قندہار مین موجود ہین اور سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت مخدوم کے
مریدین مین شامل ہین ۱۲

کرتے ہوئے یہان آئے اور اسمقام پر مسجد و تکیہ تیار کر کے قیام فرمایا تھا انکی اولاد مین کریم اللہ شاہ مشہور شخص گذرے ہین اسلئے یہ مسجد انکے نام پر مشہور ہے

معافی خان برادر خدا بندہ خان

بعض قدیم کاغذات سے پایا جاتا ہے کہ معافی خان برادر خدا بندہ خان نے چندے قلعداری قندہار کی خدمت ادا کی ہے اور خدا بندہ خان بھی قندہار کے حاکم رہ چکے ہین خدا بندہ خان - شائستہ خان امیرالامرا فوجدار بہار و پٹنہ کے بیٹے تھے دربار شہنشاہ دہلی سے انہین بخشی گری فوج احدیان کی خدمت ملی تھی وہان سے دکن مین آئے اور بیدر و قندہار پر حکومت کی ہے بیدر سے بیجاپور تبدل ہوگیا خدا بندہ خان کے بیٹے کو بھی - خدا بندہ خان خطاب ملا تھا اور انہون نے دکن کی دیوانی کی ہے -

صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر بہادر کا دورہ

ہمارا قندہار اپنی خوشنما حالت مین دوسرے آبادیون پر امتیاز کا فخر حاصل کر رہا تھا اور ایک مستقل حاکم با اقتدار کا مستقر ہونے سے اسکی رونق مین روز افزون ترقی تھی کہ - اورنگ زیب عالمگیر بہادر کی رونق افروزی نے اسکو صوبہ دار بیدر کے ماتحت بنا دیا اور اسکے ترقی کے زینہ کو توڑدیا اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے جب احمد آباد بیدر پر قبضہ کر لیا اسکا نام احمد آباد سے محمد آباد بیدر بدل دیا - قلعہ ہائے مفتوحہ شاہجہانی و عالمگیری سب اس کے ماتحت کر دئے گئے اور صوبہ دار کا مستقر بیدر ٹھرایا گیا - اگرچہ قندہار صوبہ بیدر کے تحت تھا لیکن بغرض حفاظت قلعہ و نگرانی فوج قلعدار کا تقرر بدستور رہا ہمارے تحقیقات مین جو قلعداروں کے نام ملے ہین وہ بیان کر دئے جاتے ہین - شاہ محمد خان - غلام قادر خان سید حسین - مرزا اسد اللہ بیگ - محی الدین احمد - سید عبد الغفور خان - حسینی بیگ خان

اورنگ خان قلعدار کی قلعداری اور اورنگ پورہ کی آبادی

اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے عہد مین اورنگ خان مشہور قلعدار گذرے ہین تاریخ مختار الاخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ خان

۱؎ اورنگ زیب عالمگیر شاہجہان کا تیسرا بیٹا اور محی الدین محمد اس کا نام تھا ۱۰۲۷ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۶۹ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا ۱۲

بیدر کی صوبیداری بھی کی ہے اسلئے ہمنے بھی صوبیداران بیدر کے سلسلہ حکومت مین انکا ذکر کر دیا ہے کہتے ہین کہ تالاب کی شمالی جانب کی آبادی کا نام جو جہانو انکا محلہ مشہور تھا انہین کے عملداری مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے نام پر اورنگ پورہ مشہور ہوا

اورنگ پورہ کی مسجد نہایت خوش وضع تالاب کے کنارہ پر ہے کہتے ہین کہ اورنگ زیبی قلعدار نے یہہ مسجد بنوائی ہے اسپر کوئی کتبہ نہین ہے اس سلئے معلوم نہین ہوسکتا کہ کس سن مین تیار ہوئی اور کسنی بنوائی۔

سید شمس الدین قلعدار قدیم کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۳۱ جلوس عالمگیری مین آپ قلعدار تھے کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ شمس الدین نے پرینڈہ اور راودگیر کی قلعداری بھی کی ہے انوار القندہار مین مندرج ہے کہ پیر شمس الدین نامی بزرگ جامع مسجد قندہار مین مدفون ہین آپ کے مزار کا پتھر بہت ہی بڑا اور نہایت عمدہ ہے۔

یہہ قبر مسجد کے صحن مین سیڑہیون سے کچھہ تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے مسجد[1] قدیم اور بہت وسیع ہے اسکی وسعت کے لحاظ سے مسجد کا صحن بہت بڑا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پیر شمس الدین کی رحلت کیوقت مسجد کی پہلی شان باقی نہ تھی۔ یا یہی شمس الدین حاکم قندہار تھے اس سلئے بوجہہ حکومت آپکا دفن صحن مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب

بہادر خان قلعدار کی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی قلعہ کے شمالی جانب بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کے نام نامی کے لحاظ سے بہادر خان قلعدار نے بہادر پورہ آباد کیا ہے اسکی آبادی کا نقشہ بہت عمدہ طرز پر ہے۔ بیچ مین چاوڑی ہے اور چار جانب وسیع راستے بنے ہوے ہین

سرانداز خان قلعدار یہہ مشہور قلعدار گذرے ہین انکا مزار قلعہ کے متصل کوٹ بازار مین ہے انوار القندہار مین صرف آپ کے مزار کا پتہ بتلایا گیا ہے اور کچھہ کیفیت معلوم نہو سکی۔

برق انداز خان قلعدار انکا مزار قلعہ کی خندق مین حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہٗ کے مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ہے ان قول ... نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دکن تشریف لائے

[1] یہہ مسجد ویران تھی اور اسکا کسیقدر حصہ افتادہ ہوگیا تھا قاضی زادہ مولانا حاجی محمد بہاؤالدین صاحب محتسب قندہار نے افتادہ حصہ کو از سر نو بنوایا اور مسجد کی ترمیم کروائی ہے اور اسکی آبادی کا انتظام فرمایا ہے حاجی محمد بہاؤالدین صاحب مولف کے عم زاد بھائی ہین ۱۲

لا نیکے کچھ عرصہ کے قبل انتقال کیا۔

محمد ناصر خان قلعدار: خدمت قلعداری قندہار پر مامور ہوے ۱۱۳۷ھ مین پرگنہ قندہار جب راجہ گوپال سنگہہ کو جاگیر دیا گیا تو محمد ناصر خان قلعدار قندہار رہے۔ جو برقندار خان کے بیٹے تھے

صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ دارونکی حکومت

قندہار کا مقتدر حاکم بیدر کا صوبیدار تصور کیا جاتا تہا اس لئے ہم ان صوبیدارون کا سلسلہ بتلاتے ہین جنکی زیر حکومت ہمارا قندہار رہاہے۔ صوبہ بیدر چہہ سرکار اور چہتر محال پر منقسم ہوا جسکے تحت مین چار ہزار دوچالیس (۴۰۴۲) گاؤن تھے اسکا محاصل انہتر لاکھ بیالیس ہزار ایکسو دو روپیہ پانچ آنہ تین پائی تھا۔ چہہ سرکارونکی تفصیل یہ ہے سرکار محمد آباد بیدر۔ سرکار فیروزگڈہ آہنگر۔ سرکار مظفر نگر تلکہیر۔ سرکار اکلکوٹ سرکار کلیان۔ سرکار ناندیڑ۔ (ہمارا قند سرکار ناندیڑ کے ماتحت تھا)

صوبیداران بیدر کی سلسلہ وار حکومت: اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے بیدر کی صوبیداری پر افتخار خان کو مامور فرمایا خان موصوف دو سال کئی مہینے تک کارگزار رہے ۱۰۶۹ھ مین انکی تغیر کے بعد خان زمان خان ولد خان اعظم جہانگیری اس خدمت پر آئے ساڑھے پانچ سال انہون نے حکومت کی ان کے جانیکے بعد ۱۰۷۰ھ مین مختار خان صوبیداری پر مامور ہوے ۱۰۹۸ھ مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر قطب الملک تانا شاہ بادشاہ گولکنڈہ کو مقید کرکے بیدر مین لایا ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ کو خان مذکور تانا شاہ کے ساتھ دولت آباد گیا رستم دل خان یہان کے صوبیدار ہوے جب انکا حیدرآباد کی صوبیداری پر تقرر ہوا تو قلندر بیگ کو بیدر کی صوبیداری ۱۱۰۲ھ مین ملی جسکا خطاب جان سپار خان تہا ان کے تغیر کے بعد اورنگ خان صوبیدار ہوے اورنگ خانکی انتقال کے بعد قباد خان مامور ہوے

سنہ قلندر بیگ صوبیدار قمرالزمان بیگ قلعدار قندہار کے بیٹے تہے مآثرالامرا مین لکہا ہے کہ مختار خان صوبیدار کے تغیر کے بعد قلندر بیگ بیدر کے صوبیدار ہوے اور تاریخ مختار الاخبار مین لکہا ہے کہ رستم دل خان کے بعد قلندر بیگ صوبیدار بیدر ہوے سنہ اورنگ خان پہلے قندہار کے قلعدار تھے ۱۲

جب تجاد خان کا صوبیداری اوڑیسہ پر تقرر ہوا ۱۱۰۵ھ مین حسام اللہ خان مامور ہوئے انکی معزولی کے بعد خان زمان خان سنے جائزہ لیا جب خان زمان خان کا تبادلہ اورنگ آباد کو ہو گیا تو جلال الدین خان سنے چند روزہ حکومت کرکے انتقال کیا ۱۱۱۰ھ مین سزاوار خان بن حسام اللہ خان برادر نور چشم بیگم مامور رہے ـ

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات

۲۸ ماہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ جمعہ کی آخر شب کو اورنگ زیب عالمگیر نے (۹۱) سال (۱۴) روز کی عمر کا مرحلہ طے کرکے اور پچاس سال (۲۸) دن شہنشاہ ہند رہکر سفر آخرت اختیار کیا عالمگیر کے مرنے کے بعد تخت نشینی کے لئے انکے دو بیٹوں معظم شاہ اور اعظم شاہ مین خوب لڑائی ہوئی اعظم شاہ نے شکست کہائی اور معظم شاہ سنے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنا لقب بہادر شاہ اختیار کیا ـ

محمد بہادر شاہ غازی کا ناندیڑ کو آنا ـ

شہزادہ محمد کام بخش جو محمد بہادر شاہ کا چہوٹا بہائی اور بیجاپور کا صوبیدار تہا حیدرآباد چلا آیا اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد قتل کیا گیا اور تمام حیدرآباد مین شورش برپا ہو گئی اس کے انسداد کیلئے محمد بہادر شاہ بہ تہیہ سفر حیدرآباد آخر ماہ شوال ۱۱۱۹ھ مین بمقام ناندیڑ داخل ہوا ـ

گرو گوبند سنگہ کا حال

گرو گوبند سنگہ جو گرو تیغ بہادر جی کا فرزند اور انندپور علاقہ شہر پٹنہ کا باشندہ سکہوں کا مرشد اور گرو نانک کا گیارہوان جانشین تہا شاہی لشکر کے ساتہہ ناندیڑ آیا پینڈے خان افغان کو گرو گوبند سنگہ سنے قتل کیا تہا واحد خان اسکے بیٹے سنے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے گوبند سنگہ سے ربط پیدا کیا اور چوسر بازی کے وقت جمدہر سے قتل کر ڈالا گوبند سنگہ کا سمادہ گرودوارہ کے نام سے ناندیڑ مین موجود ہے اور یہہ بڑی عمارت ہے جو راجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب سنے بنوائی ہے ـ صاحب تاریخ مرأت العالم لکہتے ہیں کہ

لہ مورخون سنے لکہا ہے کہ گرو گوبند سنگہ لشکر شاہی کے ساتہہ ناندیڑ آیا تہا مگر بعض قدیم کاغذات کے دیکہنے سے یہہ معلوم ہوا کہ گرو گوبند سنگہ ایکعرصہ تک ضلع ناندیڑ کے متفرق مقامات اردہاپور وغیرہ مین رہا ہی اور قصبہ بدرسکے متعلق علانیہ طور پر وعظ کیا کرتا تہا اسلئے واحد خان نے اسکو قتل کر دیا ـ

لہ مولف کو گرودوارہ کے دیکہنے کا اتفاق ہوا ہے یہان عمدہ عمدہ ہتیار ہین خصوص دو تلوارین دیہاین ایکہ راجہ رنجیت سنگہ کی اور ایک نواب مظفر خان کی ۱۲

افغان بچہ جو داؤدخان سے مراد ہے بعد قتل گروگوبندسنگھ کے موقع پاکر چلدیا اور اسکا پتہ نہ چلا

محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی

حیدرآباد مین بہادر شاہ اور کام بخش کا مقابلہ ہوا کام بخش مارا گیا بہادر شاہ دہلی کو واپس ہوا اسفندیار خان برادر زادہ نورچشم بیگم جو صوبیدار بیدر تھے قلعہ اودگیر انکو جاگیر مین دیا گیا اور یہ صوبیداری سے علیحدہ ہو گئے۔

راجہ انوپ سنگھ بوندیلہ صوبیداری بیدر پر مقرر ہوا راجہ عیاش مزاج حسن پسند تھا ٹوڈرمل ہزاری کی خوبصورت لڑکی پر فریفتہ ہو گیا اور شادی کا پیغام دیا ٹوڈرمل ہزاری قوم کا راجپوت تھا اور اسکو راجہ کی قومیت مین کلام تھا اسنے قبول نکیا راجہ نے ہزاری کو قتل کروا ڈالا اس سبب سے جمعیت سیپندی و احشام نے راجہ سے انتقام لینا چاہا راجہ مجبوراً قلعہ مین محصور ہو گیا مگر چند رسین بوندیلہ ہانگی کے راجہ نے بلحاظ قومیت کسیقدر جمعیت سے راجہ کی امداد کی جو راجہ انوپ سنگھ جان بچا کر بھاگا۔ یہہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنت دہلی مین پیچیدگیان واقع ہو گئین تہین اسلئے صوبیدار بیدر کا کچھہ انتظام نہ تھا تین سال تک کوئی صوبیدار نہ آیا اضلاع صوبہ بیدر مین خودحاکمی کے وجہ سے بے امنی پھیل گئی برق انداز خان قلعہ قندہار کو سنبھالے رہا۔

جگٹیا ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی

اس مین شک نہین کہ اورنگ زیب عالمگیر غازی ایک متشرع بادشاہ تھا اسکو اہل اسلام کی ترقی کا زیادہ ترخیال رہتا تھا اسکی سعی و کوشش انہین معاملات مین لگی رہتی تھی کہ اسلام کو عروج ہو یہہ بادشاہ خود ایک عالم تھا اور عموماً اہل فن کی تمیز مین اعلی درجہ کی مہارت رکھتا تھا اسکے زمانہ مین کم علم مولوی فروغ نہ پاسکتے تھے اسلئے انکے عہد مین علماء فضلا کی بڑی قدر رہی ہر ایک جاعالم و فاضل متشرع قاضی مقرر تھے اور انکو اقتدارات شرعی حاصل تھے اس بادشاہ نے اپنے دورہ مین خدمت دیسمکھی و پٹیلی اکثر مسلمانون کو دی ہے اہل ہنود مین پٹیل و دیسمکھون کے جھگڑے جو باہمی نفاق و نااتفاقیون کی وجہ سے واقع ہوتے تھے اون دونون فریق مین سے کوئی ایک شخص دین اسلام قبول کرنے پر کل معاش کا مختار ہوسکتا

چنانچہ تعلقہ قندہار مین موضع دہامن گانون وناگل گانون و راسے واڑہی کے پٹیل اسی
وہلہ مین مسلمان ہوے ہین - دکن مین اکثر جائے یہہ عمل چلگیا خصوص ہمارے قندہار مین بہی
سیدون کی پٹیلی کا چندے تسلط ہوا تہا اور سیورام دیسمکہہ پرگنہ قندہار بہی معزول ہوچکا
تہا محکمہ قضاوت کو پورے پورے اقتدارات حاصل تہے عالمگیر بہادر کی زندگی تک
شرعی رعب داب برابر رہا - محمد بہادر شاہ کے عہد مین وہ بات باقی نرہی اور شاہی
خاندان مین کچہہ ایسے جہگڑے تخت سلطنت کے لئے واقع ہوگئے کہ ملک دکن کا کوئی
کامل نگران نرہا مفسدون کو اپنے حوصلے نکالنے کا اچہا موقع ہاتہ آیا سیورام دیسمکہہ
معزول ایک بد باطن و مفسد و دغا پیشہ شخص تہا - قندہار کے مسلمانون سے اسکو دلی عداوت
تھی اور ہمیشہ موقع کا طالب رہا کرتا تہا -

آستانہ ملک لطیف المعروف داور ملک کی کیفیت

اندنون سمی داول کلال نے جو نہایت سفاک آدمی تہا عاشور خانہ
ایک کمانی کو جو اندرون آبادی جانب مکان قدیم ناگوڈ مستوفی
نایک رسن گانون واقع تہا آستانہ داور ملک قرار دیا - اسنے بڑے بڑے بال رکہے
اور آستانہ کے قریب کہلے بال گہوما کرتا اور اقسام کے شعبدے بتلا کر بد اعتقاد لوگونکو
اپنا مطیع کر رکہا تہا اور یہہ مشہور کر دیا تہا کہ داول ملک میرے جسم مین سرایت کرتے ہین
خود داور ملک بنا ہوا اپنے معتقدین کے روبرو طرح طرح کی پیشین گوئیان کرتا کہ وہ بالکل
صحیح جانتے تہوڑے عرصہ مین شہرت ہوگئی اور دور دراز سے حاجت مند جمع ہوتے چلے
صرف اہل ہنود پر ہی منحصر نہین قصباتی مسلمان اور عام لوگ بہی سیاہ لباس پہنکر منت کی
جہولی کندہے پر ڈالے ہوے (دوم دوم داول ملک) کہنے لگے موسم سرما مین بہت بڑا
میلا قرار پایا حضرت شریعت پناہ مولانا محمد[۵] خیر الدین صاحب نے اس کلال کو طلب فرمایا
اور اسکو اس حرکت سے ممانعت کی کیونکہ ظاہر ہے کہ داور ملک ایک بزرگ کا نام ہے
جو داداحیات قلندر قدس سرہ العزیز کی رفقا مین سے ہین اور آپکے مزار مبارک کا نشان بہی

لہ۵ قاضی خیر الدین صاحب کی بڑے بہائی قاضی ولی محمد صاحب تہے اور سند قضات اور محتسبی وغیرہ بالاشتراک تہی قضاوت
کا کام قاضی ولی محمد صاحب کی تفویض تہا اور خدمت احتساب محمد خیر الدین صاحب انجام دیتے تہے ۱۲

داد احیات قلندر کے پہاڑ پر بڈن نگر علاقہ میسور مین واقع ہے کسی کے جسم مین سمایت نہین کرسکتے۔

داول کلال اپنی حرکت سے باز نہ آیا شریعت پناہ سے نے ڈرسے لگ گئے اور قید کا حکم دیا مفسد سیورام ولسیکھ نے اس موقع کو نہایت مغتنمات سے جانا اور اُس کلال کے معتقدین کو ترغیب و تحریص ہنگامہ آرائی اور مفسدہ پردازی کی دی مگر شریعت پناہ کے رعب و داب نے کسیکی جراُت کو بڑھنے ندیا اور کوئی دم نہ مار سکا آخر الامر سیورام ولسیکھ مفرور ہوا اپنے موضع سوپا پہونچکر جگپٹیا ڈاکو سے موافقت کی اور یہہ ٹھان لیا کہ کسیطرح مسلمانان قندہار کو تباہ و تاراج کیا جاوے۔

جگپٹیا قوم کا مرہٹہ اور ڈاکوون کا افسر تہا یہہ موضع سوپا تعلقہ لوہر نوٹ پالم مین رہتا تہا اپنی رہایش کے لئے ایک مستحکم گڈہی بنوائی تھی اسکی جان نثار ڈاکو فوج جنکو ماہانہ تنخواہ دینے یا تنخواہ کی قرار داد کرنیکی ضرورت نہتی دور دور متفرق مواضعات مین پھیلی رہتی اور چھوٹے چھوٹے ڈاکے و رہزنیان اسکے ماتحت سردار ہمیشہ کیا کرتے جو فوج کے روزمرہ اخراجات کے لئے کافی ہوتا کسی ڈاکو افسر کی مجال نہتی کہ بلا اطلاع و بلا حصول منظوری جگپٹیا کے کسی تعلقہ مین ڈاکہ و رہزنی کرسکے البتہ جب کسی قصبہ کو لوٹنے یا کسی معتبر مکان پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی تو جگپٹیا کو اپنی فوج کے ساتھہ جانا پڑتا جگپٹیا جسقدر نحیف الجثہ اور کم طاقت تہا برخلاف اسکے اسیقدر اسکا اقبال طاقتور تہا گو اسکے اصطبل مین عمدہ عمدہ دکھنی گھوڑے تھے مگر چونکہ ہاتہہ پاؤن اسکے قابو مین نہ تھے اس لئے انکی سواری سے محروم تہا ہمیشہ ڈولی میانہ مین لیٹا ہوا اپنی فوج کے ساتھہ رہتا بڑے بڑے قوی تن ڈاکو و جنگجو مرہٹہ و پنڈارے اسکے ڈولی کو گہیرے ہوئے رہتے۔ جگپٹیا سیورام ولسیکھ کے ساتھہ آدہی رات گذرے بعد معہ قزاقان خونخوار قندہار ہونچا بہت سے مسلمانون کو قتل کیا قاضی محلہ مین گنج شہدا جو خاندان قضاۃ کے مظلومی کی نشاندہی کرتا ہے

سلہ لفف موضع تحت ردوہ حضرت مشکل آسان قدس سرہ جاگیر ہے ۱۲

اسی عہد کا ہے - عیدگاہ کے قریب ایک بڑا گڑہا کہدوا کے مقتولون کے لاشین اس مین ڈالی گئین اور اوسپر چبوترہ بنایا گیا وہ ابتک موجود ہے اور گنج شہدا کہلاتا ہے - انعامدارون کے اسنادی کاغذات اکثر برباد ہوگئے - قدیمی کتب خانہ اور بزرگان دین کے ملفوظات سب اسی زمانہ مین تلف ہوئے مولانا مولوی شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اپنی تصنیف مین فرماتے ہین کہ حضرت شیخ علی - سانگڑے سلطان کے ملفوظات بسبب تاراجی قندہار مفقود ہوگئے - یہہ وہی تاراجی ہے -

اپنے اسناد تلف شدہ کی نسبت انعامدارون نے محضر بنائے انہین محضرون کے ذریعہ سے اس[1] واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے -

میر کلان خانکی صوبہ داری اور نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی بیدر مین رونق افروزی

سنہ ۱۱۳۴ھ مین میر کلان خان صاحب داروغہ گرز برداران شاہی منجانب شہنشاہ دہلی صوبیداری بیدر پر مقرر ہوے اور تیسری صفر کو بیدر پہونچے فی الجملہ تعلقات ماتحت صوبہ بیدر مین کیقدر انتظام وامن ہوا مولف مختار الاخبار لکہتا ہے کہ سنہ ۱۱۳۶ھ مین - اعلیحضرت نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر تشریف فرمائے بیدر ہوئے اور اپنی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ کی شادی نواب قیام الملک فرزند میر کلان سے کردی -

[1] جگیٹیا اگو کی حملہ کی وجہ سے مسلمان پریشان ہوگئی تہی ہنودنی اس آستانہ کی میلہ کو زیادہ ترقی دی جب ہنگامہ فرد ہوگیا تو بعد جنگ کے بموجب رہ سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت سرور مخدوم قدس سرہ یہہ طے ہوا کہ حاجت مند جو جہولیان لیکر دوم دوم دادل ملک کہتے آتے ہین وہ پہلے حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے مزار کی زیارت حاصل کرین پہر حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان کے روضہ پر جائین اور پہر دو روضہ مین داخل ہونیکے لئے نذرانہ بہی مقرر کیا گیا پہر دادل ملک کی آستانہ پر جانیکی اجازت ملی اسکے بعد دوسرے متبرک مقبرون کی زیارت کرنیکی بہی ہدایت ہوئی جیسے ہر ایک روضہ مین حاجتمندونکی جہولی لیجانیکا طریقہ ہوگیا اور آستانہ دادل ملک کی آمدنی نذرانہ مین حضرت قاضی خیر الدین صاحب کی اولاد کی حقوق جنکا خاندان محتسبی قندہار سے تعلق ہے قایم ہوگئے یہہ عملدرآمد ابتک جاری ہے دادل ملک کی اولاد مسلمان ہوچکی اور آمدنی نذرانہ آستانہ سے ان کو بہی حصہ ملتا ہے ۱۲

نواب قمر الدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال

قلیچ خان بہادر اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے دادا خواجہ عابد خان سمرقندی الملقب قلیچ خان بہادر جنکے والد سمرقند کے عالمون اور فاضلون سے ہین توران مین پیدا ہوئے آپکا سلسلہ نسب حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہوا حضرت خلیفہ اول سیدنا ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ ہندوستان مین ۱۰۶۵ھ مین آکر شاہجہان بادشاہ دہلی کے ملازم ہوے اور بعد چندے زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہوے بعد مراجعت سفر حرمین شریفین دربار عالمگیری کو اپنی شرکت سے رونق دی اور کارہاے نمایان کرکے بادشاہ کے دل مین جگہہ پیدا کی اور محکمہ صدارت کے صدر نشین ہوئے ۱۰۸۱ھ مین بادشاہ نے قلیچ خان بہادر خطاب دیکر پنجہزاری منصب سے سرفراز فرمایا جب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور بمقابلہ ابوالحسن تاناشاہ معرکہ آرا تھا عین ہنگامہ جنگ مین ایک گولہ زنبورک آپ کے سینہ کے پاس لگا جس کے صدمہ سے آپ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو شہادت نصیب ہوئے آپ کا مقبرہ[1] قلعہ گولکنڈہ کے قریب مشہور ہے شہید مرحوم کے بیٹے

[1] منشی قادر خان نے سیر ہند مین لکھا ہے کہ قلیچ خان بہادر کی لاش ۱۰ جہان مقبرہ ہے زمین مین سونپکر پھر دہلی کو لے گئے ۱۲

غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ تہے

غازی الدینخان بہادر آپ کا اصلی نام شہاب الدین تہا سنہ ۲۵ جلوس عالمگیری مین خطاب خانی سو فیل و ترکش ملا اور اس کے بعد منصب ہفت ہزاری اور خطاب نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ سے ممتاز ہوئے۔ فتح بیجاپور مین آپنے کار نمایان کیئے اسوقت فرزند ارجمند بے ریا و درنگ سے ملقب کیئے گئے تھے آپ فوج عالمگیر کے سپہ سالار تھے۔
محمد بہادر شاہ کے وقت مین مالوہ و گجرات کے صوبیدار ہوئے چار سال کے بعد سنہ ۱۱۲۲ھ مین انتقال فرمایا۔ لاش دہلی مین لائی گئی اور اجمیری دروازہ کے پاس اپنے بنا کئے ہوئے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔

آصف جاہ بہادر نواب قمر الدینخان نظام الملک آصف جاہ بہادر ان کے فرزند اور نواب عمدۃ الملک سید سعد اللہ خان بہادر مدار المہام شاہ جہان بادشاہ کے نواسہ ہین سید سعد اللہ خان بہادر کا سلسلہ نسب سادات بنی تمیم سے ملتا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر سنہ ۱۰۸۲ھ مین پیدا[1] ہوئے بعہد حکومت اورنگ زیب عالمگیر بہادر آپکو چین قلیچ خانکا خطاب ملا اور چار ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے۔ اور بہادر شاہ کے زمانہ مین خان دوران کا خطاب اور اودہ کی صوبیداری دیگئی فرخ سیر شہنشاہ دہلی کے عہد مین اول سال جلوس مطابق سنہ ۱۱۲۵ھ مین نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہو کر صوبیدار دکن ہوئے تین سال کے بعد نواب موصوف فوجداری سنبہل و مراد آباد پر مقرر ہوئے زمینداران ملک کو دشوار کی تادیب انکے ذمہ ہوئی سید حسین علیخان امیر الامرا اور اسکے بہائی سید عبد اللہ خان قطب الملک نے فرخ سیر بادشاہ کو اپنا مطیع بنا رکہا تہا اور تمام ارکین سلطنت کا عزل و نصب انہین دونو سیدوں کے ہاتہ مین تہا جب فرخ سیر نے ان دونو کی نخوت گہٹانیکی فکر کی تو ان دونون سیدون نے فرخ سیر ہی کو بادشاہت سے ہٹا کر رفیع الدرجات بادشاہ بنا لیا اور کاروبار سلطنت کے خود مختار ہو گئے جب رفیع الدرجات نے ہاتہ پاون ہلانا

---

[1] نیکبخت مادہ تاریخ ولادت ہے ۱۲
۱۰۸۲

چاہا تو اسکو نکال کر بہادر شاہ کے دوسرے بیٹے رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا
اور دو مہینے کے بعد اسکو بھی قید کر کے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو بادشاہ بنایا
جسکا لقب محمد شاہ مشہور ہوا ان سیدون کو نواب آصفجاہ بہادر سے رشک اور خوف تھا
دہلی مین انکا رکھنا اپنے مصلحت کے خلاف سمجھکر ملک مالوہ کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا جب
ارکان سلطنت مین رشک وحسد ونفاق نے ترقی کی اور سادات لوگ قدیم اعیان دولت
کے استیصال کی فکر کرنے لگے اور شاہی قوت بالکل گھٹ گئی اور طوائف الملوکی کے
اسباب نظر آنے لگے تو نواب آصفجاہ بہادر نے ایسی حالت مین وہان کا قیام
نامناسب سمجھا اور بجمعیت خاطر ہو کر سنہ ۱۱۳۲ھ مین تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا کیونکہ
ارکان سلطنت کی کینہ پردازی سے تنگ ہو گئے تھے موسم برسات مین دریاے نربدا
پار ہو کر اسیرگڈھ طالب خان سے لے لیا اپنی فوج اور پانچ توپون کے ساتھ برہانپور
پہونچے وہان انور خان قطب الدولہ ناظم برہانپور آپ سے مل گیا سید دلاور خان بخشی
فوج امیر الامرا دربار سے بہ ارادہ معرکہ نواب صاحب موصوف کا مقابلہ ہوا بخشی مارا گیا
اور برہانپور پر نواب صاحب موصوف کا قبضہ ہو گیا اسکے بعد سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا
فوج کشی کی نواب صاحب نے ہر چند سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور مارا گیا نواب تربیت کر اورنگ آباد
داخل ہوئے اور نظم ونسق ملک دکن مین مشغول ہو گئے مگر امیر الامرا کو اپنے بخشی فوج کے
مارے جانے سے بہت ہی صدمہ ہوا خود شہنشاہ دہلی کو ساتھ لیکر دکن پر چڑھائی کا قصد کیا
فتحپور پہونچتے ہی میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو قتل کر دیا اسکے بھانجے عزت خان نے
بادشاہ کے قتل کی کوشش کی اور خود مارا گیا اور قطب الملک سید عبد اللہ خان کو
بھائی کی قتل کی خبر سنتے ہی جنون کر دیا۔ اور اسی نے تیموری خاندان کے ایک لڑکے کو
بادشاہ بنا کے محمد شاہ بادشاہ سے مقابلہ کیا مگر شکست نصیب فوج پسپا کر دی گئی اور
قطب الملک مارا گیا اعتماد الدولہ بادشاہ دہلی کے وزیر مقرر ہوئے مگر یہ تین ہی مہینے مین
بہ ارمان انتقال کر گئے میر حیدر کاشغری جو سید حسین علیخان کے قتل کا باعث ہوا
تھا وہ انہین اعتماد الدولہ کے بدولت تھا سلطنت دہلی مین ان واقعات کی وجہ سے بہت کچھ

بد نظمی پھیلی ہوئی تھی اور اسکے انتظام کے لئے ایک عالی ہمت فرزین مدبر و منتظم تجربہ کار
شخص کی ضرورت تھی نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر دکن سے طلب کئے گئے اور
وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور آپ نے انتظام مناسب فرمایا جلوس ۳ کے پانچویں
سال معز الدولہ حیدر قلی خان خراسانی ناظم گجرات سے بغاوت کی اس موقع پر نواب موصوف
کو صوبیداری گجرات و مالوہ بھی دیدی گئی اور دس لاکھ روپئے نقد حیدر قلی خان کے
مقابلہ کے لئے ملے اور دکن کی صوبیداری کا فرمان بھی عطا ہوا - نواب صاحب موصوف نے
حیدر قلی خان کی تنبیہ کے بعد اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو عز الدولہ صلابت جنگ خطاب
دلوا کر گجرات کی نیابت پر مقرر کر دیا اور انکے بیٹے عظیم اللہ خان بہادر کو مالوہ کی نیابت
دلوائی نواب موصوف کے حسن انتظام سے صوبجات ماتحت میں کسیقدر انتظام ہوگیا تو
بادشاہ عیش و عشرت میں زیادہ مشغول ہوا اور رقص و سرود کی محفل کو خوب زینت بخشی اہل
خود غرض امرا نے وزیر سلطنت اور سپہ سالار کی قوت گھٹانے کا منصوبہ کیا نواب
آصف جاہ بہادر نہایت فرس و تجربہ کار تھے دربار کا رنگ اور بادشاہ کی حالت دیکھکر
انھون نے حیدرآباد کی صوبیداری کو دہلی کی وزارت پر ترجیح دی اور بعذر ناسازی
مزاج مراد آباد چلے آئے اور وہین مقیم رہے ۱۱۳۶ھ مین دربار شاہی سے عماد الملک
مبارز خان کو دکن کی صوبیداری سپرد ہوئی تو نواب بہت برہم ہوئے اور فورا اورنگ آباد
آئے اور فوج کشی کی اور قصبہ شکر کھیڑ مضاف صوبہ برار کے قریب مقابلہ ہوا اور ۲۲
یا ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو عین معرکہ مین عماد الملک مبارز خان اور انکے دو بیٹے اسد خان
و مسعود خان قتل ہوئے اور دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد الدین خان زندہ گرفتار ہوئے
اور ملک دکن پر نواب موصوف کا کامل تسلط ہو گیا -

نواب صاحب موصوف نے راجہ گوپال سنگھ بہادر کو انکے حسن کارگزاری و جان نثاری کے
صلہ مین پرگنہ قندہار کے جاگیرداری سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور قندہار فوج راجپوتی کا
مرکز و مستقر قرار پایا قلعہ قندہار کی قلعداری و فوجداری پر محمد ناصر خان ولد برق انداز خان
بحال رہے -

راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندھار

راجہ گوپال سنگھ[1] قوم کا چمر گور اور راجہ بھگونت سنگ کا بیٹا اور راجہ بہار سنگہ[2] کا پوتا تھا
قصبہ اندرکھی علاقہ صوبہ الہ آباد کی زمینداری بزرگون کی میراث سے پائی اور راجہ ہائے
اوچھہ کے زمرۂ ملازمت مین بھی شامل رہا- گوپال سنگہ کا دادا بہار سنگھ زمینداری نے
شاہ عالمگیر بہادر کے زمانہ مین خودسری اختیار کی اور فوج شاہی کے مقابل مین علم بغاوت
استادہ کرکے فساد برپا کرنے لگا- ملوک چند نامی کارپرداز مالوہ نے جو محمد اعظم شاہ
کی جانب سے مقرر تھا بہار سنگہ سے معرکہ آرائی کی اور اسکا سر کاٹ کر شہنشاہ کی
حضور مین بھیجدیا- اس کے بعد بھگونت سنگھ[3] نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے ملوک چند سے
صف آرائی کی لیکن ناکام مارا گیا- زمینداری چھن گئی خاندان پریشان اور برباد ہوگیا-
گوپال سنگہ نے چندیری بندیل کھنڈ[4] مین سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ ایہ) بڑھا کر تین سو سواران
راجپوت کے افسری کی عزت محمد شاہ بادشاہ غازی کے دربار مین حاصل ہوئی اور شہنشاہ
دہلی کے دربار سے خطاب راجگی وکلغی سرفراز ہوئی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے
جب تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا راجہ گوپال سنگھ اور اس کے لڑکے راجہ آپت سنگھ نے اپنی
ہمراہی سوار و پیادہ فوج سے رفاقت کی اور دستہ فوج کے افسر ہوئے جب سید دلاور علیخان
بخشی فوج امیر الامرا سے مقابل ہوا تو ان دونون باپ بیٹون نے اپنے بہادرانہ حملون سے
فوج غنیم کو پسپا کرکے وفاداری اور دلاوری کا حق ادا کیا- جب دوسرا مقابلہ سید عالم علیخان
ہمشیرزادہ امیر الامرا کی فوج سے ہوا اسوقت بھی ان دونون باپ بیٹون نے پوری ثابت قدمی
دکہائی اور خوب نام پیدا کیا اور بہادرانہ حملون سے دشمن کی فوج کو پسپا اور حریف کو زخمی
کردیا سید عالم علیخان مارا گیا- راجہ گوپال سنگہ نے اس کامیابی سے صرف دشمن کی

---

[1] اصل نام گوپال داس ہے گوپال سنگہ خطابی نام ہے کتاب ماثر الامرا مین گوپال سنگہ اور بہار سنگہ کا ذکر موجود ہے ۱۲

[2] ماثر الامرا مین بہار سنگہ اور بعض کتب مین بہادر سنگہ لکھا ہے مگر راجہ کے علاقہ دار بہاڑ سنگہ کہتے ہین ۱۲

[3] اصل نام ارجن داس تھا بھگونت سنگہ خطابی نام ہے

[4] بندیل کھنڈ علاقہ گوالیار کے قریب ہے یہان کے راجہ نرسنگدیو نے شہزادہ سلیم کے اشارہ سے ابو الفضل بن شیخ مبارک کو جو دکن سے اکبر کے پاس جا رہا تھا ۱۰۱۱ھ مین قتل کروا دیا ۱۲

فوج ہی پر فتح نہیں پائی بلکہ اپنے خدمات شائستہ کے سبب نواب کے دل پر بھی قبضہ کر لیا
جب نواب آصف جاہ بہادر ملک دکن پر قابض ہوئے تو راجہ کو سرپیچ مرصع و کلغی اور پرگنہ
قندہار جاگیر میں مرحمت ہوا جاگیرات کا محاصل ایک لاکھ بائیس ہزار روپیے تھا راجا اپنی
چوڑی اور کمر کی وار نگڑی پر دو کلغیان باندھتا تھا اور قندہار میں اپنے متعلقین اور جملہ
فوج کے ساتھ سکونت اختیار کی و بستی کو آباد اور رعایا کو خوش رکھا۔

کنور دلپت سنگھ کی وطن کو واپسی

سنہ ۱۱۵۰ھ میں محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب آصف جاہ بہادر کو
مشورہ بمہم نادر شاہ کے لیے دہلی کو طلب کیا۔ کیونکہ نادر شاہ کی آمد آمد سے دہلی میں تشویش
پھیلی ہوئی تھی نواب موصوف اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کو نیابت دکن پر مقرر کر کے جانب
دہلی روانہ ہوئے راجہ کا بیٹا دلپت سنگھ نواب ممدوح کے ساتھ چلا گیا اور وہ وہیں فوت ہوا
دلپت سنگھ کا بیٹا کنور کشن سنگھ اپنے وطن قصبہ اندر کھیڑ میں مقیم رہا۔ راجہ گوپال سنگھ بہادر
کو دوسرے بی بی کے دو فرزند اجیت چند گور اور نرپت سنگھ تھے جو باپ کے ساتھ دکن میں رہتے۔

نواب آصف جاہ و ناصر جنگ کا نزاعی مقابلہ

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر سنہ ۱۱۵۴ھ میں دہلی سے واپس
ہو کر سلخ شعبان کو بمقام برہانپور پہونچے ناصر جنگ کو خود مختاری
اور آزادانہ حکومت کا مزا مل چکا تھا۔ اس لئے تیس ہزار سوار جرار اور توپ خانہ
بیشمار لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے برہانپور کی جانب روانہ ہوئے اور مع فوج
برہانپور سے بتیس کوس پر فردا پور میں ٹھہرے رہے۔ ناصر جنگ نے منور خان کے
ذریعہ سے باپ کو لکھا بھیجا کہ خدمت صدارت و وزارت سلطنت دہلی آپ پر مقرر ہے
آپ دہلی واپس تشریف لیجائیں۔ اور حکومت ملک دکن کی مجھکو دیدیں۔ نواب نظام الملک
آصفجاہ نے بیٹے کو بہت سمجھایا مگر ناصر جنگ نے نہ مانا۔ عبد الحسین خان میر سامان
و میرزا اکبر پیرزادہ کو بطور ایلچی باپ کے پاس بھیجکر جنگ کا پیغام دیا جب نواب
آصف جاہ بہادر بیسویں شوال کو روہن پور نانک پہونچ گئے تو بہت سے امرائے
عظام ناصر جنگ کی رفاقت چھوڑ کر نواب آصف جاہ بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گئے
گوپال سنگھ راجہ قندہار نے بھی اپنی فوج دل سنگھ جمعدار کی ماتحتی میں نواب آصفجاہ بہادر

کے پاس روانہ کردی ہمت یار خان منصور خان ۔ نصیر الدولہ محتشم خان خان عالم
سبہاجی ۔ معہ اپنے افواج کے نواب آصف جاہ بہادر کے لشکر مین مل گئے ۔ ناصر جنگ
نے جب یہہ حال دیکھا تو اپنی جان نثار فوج کو متفرق طور پر پوشیدہ رکھکر خود لباس
درویشی پہنکر شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے روضہ مین گوشہ نشین ہوگئے
جب آصف جاہ بہادر اورنگ آباد پہونچے بارش کا موسم تہا سپاہیون اور عہدہ داروں نے
کو وطن جانیکی اجازت دی اور جانور چراگاہ مین چھوڑ دیئے ناصر جنگ نے اس
موقع کو غنیمت جانکر سات ہزار سوار ساتھ لیکر بیسوین ماہ جمادی الاول پنجشنبہ کو دن
اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نے موجودہ فوج اور توپخانہ سے
شہر کے باہر عیدگاہ کے قریب مخالف فوج کو روکا طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہوئی
خوب لڑائی ہونیکے بعد ناصر جنگ کی فوج پسپا ہوئی جب ناصر جنگ نے اپنے لشکر
کو بہاگتے دیکھا ۔ غیرت سے مردانہ وار اپنا ہاتی چند خواص اور ملازمین رکاب کی
ساتھ نواب آصف جاہ بہادر کے ہاتی کے مقابل بڑھایا ۔ فیلبان تو گولی سے مارا
گیا اور ناصر جنگ کو دو زخم تیر لگے ۔ اور ہاتی پکڑا گیا ۔ اور ناصر جنگ اس ہاتی سے اوتار
کر دوسرے ہاتی پر سوار کر دئے گئے ۔ اور فتح کا نقارہ بجا ۔ ناصر جنگ کو رات کی رات
ایک ڈیرے مین رکھکر دوسرے دن عبد العزیز خان کی حویلی مین نظر بند کردیا ۔ ناصر جنگ کے
ہمراہی عہدہ دار اور فوج سپاہی لشکر مین شامل ہوگئے ۔ جب فتح کی نذرین گذرین تو شفیق
باپ نے فتح کی نذر کے ساتھ اپنے بیٹے کی سلامتی کی نذرین بہی لین اور مخالف افسرون
اور سپاہیون سے آدہی بات بہی نہ کہی بلکہ نہایت سیر چشمی سے سبکو اپنے اپنے کام پر مامور کردیا

ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند کیا جانا

تاریخ رشید الدین خانی مولفہ شیخ امام خان کے صفحہ (۲۷۶) مین لکہا ہے
کہ بعد گرفتاری ناصر جنگ کو نواب آصف جاہ بہادر نے قلعہ قندہار مین
نظر بند کیا اور آپ نلدرگ کیجانب روانہ ہوئے ۔ ہمارے تحقیقات مین کسی دوسرے کتب تاریخ
ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند رہنا ثابت نہین ہوتا آغا مرزا نصر الدین خان فدائی نے جو تذکرہ
ناصر جنگ شہید لکہا ہے اوسکا بیان ہے کہ بمقام اورنگ آباد عبد العزیز خان کی حویلی مین

ناصر جنگ نظر بند تھے اور بیگمات کی سفارش پر ۱۱۵۵ھ مین شفیق اور بہادر باپ نے اپنے بیٹے کو قید نظر بندی سے رہا فرمایا اور صوبیداری صوبہ اورنگ آباد عطا کی۔

میر ابراہیم خان قلعدار قندھار

پرگنہ قندھار گوپال سنگھ کو جاگیر مین دیا گیا تھا مگر قلعہ مین شاہی قلعدار بدستور مقرر رہتا تھا کچھ دنون بعد محمد ناصر خان ولد برق انداز خان قلعدار اور راجہ گوپال سنگھ جاگیردار مین رنجش پیدا ہو گئی اور یہہ شکایت نواب تک پہونچی۔ اس لئے نواب آصفجاہ بہادر نے محمد ناصر خان کو قلعداری سے علیحدہ کر کے میر ابراہیم خان کو قلعداری پر مامور فرمایا میر ابراہیم خان کی تنخواہ سات سو روپیہ ذاتی بلا شرط مقرر تھی۔

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی وفات

۱۱۶۱ھ ۴ جمادی الثانی کو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے (۹۷) سال کی عمر مین بمقام برہان پور وفات پائی آپکی نعش خلد آباد بھیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ کے مقبرہ کے پاس مدفون ہوئے۔ مغفرت مآب آپکا لقب مشہور ہوا آپکے چھہ فرزند تھے (۱) میر محمد پناہ جنکا خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ تھا جو بادشاہ دہلی کے پاس تھے (۲) نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ (۳) امیر الممالک نواب آصف الدولہ میر سید محمد خان بہادر صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی (۵) امیر الامرا نواب سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ (۶) نواب ناصر الملک بہادر میر مغل علیخان بہادر۔

مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر

بعد وفات نواب مغفرت مآب کے نواب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ نواب موصوف کے دوسرے فرزند مسند آرائے ریاست دکن ہوئے راجہ گوپال سنگھ خدمت جاگیرداری پر بدستور بحال رہا

[1] بعض کتب مین (۱۰۰) سال لکھا ہے [2] نواب شہنواز خان صمصام الدولہ بہادر دیوان دکن جب ۱۱۷۱ھ مین موسیو بوسی فرانسیس کے سازش سے ہنگامہ حیدر جنگ مین مقتول ہوئے اسوقت نواب بسالت جنگ بہادر اپنے بھائی کی سلطنت مین دیوانی کا کام انجام دیتے رہتے ۱۱۷۵ھ ۱۲ صفر ۱۱۷۶ھ تک آپنے دیوانی کی ۱۱۷۶ھ مین راجہ پرتاب ونت بہادر کو خدمت دیوانی سرفراز ہوئی ۱۲

راجہ کے دو بیٹے اجی چندگور اور نرپت سنگہ نواب موصوف کے ہمراہ رکاب رہکر مورد الطاف شاہی ہوئے۔

تقرر اجی چندگور قلعداری قندہار پر

۱۱۶۲ھ میں ۲۶ ربیع الثانی کو نواب ناصر جنگ بہادر نے محمد ابراہیم خان قلعدار و فوجدار قندہار کو تبدیل کرکے اجی چند گور کو خطاب راجگی کے ساتھ قلعداری قلعہ قندہار عطا فرمائی۔

راجہ گوپال سنگہ کی موت

اجی چند گور کو قلعدار ہوکر کچھ عرصہ گذرا تھا کہ اسی ۱۱۶۲ھ میں اس کے باپ راجہ گوپال سنگہ نے دنیا سے سفر کیا راجہ کی نعش فوجی احتشام کے ساتھ قلعہ سے تالاب کے غربی و شمالی حصہ پر اور دیول بالاجی کے قریب صندل کی لکڑیوں میں جلائی گئی جسمیں کافور اور گھی بہت سا ڈالا گیا تھا جلی ہوئی ہڈیوں کا سمادہ پختہ اسی مندر کے قریب بنایا گیا اور سنگ بست کا کھونڈ تیار کیا گیا۔ راجہ گوپال سنگہ کے تین بیٹے (۱) دلپت سنگہ جو وطن کو جاکر فوت ہوا (۲) راجہ اجی چند گور باپ کا جانشین ہوا (۳) راجہ نرپت سنگہ قلعدار ماہور ہوا۔

بالاجی کا مندر

سمادہ کے کھونڈ کے تھوڑے فاصلہ پر تالاب کے کنارے یہہ مندر ہے اور اسکے روبرو پختہ باولی بھی ہے۔ راجاؤں کے سمادہ اس مندر کے قریب ہونے سے راجپوتوں کی عملداری میں اسکا زیادہ عروج تھا اسمیں ایک مہنت بیراگی بھی رہتا تھا اب تک اسکی اولاد اس مندر کے احاطہ میں رہتی ہے اور اسکے متعلقہ زمین پر قابض ہے حضرت مخدوم کی تشریف فرمائی کے بعد قندہار کے تمام قدیم مندر توڑ دئے گئے اس سے ظاہر ہے کہ راجاؤں کی عملداری کے وقت یہہ مندر قایم ہوا ہے اس مندر کے مہنت کو موضع پوری جاگیر دیگئی تھی جو شریک خالصہ سرکاری ہوچکی بمعاوضہ اسکے دو روپیہ یومیہ خزانہ ضلع ناندیڑ سے ملتا ہے اس مندر کا مہنت بینکٹ داس تھا اسکے دو بیٹے موجود ہیں۔

امرت کنڈ

اس مندر کے پیچھے تالاب کے کنارے پر ایک پختہ سنگ بست چشمہ ہے اور یہہ چشمہ غالباً مندر کے ساتھ ہی تیار ہوا ہے ہنود اس میں اس اعتقاد سے نہاتے ہیں کہ یہہ جنتی چشمہ ہے اسکے پانی کے اثر سے بدن کی خراش دور ہوتی ہے اور جسم کے

پھوڑے دفع ہوتے ہین بعض مسلمان بھی اس چشمہ مین اس اعتقاد سے نہاتے ہین کہ اس چشمہ کو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم نے اپنے عصائے مبارک سے بطور کرامت جاری فرمایا تہا

راجہ اجی چند گور بہادر گوپال سنگہ ثانی قلعدار و جاگیردار قندہار

یہہ راجہ گوپال سنگہ کا بڑا فرزند نہایت شجاع و دلیر تھا نواب ناصر جنگ بہادر کے ساتہہ اکثر معرکہ میں تہا اور جسقدر فوج قندہار کے راجہ گوپال سنگہ کے تحت تہی باپ کے جانب سے اس فوجکا یہہ سالار مقرر کیا گیا اس کے بہائی نرپت سنگہ کو لشکر شاہی مین فوجی عہدہ مل چکا تھا - اور باپ جاگیردار قندہار اور شاہی فوجکا افسر مانا جاتا تھا لیکن اجی چند کو دربار شاہ دکن سے کوئی خدمت ملی تھی یہہ اپنے باپکے جانب سے نیابتا حاضر فوج ظفر موج رہا کرتا - نواب ناصر جنگ بہادر جب سفر برہان پور سے اورنگ آباد تشریف فرما ہوئے تو افسران فوج کو انکے مستقر مقامات پر جانیکی اجازت دیدی جسکے بعد دیگر سب امرا و راجہ روانہ ہوئے مگر اجی چند گور اوسیطرح در دولت پر حاضر رہا نوابصاحب موصوف کو خبر ہوئی - یاد فرمایا - اور ارشاد ہوا کہ تم کیون نہین گئے راجہ نے عرض کی کہان جاؤن مجھے کوئی مکان اور کام نہین ہے باپ کے پاس رہتا ہون اور بیکاری مین گذارتا ہون اسلئے در دولت سرکار کو اپنے قیام کیلئے مناسب حال خیال کرتا ہون نوابصاحب موصوف نے راجہ کا منشا پالیا اور فرمایا کہ بالفعل تم باپ کے پاس چلے جاؤ تم کو کام دیا جائیگا اور سکونت کیلئے مکان بہی تجویز ہوگا چندہی روز کے بعد بتاریخ ۲۲ صفر ۱۱۶۲ھ حسب فرمان شاہی میر محمد ابراہیم خان قلعدار معزول کیا گیا اور اجی چند گور خدمت قلعداری قندہار سے ممتاز فرمایا گیا[1] نوسو روپیہ تنخواہ ذات قرار پائی اور ایکسو پچاس سوار کی رسالداری ملی خطاب راجہ و ڈنکہ و نشان و سرپیچ سرفراز ہوا اجی چند گور شاہی لشکر کے ساتہہ رہا کرتا تہا اسکی جانب سے آدتم چند وکیل اسکے کامون کی انجام دہی کیا کرتا

---

[1] اس راجہ کو ماہی مراتب بہی عطا ہوا تہا کہتے ہین وہ قلعہ کے پرانے سامان کے ذخیرہ مین موجود ہے ۱۲

اسی سال ۱۱۶۲ھ مین راجہ گوپال سنگھ کے مرنیکے بعد اپنے باپ کے خطاب و منصب جاگیرداری پرگنہ قندھار سے سرفراز ہوا قلعداری اور جاگیرداری دو نو خدمتون پر ممتاز رہا۔

ناصر جنگ بہادر کی شہادت

۱۱۶۴ھ ۱۷ محرم کو مقام پھولچری مین نواب ناصر جنگ بہادر باغی افسرون کے حملہ شبخون سے شہید ہوگئے۔ نعش خلدآباد بھیجی گئی۔ اور اپنے والد کے مقبرہ کے پاس دفن کیگئے آپنے معہ سال سات مہینے دکن کی فرمانروائی کی۔

محی الدینخان مظفر جنگ کی مسند نشینی اور موت

ناصر جنگ بہادر کی شہادت کے بعد نواب محی الدینخان بہادر مظفر جنگ جو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے نواسے تھے افسران فوج کی معاونت سے مسند نشین ہوئے لیکن حیدرآباد کو آتے آتے راہ کی چھلی کی منزل مین کڑپہ کے پاس فوج کے بعض افسرون نے بغاوت کی اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو مارے گئے اس عرصہ مین نواب نظام علیخان بہادر نے پہونچکر باغیونکی خوب خبر لی۔ اور اکثر کو سزاے اعمال بھگتنے کیلئے دارالعدم کو بھیجدیا۔

امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی

نواب صلابت جنگ نواب آصفجاہ بہادر کے تیسرے فرزند بعد قتل مظفر جنگ بمقام اورنگ آباد ماہ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ مین سریر آراے دولت ہوئے آپکا اصلی نام میر سید محمد خان ہے دربار شہنشاہ دہلی سے امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب ملا تھا۔

میر محمد پناہ کی وفات

۱۱۶۵ھ مین میر محمد پناہ امیر الامرا نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر نواب آصفجاہ بہادر کے سب سے بڑے فرزند تھے صوبیداری دکن کی سند لیکر دہلی سے تیسری رجب کو دکن کی جانب کوچ فرمایا آپ کے ساتھ ہولکر اور مرہٹوں کی فوج تھی ۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر آپکا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اس لئے نواب صلابت جنگ بہادر بدستور حکمران رہے۔

قاضی زادہ قندھار کی شادی اور سرپاراد نرمل کے راجہ کی بربادی

منشی عبدالرزاق صاحب بلغرامی نے اپنی کتاب تذکرہ نرمل

جو سنہ ۱۲۳۳ھ مین تالیف کی ہے سوریا راؤ راجہ نرمل کی مقیدی کا باعث قاضی صاحب قندہار کی شادی بیان کیا ہے۔ جب قندہار کا نام آگیا تو ہمکو اس واقعہ کا اظہار کرنا لازمی ٹھہرا۔ اسلیئے ہم بیان کردیتے ہین۔

سوریا راؤ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تہا سرکار ایلگندل کے زمیندار کے پاس ملازم تہا رفتہ رفتہ کچھہ حالت درست کرکے قصبہ چیکلی و چند دیہات بطور تعہد کے زمینداری سے حاصل کرکے بسر اوقات کیا کرتا مگر اس کے خیالات بہت بلند تہے۔ وہ بہت شجاع اور ذکی تہا اپنی ترقی و عروج کے خواہش مین طرح طرح کی تجاویز سوچتا تہا۔ اسعرصہ مین آپا مکند راو حاکم نرمل کو اسکے زنا ردار ملازمین نے زہر کہلا دیا جسکے صدمہ سے وہ جان بر نہو سکا سوریا راو نے فوراً نرمل پہونچکر مکند راو کے مخالفین سے موافقت کرلی۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین نرمل کا حاکم بن بیٹہا اور راجائی کا لقب اختیار کیا آپ خود مختارانہ طریق سے آزادانہ زندگی بسر کرنے لگا بہت سے پرگنہ جات خالصہ کو تاخت و تاراج کرکے حکومت نرمل مین شامل کرلیا۔ فوج بڑہائی اور سامان حرب بہی مہیا کرلیا جب اسکے خودسری کی کیفیت شیخ لطف احمد فتح نصیب خان ضلعدار سرکار ناندیڑ کو پہونچی تمام ضلع کی جمعیت اور زمینداروں کی فوج اور جوانان پیدل اقسام ساتھہ لیکر نرمل کے قریب تک پہونچ گیا۔ سوریا راؤ نے پانچہزار سوار و پیادہ سے ضلعدار کا مقابلہ کیا ضلعدار صاحب عین معرکہ مین ضرب تیر سے دنیا کی دار وگیر سے سبکدوش ہوگئے اور اس فتح نے سوریا راو کے خیالات اور بہی بلند کر دیئے اور وہ سمجھنے لگا کہ اب میرے مقابل کا دکن مین کوئی نہین اسکے غرور و تکبر کی کوئی حد نہین تہی۔ چونکہ مسلمانون سے دلی عناد رکہتا تہا اسنے اپنی بنا ڈالی ہوئی چہوٹی سی سلطنت مین مخالفت قوانین اسلام کا بیج بو یا اور بیل و گائی ذبح کرنیکی مطلق ممانعت کردی۔ اور خلاف رزی احکام کی علت مین مسلمانون کو سخت سخت سزائین بہ چند ہی روز مین اس کی مرضی کے موافق تعمیل بہی ہونے لگی۔ اسی زمانہ مین پرگنہ نرمل کے شریعت پناہ قاضی عبد ... صاحب نامی لایق و فاضل و عالم تہے جو دولت علم کے ساتہہ

دولت دنیا سے بھی خوش حال تھے آپکی لڑکی کی نسبت قاضی[1] صاحب قندہار کے
فرزند سے قرار پائی - قاضی صاحب قندہار معہ عزیز و اقارب اور بہت سے قندہاریونکی
جمگھٹ اور راجہ قندہار کے فوجی سپاہیوں کا بدرقہ لئے ہوئے نرمل پہونچے
اور دھوم دہام سے شادی کی تقریب شروع ہوئی - قندہاریون نے گائی ذبح کرنیکا
قصد کیا جسپر راجہ کے حکم سے مطلع کیا گیا قاضی صاحب قندہار نے فرمایا کہ دکن کا پادشاہ
اہل اسلام ہے اور مسلمانونکی ریاست مین گائی ذبح کرنیکی ممانعت کیسی ہو سکتی ہے
قاضی صاحب کے حکم سے گائی ذبح کیگئی سخت دنگہ شروع ہوگیا راجہ نے یہ کیفیت
سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور قاضی صاحب کی گرفتاری کا حکم دیا مسلمانون مین بڑی بیچینی
اور جوش پھیل گیا - دین دین کہتے ہوئے بستی کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوگئے -
مگر راجہ کے کارپردازون نے راجہ کو سمجھا بجھا کر ہنگامہ کو فرو کر دیا بعد الفراغ شادی
جب قاضی صاحب قندہار واپس ہوئے تو راجہ نے قاضی بڑے صاحب کو مقید کر دیا
جب یہ خبر محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار کو پہونچی - وہ فوراً اندور پہونچے
اور مولوی محمد محسن صاحب قاضی اندور کو مطلع کیا - بوجہ قرابت و حیثیت منصب قاضی
محمد محسن صاحب کو سخت صدمہ ہوا - اور دونون قاضی حیدرآباد آئے یہ ظاہر ہے کہ جب العلماء
کسی کام کے درپے ہو جاتے ہین تو خواہ کچھ ہی ہو اسکو انجام دئے بغیر نہین چھوڑتے
نہایت جد و جہد کر کے نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ مین عرضی پیش کی
نواب صاحب ممدوح نے شاہنواز خان صمصام الممالک بہادر کو سمریا راو کی تنبیہ کیلئے بھیجا
راو مذکور کو فوج شاہی کے مقابلہ کی تاب کہان تھی قاضی بڑے صاحب سے بہت
کچھ معذرت کی اور سپہ سالار شاہی کی خدمت مین پیشکش بھی بھیجی - مگر مفید نہوا دونو قاضی
صاحبون کے حسن سلوک کے باعث سنہ ۱۱۶۷ھ[2] مین راجہ سمریا راو پابزنجیر قلعہ گولکنڈہ

---

[1] تاریخ نرمل مین قاضی صاحب قندہار کا نام نہین بتلایا ہے ہماری تحقیقات مین بڑے صاحب قاضی نرمل کی دختر سکینہ بی بی صاحبہ کا عقد محمد امان اللہ صاحب فرزند محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار سے ہونا ثابت ہے

[2] مآثر الامراء کے جلد اول کے دیباچہ مین اس لڑائی کا ذکر ہے ۱۲

قید کیا گیا اور نرمل شریک خالصہ سرکاری ہو گیا۔

نواب صلابت جنگ کی انزواشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی

۱۱۷۵ھ مین راگھوراو مرہٹہ نے فوج کثیر کے ساتھ قلعہ دہارور و اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اپنی جرار فوج سے اسکے حملہ کو روکا۔ اور مرہٹون کو ہزیمت نصیب ہوئی اور شاہی فوج نے اسکا تعاقب کیا اور پونہ تک پہونچ گئے یکایک لشکر شاہی سے علیحدہ ہو کر راجہ رامچندر اور مغل علیخان بہادر فوج غنیم سے مل گئے صلابت جنگ نے شاہی فوجکی منتشر حالت ہونے پر بھی خوب معرکہ آرائی کی بعد محاربہ عظیم مرہٹون سے صلح ہو گئی اور نواب صلابت جنگ واپس ہو گئے۔ مولف مختار الاخبار لکھتا ہے کہ نواب نظام علیخان بہادر نے بوجہ حرکات منافقانہ نواب صلابت جنگ کو قلعہ بیدر مین انزوانشین کر دیا۔ اور آپ سلطنت دکن کے فرمانروا ہوے اور ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو بمقام اورنگ آباد تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ آپ نواب آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کا خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر تھا۔ اجی چند گور راجہ قندہار اپنی فوج کے ساتھ نواب نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب تھا اور حاضر باشی اور نمایان کارگذاری سے ہمیشہ مورد الطاف شاہی

خاص باغ و خاص باولی بہادر پورہ کے پاس قدیم حکام سلف کے وقت سے ایک سرکاری باغ ہے اسکو خاص باغ اور اس باغ کی باولی کو خاص باولی کہتے ہین یہ خصوصیت اسلیے تھی کہ خاص طور پر ہر ایک حاکم وقت اس باغ کی درستی و آراستگی مین اپنے مذاق کے موافق کوشش کرتا بہرحال یہ باغ حکامو نکی تفریح و سیر کیلئے مخصوص تھا۔ جب اجی چند گور کی

---

[۱] نواب صلابت جنگ بہادر نے ۱۱ سال حکومت کی ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو قید کئے گئے اور ۲۴ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو انتقال فرمایا آپ کا مدفن بیدر مین حضرت ملتانی بادشاہ صاحب قدس سرہ کے روضہ کے پاس ہے ۱۲

عملداری ہوئی راجہ آچی چند گور نے اپنی دلچسپی اور تفریح کے لئے ایک بارہ دری اور
مکان یہان بنوایا تہا جسکے آثار ابتک موجود ہین۔

گارڈی خان کی حویلی

اصل نام قادر صاحب ہے اور گارڈی لقب ہے قادر صاحب پہلے فرانسیسی
فوج مین ملازم تہا اسکے بعد اچی چند گور کی ماتحتی مین تین سو جمعیت باڈی گارڈ
کا افسر ہوا۔ اور خطاب خانی ملا تو بجائے قادر خان کے گارڈی خان، لوگ کہنے لگے
اسنے غازی پورہ مین عالیشان مکان بنوایا تہا۔ اور چہوٹے چہوٹے زمیندارون پر
حملہ کرکے اپنی دولت مین ترقی حاصل کی تھی پھر زمرۂ فوج رکاب شاہی مین شریک
ہوگیا۔ اور عروج وعزت حاصل کی اور مرہٹون کے مقابلہ مین بمقام تاندولچہ[1] مارا گیا۔ خاندان
تاراج اور حویلی منہدم ہوگئی مکان کے پایہ دیوار وحوض وغیرہ کی علامت باقی ہے۔ اس
اُجڑے کہنڈر کو عوام گارڈی خان کی حویلی۔ اور لکھے پڑھے لوگ بلحاظ اس کے کہ وہ
کہنڈر غازی پورہ مین واقع ہے غازی خانکی حویلی کہتے ہین

راکس بہون کی لڑائی اور راجہ اچی چند گور گوپال سنگہ ثانی کی موت

راؤ بالاجی رئیس پونہ قضاء الہی سے فوت ہوگیا تو راگہو اسکا
بہائی جانشین ہوا اسوجہ سے مرہٹون مین ایک قسم کا سازش پایا گیا
تہا اور دو فریق ہوگئے۔ بعض راگہو کے طرفدار تہے اور بعض اسکے مخالف تہے اور بالاجی
متوفی کے بیٹے مادہو راؤ کو جانشین کیا چاہتے تھے۔ راجہ وٹہل داس پرتاب ونت بہادر دیوان
دکن نے جو مرہٹون کے حالات سے بخوبی واقف تہا۔ بندگان حضرت نواب نظام علیخان
بہادر کو ملک مرہٹون پر حملہ کرنیکی صلاح دی اور جانوجی بہونسلہ کو ہموار کرلیا اور وہ پچاس ہزار سوار سے
بندگانعالی کا ملازم ہوگیا۔ بندگانعالی بیدر سے ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ اورنگ آباد کی
جانب روانہ ہوئے راگہو راؤ نے لشکر اسلام کے آمد آمد کی خبر سنکر صلح کا پیغام
بہیجا کیونکہ اسکو اپنے بہتیجے مادہو راؤ سے اطمینان نہ تہا اور مونگی پٹن آکر ٹہرا یہان
اسکے بہتیجے مادہو راؤ پسر بالاجی سے ملاپ ہوگیا۔ اسلئے راگہو کا خیال بدل گیا۔ اور
وہ اپنے صلح کے عہد سے پھر گیا۔ اور فوج شاہی سے مقابلہ کیا۔ فوج شاہی مین۔

[1] تاندولچہ تعلقہ مومن آباد آمبہ مین ایک موضع ہے ۱۲

راجہ اجی چند گور بہادر المخاطب گوپال سنگہ ثانی قندہاری راجپوتوں کی فوج کا افسر بہی شریک
تہا - اس مقابلہ مین اس نے داد شجاعت دی الحاصل لشکر اسلام کے مقابلہ مین مرہٹونکی
فوج نے شکست کہائی - اور راگہو خاندیس کیطرف بہاگ گیا شاہی لشکر کے افسرون نے
تین منزل تک اسکا تعاقب کیا - اور بعد فتح یابی لشکر اسلام پونہ کی جانب متوجہ ہوا اور بہادر
قومی پنجہ نے شہر کو تاراج و سمار کر دیا - اور اسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا
بہت سا اسباب غنیمت لشکریون کے ہاتہ آیا - راگہوراو نے جب پونہ کی بربادی کی
کیفیت سنی تو غصہ مین پیچ و تاب کہاتا ہوا خاندیس سے لوٹا - اور اسّی ہزار سوار جمع
کرکے حیدرآباد کیطرف بڑہا - دیہات اور قصبون کو تاراج کرتا ہوا حیدرآباد کے قریب
پہونچ گیا - بہادر دل خان صوبیدار حیدرآباد نے شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کرلیا
تہا - مرہٹونکا حملہ بیکار ہوا - دوبارہ راگہوراو نے مرہٹونکا دل بڑہاکے بہت ہی دلیرانہ
حملہ کیا - مگر بہادر دل خان نے آگے بڑہنے ندیا - اور راگہوراو شہر اور قلعہ مین داخل نہو سکا
اسعرصہ مین فتح نصیب لشکر پونہ سے واپس ہوچکا تہا اور لشکر کے واپسی کی خبر سنکے
راگہوراو نے محاصرہ سے اپنی فوج اوٹہالی - اور حیدرآباد سے فرخنگر گیا اور وہان
ملدرگ کیطرف اوٹہا - اور پہر دہارور کی جانب روانہ ہوا لشکر ظفر پیکر پونہ سے واپس ہوکر
گوداوری گنگا کے کنارے متصل موضع راکس بہون مضافات ضلع بیڑ مین مقیم تہا -
بندگان عالی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ راگہوراو اسّی ہزار فوج سے اورنگ آباد
اور احمدنگر کی جانب جارہا ہے - بندگان حضرت نے اسکے روکنیکے لئے اورنگ آباد کا
قصد فرمایا - دریاے گوداوری کی طغیانی پر تہا کشتیون کے ذریعہ سے لشکر پار ہوتا گیا - اور
بندگان حضرت بہی دریا عبور کرکے دوسرے جانب تشریف لیگئے - راجہ پرتاب ونت بہادر
اور راجہ اجی چند گوپال سنگہ بہادر اور نانکرام بہادر اور جانوجی بہونسلہ اور چند سردار
تہوڑی سی فوج کیساتہ اسطرف رہ گئے تہے راگہوراو کو مخبرون کی خبر دینے سے تہوڑی
فوج کی خبر پہلے ہی سے مل چکی تہی - اور وہ قابو ڈہونڈہتا تہا - اس چہوٹی سی شاہی فوج
جسمین دیوان پرتاب ونت بہادر بہی موجود تہے - حملہ کردیا - جانوجی بہونسلہ جس پر

راجہ پرتاب ونت کو پورا بہروسہ تہا فوج مخالف سے مل گیا - باوجودیکہ فوج شاہی تہوڑی
ہتی - مگر جوانمرد افسرون نے راگہوراؤ کے ہاتی کو گہیر لیا اور اسکی عماریکی رسیان کاٹنا
چاہتے تہے کہ مراد خان کے اشارہ سے راجہ پرتاب ونت پر گولی چلی جسکے صدمہ سے
راجہ جانبر نہو سکا - مراد خان ایک فوجی افسر تہا اور اسکو پرتاب ونت بہادر سے
مخالفت ہتی پرتاب ونت کے گرتے ہی مرہٹون کی ہمت بڑہی - اور انہون نے شاہی
فوج کے تمام افسرونکو مار ڈالا پرتاب ونت کا بہتیجا - راجہ نانکداس بہی کام آیا -
راجہ اجی چند گوپال سنگہ بہادر نے نہایت استقلال سے مرہٹون کے ساتہہ دل کہولکر
خوب مقابلہ کیا - مگر دشمن کی فوج کی تعداد زیادہ ہتی - راجہ بہت مجروح ہوکر مارا گیا -
ایسا سخت معرکہ تہا کہ راجہ کا ہاتی اور فیلبان دو نوجوان برنہوئے اور اپنے مالک کے
ساتہہ رہے یہہ واقعہ اوایل ماہ رمضان ۱۱۷۵ھ مین ہوا ہے - بندگانعالی نے گوداوری
کے اس جانب سے دیکہکر ہر چند اپنی فوجکو مدد دینے کی کوشش کی مگر ندی کی طغیانی ترقی
پر ہتی کوشش کارگر نہوئی اس واقعہ کے بعد لشکر شاہی اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوا
گردہاری لعل نے ۱۱۸۵ھ مین تاریخ ظفرہ تالیف کی اور اس مین اس واقعہ کو نظم مین بہت
کچہہ بیان کیا ہے ہم چند اشعار نمونتاً لکہتے ہین -

سر راجپوتان شہامت نشان	قلعہ ار قندہار گوپال سنگ
بدست فرنگی گفار برباد داد	پس آنگہ فتادہ بمیدان جنگ
بہ پہلوے راجہ بہادر بفور	چنان ضرب آمد بہ تیر و تفنگ
کہ جان را بکار خداوند خویش	سپرد و بجان آفرین بیدرنگ
ہمہ فوج دنبگاہ تاراج شد	ز راکس بنہون تا بمیدان جنگ
ز طوفان با دحوادث برفت	بہ کشتی عمر در بحر گنگ
کسانیکہ از جان امان یافتند	بجستند بیرون ز کام نہنگ

لـه راکس بہون گوداوری کے کنارے موضع ہے اور تعلقہ گیوراٸی ضلع بیڑ مین واقع ہے اسوقت اس
موضع مین (۵۲) مکان ہین اور ۲۱۲ - آدمی بستے ہین ۱۲

امیر دکن جہد بسیار کرد	وسے بود لاچار از آب گنگ
تاریخ فوت	
چو تاریخ او جستم از ہاتفے	مُکت یافت گفتہ ز طغیانی گنگ ۱۱۷۷ھ

راجہ اجی چند گور کا سمادہ گوداوری گنگا کے کنارے ہے اور وہان ایک مندر بہی تیار کیا گیا ہے - بندگانعالی نے سند زمین انعام بغرض اخراجات روشنی و تنخواہ پوجاریان مندر اس راجہ کے بڑی بیٹے کے نام عطا فرمائی

راجہ کی اولاد

اس راجہ کے تین بیٹے تھے جو شجاعت اور بہادری مین اوس زمانے کے بہادرون کے ہمعصر مانے جاتے تھے - بڑا بیٹا راجہ لعل کنبیری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ ثالث ہندو پت مہندر بہادر اپنے باپ کا جانشین ہوا - دوسرا بیٹا کنور تیج سنگہ جسکو کنہر کہیڑ و ۱۱۷۴ھ مین جاگیر عطا ہوئی تھی تیسرا راجہ پدم سنگہہ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس تہا

مہاراج نرپت سنگہ بہادر

یہ راجہ گوپال سنگہ بہادر کا چھوٹا بیٹا اور راجی چند گور کا چھوٹا بہائی تہا جو شاہی فوج کی افسری سے ممتاز تہا - وقتاً فوقتاً اس راجہ نے اپنی نمایان کارگذاری دکہلا کر منصب اعلی اور خطاب مہاراجگی[2] حاصل کیا - ۱۱۷۵ھ مین بموجب پروانہ مورخہ ۵ ذیحجہ تین لاکہہ چالیس ہزار تین سو پچاس روپیہ محاصل کے تعلقات اس راجہ کو سرفراز ہوئے - اور قلعداری ماہور صوبہ برار اور خدمت ضلعداری ناندیڑ تفویض ہوئی -

وزارت رکن الدولہ بہادر

بعد مارے جانے راجہ پرتاپ ونت بہادر کے ۱۷ رمضان ۱۱۷۵ھ کو نواب رکن الدولہ بہادر نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی - نرپت سنگہ نے مالی اور فوجی خدمتہ عمدہ طریق پر ادا کی تھی اور راجہ کا بڑا بہائی اجی چند گور معرکہ راکس بہون مین

علہ مکت لفظ سنسکرت ہے اسکے اصل معنی گناہ سی نجات پانا یعنی پاک ہوجانا ہوتے ہین بعض جنت کے معنے مین بہی لفظ مکت کا استعمال کرتے ہین ۱۲ علہ خطاب مہاراجگی، خدمت ضلعداری از کتاب ماثر الامرا

کام آچکا تھا۔ اس نے ۱۱۲۷ھ میں پرگنہ قندہار دساڑہ باٹیت، چوبیس ہزار نوسو چھپن روپیہ[1]
حواصل کے دیہات اس راجہ کو عطا ہوئے اس نے دربار شاہی میں بہت عروج و عزت
حاصل کی اور اوسکی ماتحتی مین فوج شاہی کا بڑا حصہ تہا۔

نہا سراج نرپت سنگہ کا بیڑ پر قبضہ

بیڑ صوبہ اورنگ آباد کی تحت مین بڑا قصبہ ہے جو اسوقت ضلع بیڑ کے
نام سے موسوم اور راول تعلقدار صاحب کا مستقر ہے۔ یہہ قدیم آبادی ہے۔ اور راجگان
چالوکیا خاندان نے یہان راج کیا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کا جب دکن پر
تسلط ہوگیا تو قصبہ بیڑ معہ اسکے سوا ضعات متعلقہ راجہ سلطان جی نبالکر کو جاگیر مین دیدیا
گیا اس سے ۱۱۴۲ھ کے قبل یہہ قصبہ راجہ دہنپت راو کی موروثی جاگیر تھی۔

سلطان جی نبالکر کا حال

راجہ دہنپت راو راجہ سلطان جی نبالکر کا پوتا اور ہنونت راو المخاطب
راجہ دہراج کا بیٹا تھا۔ سلطان جی[2] قوم کا مرہٹہ اور اسکا لقب نبالکر تہا اور یہہ اننگ پال زمیندار
کی اولاد سے ہے اننگ پال نواح دولت آباد قصبہ سندکہیڑ کے قریب ایک مشہور و معتبر زمیندار تہا
لکہی جادو رائے دیسمکھ سرکار دولت آباد نے اپنی خوبصورت لڑکی کی نسبت شاہ جی پسر
مالوجی سے جو خاندان ساہوجی بہونسلہ[3] سے تہا۔ ٹہرائی تہی۔ لیکن بعد انکار کر دیا اسپر مالوجی اور
اسکے بہائی پہٹوجی نے سندکہیڑ سے نکلکر اننگ پال زمیندار سے استمداد چاہی۔ زمیندار
نے پوری امداد دی۔ اور اپنی فوج کو ساتہہ لیئے ہوئے دولت آباد پہونچا۔ آخر حاکم دولت آباد
نے دونون کو سمجہاکر مسماۃ جہنجا وا دختر لکہی جادو رائے کی شادی شاہ جی بہونسلہ سے
کرادی اسی سلسلہ اننگ پال زمیندار کو خاندان راجہ ساہوجی بہونسلہ کا ملازم اور اسکی
فوج کا سپہ سالار کہتے ہین سنتا جی نائک نبیرہ اننگ پال نے سنہ جلوس عالمگیری مین بامتعوض
بہادر خان کوکہ زمرہ ملازمان شاہی مین شریک ہونیکی عزت پائی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے

[1] مآثر الامرا جلد دوم مین دہنپت راو لکہا ہے۔ بعض نسخہ مین دہنونت راو اور بعض نسخہ مین دہیت راو لکہا ہے ۱۲

[2] از مآثر الامرا جلد دوم صفحہ (۳۴۳)

[3] متعلقہ سرپتاہ مین بہونسہ ایک موضع ابتدا مین ساہوجی نے چتور سے آکر وہان قیام کیا اسلئے بہونسلہ اس خاندان کا
لقب مشہور ہوا اور اس خاندان کی حکومت سرزمین ستارہ پر عرصہ تک رہی از مآثر الامرا ۱۲

عمل مین اور جنگ مبارز خان ملازمت خاندانی کے لحاظ سے سلطان جی کو شاہی لشکر مین عہدہ ملا اور عمدہ سلوک گذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب عطا ہوا - اور سرکار بیڑ اور مواضع محلات سرکار فتح آباد دہارور صوبہ اورنگ آباد و پرگنہ حویلی پاتہری تنخواہ عطا ہوئے یہ راجہ تین ہزار سوار سے نوکری سرکار مین حاضر اور سرگرم رہتا تہا - آخر سنہ ۱۱۶۱ھ مین[۵۲] فوت ہوا اور اسکا بیٹا ہنونت راو جانشین ہوا

راجہ ہنونت راو دہراج سلطانجی بہادر

نواب ناصر جنگ بہادر پہلچری کی روانگی کے وقت قصبہ بیڑ کے قریب سے گذرے - ہنونت راو نے اپنی فوجکو خوب آراستہ و پیراستہ کرکے نواب ممدوح کے ملاحظہ مین پیش کیا اور لشکر شاہی کے قریب آپنے خیام بہی استادہ کرکے معہ فوج نزدکش ہوا - نواب ممدوح نے ہنونت راو کو زمرۂ سرداران فوج مین جگہ دی اور برسم تعزیت اسکی قیامگاہ تک تشریف فرما ہوکر اسکی عزت افزائی کی - منصب اور خطاب موروثی عطا ہوا - اور اس کے باپ کو دی ہوئی جاگیرین اسکے نام بحال کردی گئین -

---

سنہ ۵ ماہ رجب سنہ ۱۳۱۵ھ مین بتقریب دورہ تحقیقات ضلع بیڑ جانیکا اتفاق ہوا - قصبہ بنکنور مین مولوی قمر الدین صاحب کے پاس قلمی پرانی کتابین سیر ہند وغیرہ دیکہی گئی - مولوی صاحب موصوف کے داماد مولوی محمد برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار بنکنور مین اسوقت موجود تہی قصبہ بیڑ تک ساتہ رہے - سرکاری باعمین خیمے نصب کئے گئے تہے وہین قیام رہا یہان دوسرے مشہور مقامات کیطرح کوئی مستحکم قلعہ نہین ہے - ندی کے کنارہ جو آبادی ہے اس کے اطراف پختہ فصیل ہے اور آبادی مین ایک گڈہی ہے جس مین کچہریان اور محبس ہے - بستی آباد اور بارونق ہے - اور قدیم طرز پر پختہ مکان بنے ہوے ہین - ندی کی دوسرے جانب حضرت کوچک شاہ ولی کا مقدس روضہ ہے جو نہایت متبرک اور پرفضا مقام ہے آپکا وصال سنہ ۸۰۵ھ مین ہوا ہے تا قیام مجکو روزانہ حضرت ممدوح کی مزار مطہر کی زیارت کا شرف حاصل رہا - مولوی احمد محی الدین صاحب قاضی بیڑ وہان موجود تہے نہایت خلیق وذی مروت ولایق و فاضل ہین - مین نے قاضی صاحب موصوف کی خواہش اور مولوی برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار کے اصرار پر تاریخ قندہار دکن کا مسودہ جسقدر مرتب ہوچکا تہا دکہلا دیا اور صاحب موصوف نے اوسکو پسند فرمایا ۱۲

[۵۲] از ماثر الامرا ۱۲

اس راجہ نے بھی اپنی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیا اور نام آوری حاصل کی ناصر جنگ بہادر
کے شہید ہونیکے بعد یہہ راجہ نواب صلابت جنگ بہادر کی خدمت مین حاضر رہا۔ اور صلہ
حسن خدمت مین راجہ دہیراج خطاب پایا اور اپنے باپ سلطان جی بنالکر کے نام سے
ملقب ہوا۔ مولف تزک آصفیہ لکہتا ہے کہ ۱۱۶۷ہ مین راگہوراو مرہٹہ نے اپنی جرار
فوج کے ساتھہ قلعہ دہارور و خجستہ بنیاد پر حملہ کیا اور فوج شاہی نے اسکے حملہ کو روکا
پھر احمدنگر پر چڑھائی کی اور فوج شاہی سے سخت معرکہ ہوا۔ اسوقت سلطان جی بنالکر نے
بہت جانفشانی کی اور بہادروں مین نام پایا۔ بسبب مرہٹے ایسا ہوئے اور لشکر شاہی پونہ کے
قریب پہونچا اور مرہٹوں کا غلبہ ہوگیا۔ اسوقت نواب صلابت جنگ بہادر نے بہت متردد و
مایوس ہوکر سرداران فوج کو جمع کیا اور فرمایا کہ مین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تمام فوج
مین منادی کرادیجائے جس کسیکو اپنی جان عزیز ہو وہ اپنا راستہ لے۔ اور جو سردار مین
آئے جان بچاکر چلاجائے کیونکہ اسوقت اور اس معرکہ مین بجائے جان کے مین نام
چہوڑ جانا چاہتا ہون یہ معلوم ہے کہ حیات حباب کیطرح ناپائدار ہے اور اس دار
فانی سے عالم جاودانی کو ایکروز جانا لازمی بات ہے۔ مین بدنامی کی زندگی کو پسند نہین کرتا
بلکہ مرہٹون سے مقابلہ کرکے اپنی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ البتہ وہی شخص میری رفاقت
کرسکتا ہے جو جان سے ہاتھہ دہوکر سربازی کے لئے موجود ہو۔ یہہ الفاظ تیر ونشتر
کیطرح دلون پر لگے اور لشکر مین تازہ جوش پیدا ہوگیا اور ہر ایک سردار نے جان فدا
کرنے کا وعدہ کرلیا خصوصا سلطان جی بنالکر آنکہون مین آنسو بہر لایا۔ اور عرض کیا
کہ یہہ بندہ ہمیشہ سے سرکار کا نمکخوار ہے جبتکہ جان مین جان ہے سرکار پر قربان ہونیکو
تیار ہے کل سے روز میری ثابت قدمی اور وفاداری ملاحظہ فرمائینگے۔
دوسرے روز مقابلہ ہوا اور بہادران لشکر شاہی نے اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا
پورا ثبوت دیا مرہٹوں کی فوج کا نقصان ہوا انہون نے صلح بتدل کی اس حسن کارگذاری
اور وفاداری کی وجہ سے سلطان جی بنالکر نے نواب کے نزدیک بہت رسوخ پیدا
کیا جب نتیجہ نائب لشکر نا الیس ہوا۔ اور نواب صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر مین انزوا گزین

سکے گئے - اور نواب آصف الدولہ نظام علیخان بہادر حکمران ہوئے سلطان جی بناکر اپنے مستقر بیڑ پر آگیا - اور نواب صلابت جنگ کی علیحدگی سے ایک سال بعد ۱۱۷۶ھ میں ایک لڑکا جانشین چھوڑکر مرگیا -

راجہ دینپت راؤ | باپ کے مرنیکے بعد قریب آٹھ سال تک اس راجہ نے بیڑ پر حکومت کی مگر کوئی ایسا لائق مشیر اسکو نملا کہ اس کے جاگیرات کا انتظام اور فوجکی درستی و شاہی ملازمت کا بندوبست کرتا - شباب کا عالم تھا دنیوی لذتون اور عیش پرستی مین پڑگیا - اس عادت نے اسکو کاہل کوتہ اندیش خانہ نشین بنادیا - مالی و ملکی انتظام خود غرض کارپردازون کے ہاتون مین تھے - جو رعایا کو ستاتے اور ملک کو لوٹتے تھے - یہہ راجہ اس زمانہ کے دستور کے موافق اپنی فوجکی ساتھ لشکر شاہی مین حاضر نہین ہوا - اور نہ کسی اپنے فوجی افسر یا قرابتدار کو بادشاہ کے خدمت مین حاضر رکھا - جب دربار شاہی مین طلبی ہوئی تو نہ حکم کی تعمیل کی ونہ کوئی عذر پیش کیا - فرمان شاہی بنام مہاراج زینپت سنگھ بہادر برادر راجہ قندہار بغرض ضبطی قصبہ بیڑ ہوپنچی زینپت سنگہ نے پانسو پیادہ اور چار سو سوار سے یلغار پہونچکر قصبہ بیڑ کا محاصرہ کرلیا شاہی فوج کے مقابل مین راجہ کے سپاہیون نے ہمت ہاردی - زینپت سنگہ نے حکمت اور تدابیر سے ایسی فوجی دھمکیان دین کہ بلا کشت وخون قصبہ بیڑ پر قبضہ ہوگیا - تمام پرگنہ شاہی خالصہ مین شریک کرلیا گیا - اور ایکسال تک زینپت سنگہ بیڑ پر حکومت کرتا رہا ۱۱۸۵ھ مین پرگنہ بیڑ درعوض تنخواہ جاگیر نواب شرف الدولہ بہادر تہور جنگ کو عطا ہوا اور زینپت سنگہ ناندیڑ پر واپس آیا ۱۱۸۶ھ مین لشکر شاہی اور رگہو راؤ ہولکر کی فوج سے مقابلہ ہوا - اس معرکہ مین زینپت سنگہ شریک تہا بعد کامیابی نواب نظام علیخان بہادر نے بتاریخ ۱۵ رمضان اس راجہ کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت فرمایا سنہ ۱۱۹۰ھ مین نواب نظام علیخان بہادر قلعہ اوسہ کے ملاحظہ کے لئے تشریف فرما ہوے راجہ زینپت سنگہ دبیر بہادر راجہ پالم ہمرد و ہمرکاب تھے نواب ممدوح زینپت سنگہ کے خیمہ مین تشریف لائے اور زینپت سنگہ نے جواہر اور پوشاک و اسپ و فیل بطور نذر پیش کیا - قبولیت سے سرفراز کیا گیا -

---

سلہ از ماثر الامرا ۱۲ سلہ تاریخ ظفرہ مولفہ گردھاری لعل ۱۲

مہاراجہ ترپت سنگہ نے نیکنامی اور نام آوری سے زندگی بسر کرکے ۱۱۹۱ھ[1] مین دنیا کو چہوڑا
اور حاکم حقیقی کے پاس چل بسا۔ اسکا سمادہ ناندیڑ کے قلعہ کے نیچے گوداوری گنگا مین ہے
راجہ کی اولاد
ترپت سنگہ کو دو بیٹے تہے بڑا بیٹا درجن سنگہ اور دوسرا جوت سنگہ تہا۔ جوت سنگہ
کے دو بیٹے۔ پہلا دلپت سنگہ لاولد فوت ہوا دوسرا جسونت سنگہ اسکو بہی اولاد نہین
ہوئی رتن کنور بائی رانی نے اپنے بہائی کیسری سنگہ بن لعل سنگہ کو متبنی کرکے جسونت سنگہ کا قایم
مقام کیا۔ تعلقہ ماہور مین چار جاگیرات انکے نام پر بحال ہین۔

راجہ لعل کیہری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ
ثالث ہندوپت مہندر بہادر

یہہ راجہ اجی چند گور کا بڑا بیٹا تہا۔ باپ کے معرکہ جنگ مین مارے جانے سے نواب
نظام علیخان بہادر کے قدردان دل مین جگہ پائی۔ اور مورد الطاف شاہی ہوکر اپنے
ہمچشمون مین وقعت پیدا کی۔ قلعدار قلعہ قندہار و نیز جاگیرداری پرگنہ مدکہیڑ سے بشرط نگہداشت
جمعیت سرفراز ہوا۔ اور نواب ممدوح کے ہمراہ معرکہ جنگ مین رہکر نام اور خطاب وانعام اور
مال غنیمت بہت کچہہ پایا۔ یہہ راجہ جسقدر شجاع تہا اسیقدر تلون طبع اور مغلوب النفس بہی تہا
عمارات کے بنوانے اور باغات کے تیار کرانیکا بڑا ہی شایق تہا اور اس کام مین ہزارہا
روپیہ صرف کرکے قندہار کو رشک کشمیر بنادیا۔ قلعہ مین **کچہری کا مکان**۔ اور
لعل محل اس نے بنوایا۔ **راج محل** کو درست کروایا۔ مانس پور کی سرزمین رود
ناگ جہری کے کنارے **لعل باغ** اور ایک چہوٹی سی خوش نما **بارہ دری** تیار کروائی اس
باغ مین آم وجامن کے علاوہ اقسام اقسام کے عمدہ عمدہ درخت دور دور مقامات سے
طلب کرکے لگائے گئے۔ اور لعل باغ کے قریب ہی **کنول تالاب** بنایا **لال دولا**
لال نگر۔ لال باڑی۔ بہوانی کا مندر۔ سٹوائی کا دیول یہ اسکی یادگار ہین

[1] بعض قدیم کاغذات مین ۱۱۹۰ھ ہجری لکہا ہے ۱۲

لال باغ کے پیچھے رانی سنگار بائی کے نام سے سنگار باغ لگایا گیا۔ اہل زمانہ کا
قاعدہ ہے کہ جدھر حاکم کا میلان دیکھتے ہین خود بھی ادھر ہی ڈھل جاتے ہین تاکہ اسکے
دل مین گھر کرنیکا موقع ملے راجہ کو عمارت کیطرف متوجہ دیکھکر امرا نے بھی عالیشان
مکانات اور پربہار باغ سے قندہار کو آراستہ کیا۔ راجہ کی رنگین طبیعت اپنے جوش پر
آتی تو نئے نئے گل کھلاتی تھی جسمین فضول خرچی کی کوئی انتہا باقی نرہتی۔ جب لال باغ
تیار ہوا۔ اور دوشیزگان باغ نے گلفروشی پر کمر باندہی تو راجہ کے دل مین عیش وعشرت
کی ترنگ آئی۔ خوب دل کھولکر باغ آراستہ کیا گیا آم اور جامن کا عقد شباب ہوا۔ اسلئے
آم کے درختون کو سہاگ پڑی اور جامن کے درختون کو ساڑہی چولی پہنائی گئی۔ اور
ہو اوان کے سہرے بندہ سج گئے۔ گویا دونون کی شادی کی اور اس تقریب مین ہر درخت
تلے ناچ رقص وسرود ہوتا رہا۔ تمام اجازت تہی جسکا دل چاہے آسکے اور اس الوہی
محفل کا لطف اوٹہاسکے شہر بہر مین شہرت ہوئی بہت دعوتین کہانیکی ہوئین اور مساکین کو بہی کہانا
تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک اپنی قسمت کے موافق نہال کیا گیا۔

حالات مسجد ابراہیمی

مسجد ابراہیمی ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے عہد مین قلعہ قندہار
مین تیار ہوئی ہے۔ اسکے حوض مین تالاب کا پانی قدیم دستور کے موافق بذریعہ نل پہونچایا
جاتا تہا اور نہر کا مخرج سے خندق دروازہ تک تین خزانے پانی کے بنائے گئے تہے
یہ خزانہ فصیل ناریل باغ کے پاس ہے۔ اور دوسرا خندق دروازہ کے روبرو سنگ
وخشت وچونہ سے قد آدم بندہا ہوا ہے۔ اور تیسرا خزانہ بیس ہاتہ بلند زیر فصیل برکوٹ
جانب بالا حصار موجود ہے اور اس مین سے پانی قلعہ کی مسجد کے حوض مین پہونچتا تہا۔
راجہ لعل سنگ کے عمل مین یہ مسجد ویران کردی گئی تہی اور اسنے مسجد کے بڑے دروازہ کو
بند کرکے اسکے بازو مین کچہری کے مکان کی بنا ڈالی تہی اور مسجد مین آمد ورفت کیلئے
عنبر شاہی برج کی جانب چہوٹا دروازہ بنایا تہا۔ جو ابتک موجود ہے۔ اور اس کاریز کو
مسجد کے حوض سے بند کرکے راج محل کے حوض مین چھوڑ دیا تہا۔ کہتے ہین کہ سندہیونکی
عملداری مین عشرہ شریف کے دنگل کے وقت امام بخش جمعدار نے یہہ کاریز کہلوایا تہا

جسکے ذریعہ سے تالاب کا پانی راج محل کے حوض مین پہونچا تہا اس کاریگر کو عموماً لوگ کارنجہ کہتے ہین

سفر کرکٹہ

صاحب ترک آصفیہ نے لکہا ہے کہ کرکٹہ حیدرآباد سے جنوبی و غربی جانب واقع ہے
وہان کے زمینداران نے سرکشی اور بغاوت کی تہی - اسلئے نواب نظام علیخان بہادر
نے اُنکے تنبیہ و تہدید کا قصد فرمایا - راجہ گوپال سنگہ ثالث بہی ہمراہ رکاب تہا ۸ شعبان
سنہ ۱۱۸۴ کو لشکر ظفر پیکر نے بلدہ سے کوچ کیا اور ۲ ذیقعدہ کو باغی زمینداروں سے
مقابلہ مین فوج شاہی کے مورچے قایم ہوے - نبرد آزمایان و دلیران فوج نے زمینداروں
کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور کرکٹہ پر قبضہ ہوگیا اور زمینداروں کو سخت تنبیہ کیگئی اس معرکہ مین
فوج شاہی سے صرف خواجہ عبد اللہ خان پسر رحیم اللہ خان زخم تفنگ سے ہلاک ہوا باقی
فوج فتح و نصرت کے ساتہہ واپس ہوئی - اس سفر مین تین مہینے کچہہ دن گذرے رخصت کے
وقت راجہ گوپال سنگہ کو خلعت معہ جیغہ مرحمت ہوا -

ابراہیم بیگ خان دہونسہ کا حال

ابراہیم بیگ خان دہونسہ ابن فاضل بیگ خان ابتداً راجہ سیکاکول کے
پاس ملازم تہا جب زمینداران تعلقہ کہمڈی و کہوسیر نے راجہ سے خودسری کی اور زر مالگذاری
داخل سرکار نہین کیا اس لئے راجہ نے ابراہیم بیگ خان دہونسہ کو چار سو سوار اور تین سو
پیادون کی افسری سے ممتاز کر کے زمینداروں کی تنبیہ کے لئے متعین کیا - خان مذکور
پانچ سال کہمڈی مین رہا - سیکاکول کا مناسب انتظام کر کے راجہ کی تمام فوج کا -
سپہ سالار بن گیا - دہونسہ کے مخالفین اور حاسدین سے اسکا عروج نہ دیکہا گیا اور راجہ کو اس سے
بدگمان کر دیا - راجہ نے خان مذکور کو سیکاکول طلب کیا اسی عرصہ مین میر نثار علیخان نے
جو خان مذکور کے قرابت دار تہا راجہ کی بدگمانی کا حال لکہہ بہیجا - دہونسہ نے راجہ کی فوج -
سیکاکول روانہ کر دی اور اپنے چار سو ہمراہی سوار اور تین سو فدائی پیدل اور دو
ضرب توپ سے حیدرآباد کا قصد کیا - فوج کی تنگی ہوگئی تہی - راستہ مین آسی راو زمیندار
پالکنچہ سے استمداد چاہی مگر اس نے کچہہ نہ دیا - لاچار ہو کر چودہ سو روپیہ کو ایک توپ
زمیندار مذکور کے ہاتہہ بیچڈالی - حیدرآباد پہونچکر ملازمت شاہی کا امیدوار رہا مگر
قسمت نے یاوری نکی تنگدستی کی وجہ سے جمعیت منتشر ہونے لگی - وقار الدولہ بہادر نے

میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ مدار المہام سرکار عالی سے ملا دیا - اُن دنوں مین میر حسن علیخان بہادر قطب الدولہ پیشگاہ حضور بندگانعالی سے صوبیداری سیکاکول پر ممتاز ہوئے رکن الدولہ بہادر اور وقار الدولہ بہادر نے ابراہیم بیگ خان کو نواب قطب الدولہ کے ساتھ سیکاکول بھیجدیا - خان مذکور ایکعرصہ تک نواب قطب الدولہ بہادر کے ساتھ رہا - اسعرصہ مین راجبندری - مچھلی بندر - دکوثور - دکوندیر - دکوندپلی - موسے بھوسی فرانسیس کے علاقہ سے نکالکر سات لاکھ سالانہ محاصل پر کمپنی انگریزی کے تفویض کر دیا گیا اور یہ صلحنامہ بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۱۷۲ھ مین ہوا تہا - قطب الدولہ بہادر ایک لاکھ روپیہ سالانہ محاصل کے جاگیرات بعوض وظیفہ حاصل کر کے خانہ نشین ہوگئے - ابراہیم بیگ خان دہونسہ[1] کمپنی انگریز بہادر کا ملازم ہوگیا اور فوج انگریزی کی افسری کر رہا تہا -

حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال

حیدر نایک جو (بہادر کے نام سے مشہور ہوا فتح نایک کا بیٹا تہا یہ موضع دیون ہلی متصل قصبہ کولا پور جو بنگلور سے شرقی جانب ۳۵ میل ہے وہان کا رہنے والا تہا[2] سنہ ۱۱۲۹ھ مین پیدا ہوا - نایک لفظ سنسکرت ہے - سپہدار کو کہتے ہین فتح نایک حیدر نایک کا باپ دو ہزار پیادہ اور پانسو سوار سے نواب صفدر علیخان حاکم ارکاٹ کے مارے جانیکے بعد تبلاش روزگار میسور مین آیا سنہ ۱۱۴۶ھ مین معہ ہمراہی فوج میسور کے راجہ کا ملازم ہوا - جب سنہ ۱۱۵۰ھ مین فتح نایک فوت ہوا - اسکے دو بیٹے - علی نایک اور حیدر نایک تہے حیدر نایک جمعیت سامان بہم پہنچاکر ریاست سرینگ پٹن کا مستقل رئیس بنگیا - اور گردو نواح پر فوج کشی کر کے زمینداروں کو مطیع بنالیا - اور اپنا لقب حیدر علیخان قرار دیکر ساٹھہ ہزار کے قریب فوج اپنے جلو مین رکہتا تہا[3]

مادہو راو مرہٹہ رئیس پونہ کا حال

مادہو راو مرہٹہ پسر بالاجی راو اپنے چچا راگہو راو کو قید کر کے ریاست پونہ کا خود مختار حاکم بن گیا اور گوپال ہری اپنے سپہ سالار کو فوج کثیر

[1] تاریخ نرمل مین دہونسہ کا مفصل حال لکہا ہے دہونسہ کی بقیہ کیفیت صفحہ (۱۲۲) کے نوٹ مین لکہی جائیگی

[2] مولف سیر ہند نے لکہا ہے کہ حیدر نایک قصبہ کوہیر علاقہ بیدر کا رہنے والا تہا ۱۲

[3] از تزک آصفیہ ۱۲

کے ساتہہ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا - مگر گوپال ہری کو حیدر علیخان بہادر سے مقابلہ کی جرأت نہین ہوئی اسلیئے ۱۱۸۵ھ مین مادہوراو نے بہت سی فوج کے ساتہہ سری رنگ پٹن پر چڑہائی کی -

لعل کبیری گوپال سنگہ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دہونسہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا

مادہوراو کی سری رنگ پٹن مین چڑہائی کرنیکی خبر جب بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر کو ہوئی - اسیوقت اپنی فوج اور توپ خانہ کے ساتہہ سری رنگ پٹن کے جانب توجہ فرمائی - گوپال سنگہ ثالث اپنی راجپوتی جمعیت کے ساتہہ رکاب مین حاضر تہا - اور یہہ فوج بالاپور تک پہونچی تھی کہ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مادہوراو اور حیدر علیخان مین صلح ہو گئی اور مادہوراو پونہ کی جانب لوٹ گیا - اور اسکا لشکر بہی بالاپور کے قریب سے گذرا -

نواب رکن الدولہ بہادر نے مادہوراو سے ملاقات کی اور باہمی اتحاد کا عہد وپیمان ہو کر مادہوراو پونہ کی طرف چلا گیا - بندگانعالی معہ فوج یہین ٹہیرے رہے رکن الدولہ بہادر نے راجہ گوپال سنگہ ثالث اور دوسرے سرداروں کو سری رنگ پٹن کی جانب روانہ کیا -

جب نظام شاہی سردار سری رنگ پٹن پہونچے - اور صلح کا اطمینان ہوا تو نواب رکن الدولہ سری رنگ پٹن مین داخل ہوے - اور حیدر علیخان اور انکے بیٹے ٹیپو سلطان سے ملاقات ہوئی اور کاویری پٹن پر حملہ کرنیکی تجویز قرار پائی - ٹیپو سلطان بہادر گوپال سنگہ کے ساتہہ بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر کی خدمت مین پہونچا اور شرف باریابی حاصل کیا یہہ فوج سرحد کرناٹک کی جانب متوجہ ہوئی - حیدر علیخان بہی اپنی فوج لیئے ہوئے سرکار عالی کے لشکر مین داخل ہوا یہہ فوج کثیر بہر تسخیر قلعہ کاویری پٹن روانہ ہوئی -
ابراہیم بیگ خان دہونسہ سردار فوج کمپنی انگریزی معہ فوج باقاعدہ اور توپخانہ قلعہ کاویری پٹن

سنہ ۱۱۸۵ھ از تزک آصفیہ و سیر سپہ ۱۲

مین موجود تہا- اسنے آینوالی فوجکو روکا طرفین کی فوج زیادہ تہی خوب لڑائی ہوئی- سرکار عالی کی فوجکا قدم آگے بڑہتا گیا اور قلعہ کاویری پٹن پر قبضہ ہوگیا- ابراہیم بیگ خاں دہونسہ نے ہرچند فوجکو سنبہالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی- اور فوج نے چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے- اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ کی کارگذاری بہی قابل قدر سمجہی گئی- اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا- حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتہ وہین ٹہرا رہا- اور سرکار عالی معہ فوج کامیابی کے ساتہ حیدرآباد واپس پہونچے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا-

راجہ بیر بہادر بہیرجی سرکر کا بیٹا ہے- اصل وطن اسکا انا گوندی تہا- جو دریاے تنگ بہدرا کے کنارے واقع ہے- وطن سے نکلکر کچہہ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی- بہیرجی کو مینیارا سندہیا سے قرابت تہی اور سندہیہ کو بہت بڑا منصب وجاگیر حاصل تہی- سندہیہ کے ذریعہ بہیرجی نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے پاس رسائی کی- نامبردہ کو منصب جلیلہ کے ساتہ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی تک خدمت سرکاری اچہی طرح نیکنامی کے ساتہ انجام دی- اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا- اور رفتہ رفتہ عمدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

سلہ نواب والاجاہ والی ارکاٹ نے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر سے دہونسہ کی سفارش کی اور خود بندگانعالی نے کاویری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تہی- اس لئے اسکو اپنی فوج مین شریک کرلیا اور وقتاً فوقتاً اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار ایلکندل اور نرمل کی حکومت پر مقرر فرمایا- دہونسہ نے تہوڑے ہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتہ ضابطہ جنگ ظفرالدولہ مبارز الملک خطاب پایا- قصبہ نرمل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بنادیا تہا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۵ سنہ کو قلعہ نرمل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے- مولف کو ۱۳۰۷ سنہ مطابق ۱۳۱۵ سنہ ماہ شوال مین عملداری سرپور تانڈور کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرمل مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا تہا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تہے- یہہ باغ وسیع اور عالیشان ہے- اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب ابتدائی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہ پالم سے قندہار آیا۔ بعد پیشکش نذر وحصول سعادت زیارت مزار مبارک۔ اسی ہی کے وقت راجہ مہند سے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم واپس چلا گیا۔ سنہ ۱۱۹۰ھ میں راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم مین انتقال کیا۔ اس کے مرنیکے بعد راجہ سدھرم اسکا بیٹا جانشین ہوا [1]

مودہاجی بہونسلہ کی فوج سے مقابلہ

سنہ ۱۱۹۷ھ مین شاہ کالے والی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوئے راجہ گوپال سنگہ ثالث بھی معہ فوج ہمراہ رکاب تہا بتاریخ ذیقعدہ نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر وشکار کرتے ہوے دریاے بہیمرا کی جانب روانہ ہوئے ۹ تاریخ کو شنکراجی کہوربڑہ جو مودہاجی بہونسلہ کی فوج کا سپہ سالار تہا تحصیل زرحالات کیلئے معہ فوج جا رہا تہا اوس نے اس نیت سے قیام کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب مین چلنے والون کو غارت کرے اور مال واسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین کا جس مین راجہ گوپال سنگ بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتھ موجود تہا۔ شنکراجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہرچند سرداران فوج شاہی نے مرہٹوں کو چلے جانے کیلئے کہا مگر مرہٹون نے نہ مانا۔ شنکراجی کہوربڑہ مرہٹوں کی فوج کا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی معرکہ آرائی کی کہ مرہٹے پسپا ہو گئے۔ اور دوسرے حملہ مین مقہور فوج منتشر ہوکر اس بدحواسی سے بہاگی کہ اثاثہ اور سامان کو لیجانیکا بہی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گہوڑے اور بیل جس پر پیتل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تہا اور بہت پالکیاں رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرقات کا فیروزی اثر کے بہادرون کے ہاتہ آیا۔ بعد عرض واقعہ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکہہ روپیہ تک غنیمت سبکو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ [2] مین راجہ گوپال سنگہ اور ہمراہی راجپوتون کو بہت سا سامان غنیمت ہاتہ آیا اس بہادری

[1] یہ مضمون قدیم بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد مین موجود ہے ۱۲

[2] از تزک آصفیہ ۱۲

اور کار گذاری کے صلہ مین نواب نظام علیخان بہادر نے راجہ گوپال سنگہ کو ایک اسپ خاصہ معہ سامان مرحمت فرمایا۔

ہولکر اور سندہیہ کی فوج سے مقابلہ

ماہ رمضان ۱۱۹۰ھ مین نواب نظام علیخان بہادر بمقام اورنگ آباد قیام پذیر تہے اس عرصہ مین راگہورا و مرہٹہ فوج ہولکر و سندہیہ کو فراہم کرکے دریای نربدا عبور کرکے صوبہ خاندیس مین گہس گیا۔ نواب نے اسکے تعاقب کا قصد فرمایا۔ اور فتح میدان مین خیمے استادہ ہوے۔ راجہ گوپال سنگہ ثالث اور پدم سنگہ راجہ کو لاس کی طلبی ہوئی۔ باریابی کے ساتہ ہر ایک کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت ہوا۔ اور فوج ظفر موج ۵ ذی قعدہ سنہ مذکور کو برہانپور داخل ہوئی — جب یہ خبر ملی کہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۹۰ھ مذکور کو حضرت عمدہ بیگم صاحبہ نے رحلت فرمائی بندگانعالی مغموم ہوکر واپس ہوے مگر لشکر ظفر پیکر جس مین راجہ گوپال سنگہ شریک تہا راگہورا و کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غرہ محرم ۱۱۹۱ھ کو راگہورا و کا لشکر شکست کہاکر بہاگ گیا۔ راجہ گوپال سنگہ ثالث کامیابی کے ساتہ واپس آیا۔

چوسر بلغ کا جشن

بندگانعالی اورنگ آباد سے دولت آباد مین رونق افروز ہوے نواب وقار الدولہ بہادر نے بتاریخ ۶ شوال ۱۱۸۹ھ چوسر باغ مین محفل جشن ترتیب دی اور جملہ عہدہ داران۔ ہمراہی لشکر ظفر پیکر کو مدعو کیا بندگانعالی تمام عہدہ دارون کے ساتہ رونق بخش محفل ہوکر راجہ نرپت سنگہ و راجہ گوپال سنگہ نے معہ برادران اس محفل مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی اور قلعہ دہارور تک بندگانعالی کے ہمراہ رکاب رہے۔

عطای خطاب مہی اندر ہندو پت بہادر

۱۱۹۱ھ مین گوپال سنگہ ثالث اور تیج سنگہ حیدر آباد آئے ۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو بندگانعالی بلدہ سے کوہ شریف کو تشریف فرما ہوے اور وہین دربار فرمایا اور عید کی نذرین لین اور خطابات عطا ہوے۔ میر فخر الدین پسر قمر الدین خان کو ہمت جنگ خطاب ملا۔ اور سید دلاور خان کو مظفر الدولہ سیف جنگ خطاب معہ اضافہ منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالر دار عطا ہوئی۔ اور راجہ گوپال سنگہ ثالث کو خطاب مہی اندر ہندو پت بہادر و سرپیچ مرصع عطا ہوا

سلہ مولا کا پہاڑ حیدر آباد سے ۲ امیل بجانب شمال و مشرق واقع ہے اور وہان حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کا چلہ ہے ہر سال ماہ رجب کی ۱۶ سے ۱۸ تک بتقریب عرس بہت بڑا میلہ ہوتا ہے ۱۲

سرفرازی سرپیچ مرصع

ماہ محرم ۱۱۹۳ھ مین راجہ گوپال سنگھ اور کنور درجن سنگھ نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی۔ اور نذرین گذرانین[1] بندگانعالی نے گوپال سنگھ اور کنور درجن سنگھ کو سرپیچ مرصع دو رقم مرحمت فرمایا۔

راجہ کا نرمل کو جانا

احتشام جنگ بہادر خلف مبارز الملک ابراہیم بیگ خان دہونسہ نے بغاوت اختیار کی اسکی تنبیہ کے لئے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے ماہ صفر ۱۱۹۷ھ مین کوٹلہ سے ہوتے ہوئے نرمل کے جانب توجہ فرمائی لشکر ظفر پیکر مین گوپال سنگھ مہندر بہادر اور راجہ پدم سنگھ شریک تھے۔ اور طلایہ دخرم واحتیاطا فوج شاہی کی نگرانی انکے تفویض تھی۔ لشکر فیروزی اثر دریائے گوداوری کو عبور کرکے حدود نرمل مین پہونچا۔ احتشام جنگ نے فوج و توپخانہ مہیا کرکے مقابلہ کیا۔ پہلے ہی حملہ مین احتشام جنگ کی فوج پسپا ہوگئی۔ اور قلعہ چٹیال مین متحصن ہوگیا۔ غرہ ربیع الاول کو احتشام جنگ نے بذریعہ مشیر الملک بہادر اپنی قصور معافی خواہ ہوکر حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے اسکی درخواست قبول کرلی۔ ابہی صلح کا تصفیہ نہوا تہا کہ یکایک احتشام جنگ کا خیال بدل گیا اور فوج شاہی پر حملہ کیا۔ بہادران لشکر شاہی نے نہایت ثابت قدمی سے باغی فوجکو منتشر کردیا بہرحال دونون جانب سے سخت معرکہ آرائی ہوئی اور ہزارہا آدمی مارے گئے۔ احتشام جنگ قلعہ مین محصور ہوگیا اور نہایت مجبور ہوکر اپنی والدہ کو بندگانعالی کے خدمت مین بہیجکر قصورات کی معافی چاہی اور ۲۴ ربیع الاول کو رومال سے دونون ہاتہ باندہکر بندگانعالی کے حضور مین حاضر ہوگیا۔ بندگانعالی نے اسکا قصور معاف فرمایا خلعت و سرپیچ مرصع عطا کیا۔ اور بدستور اس کے مقبوضہ تعلقات بحال رکھے۔ اس معرکہ مین طرفین سے فوجی سپاہیون کے علاوہ افسر بہت مارے گئے نواب صولت جنگ بہادر خلف شرف الملک بہادر ضرب گولہ سے ہلاک ہوئے۔ بعد واپسی سفر بتاریخ ۵ شعبان ۱۱۹۷ھ راجہ مہندر گوپال سنگھ و پدم سنگھ راجہ کو لاس کو پاندان[3] رخصت و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا۔ اس مہینے مین نواب رفعت الدولہ بہادر کو سرپیچ و جیغہ مرصع ملا اور ناندیڑ[2]

---

۱ ازتزک آصفیہ ۱۲ ۲ ازتزک آصفیہ ۱۲ ۳ ملک دکن مین وقت رخصت پان اور عطر دیا جاتا ہے اسکو پاندان رخصت کہتے ہین ۱۲

جانیکی اجازت ہوئی۔

ناگوجی نایک کا واقعہ قندہار سے ۱۸ میل پر موضع رسن گنگ کو غیر ناگوجی نامی نایک[1] رہتا تھا جو بڑا
دلیر و نہایت عیار شخص تھا۔ اسکو عہدۂ نایکی تعلقہ پالم و راجورہ و قندہار کا حاصل تھا۔ مالگذاری
کے جانے کی نگرانی اور دیوتا کے سواری کا انتظام اور جاترپونکی حفاظت مال کی ذمہ داری
اسکی سپرد تھی۔ اور اسکے عوض ہر ایک تعلقہ سے اسکو رسوم مقرر تھے۔ ان تینون تعلقے کے
چور و ڈاکو اسکے تابع فرمان تھے۔ رعایا کا امن اسکی توجہ کا محتاج تھا۔ اُسوقت پولس کے پورے
اقتدارات اسکو حاصل تھے۔ رقم رسوم کے علاوہ ان تعلقات سے [illegible] معاش بھی اسکو مقرر تھی
راجہ صاحب قندہار اور اس نایک مین قدیم سے رابطۂ اتحاد تھا۔ اندنون موضع ڈائفر [illegible] کا
دیسمکہ سرکار سے باغی ہوکر اس موضع کی چھوٹی مگر مستحکم گڈھی مین چند مفسدون کے ساتھ
مقیم تھا جمعیت سرکاری نے عجب خان جمعدار کی ماتحتی مین اس گڈھی کا محاصرہ کیا لیکن کسیطرح
گڈھی فتح نہوئی۔ نہ دیسمکہ گرفتار ہوا۔ عجب خان افسر نے راجہ صاحب قندہار سے امداد طلب کی۔
مگر راجہ نے [illegible] ناگوجی نایک نے اپنی رسوخ سرکار مین پیدا کرنیکے لئے بلا اطلاع و بلا مشورہ
راجہ صاحب جمعیت سرکاری کی مدد دی۔ اور شبا شب نقب لگا کر گڈھی کا ایک برج گرا دیا۔ سرکاری
جمعیت کو کامیابی ہوئی۔ اور دیسمکہ ڈائفر واڑی گرفتار ہوگیا۔ اور اس حسن کارگذاری کے صلہ مین
سرکار سے نایک کو کالا پہاڑ لقب ملا۔ اس واقعہ نے راجہ کو بیچین کر دیا۔ خصوصاً پہاڑ کا لقب
نایک کے نام کے ساتھ یہہ ہرگز سننا نہین چاہتا تھا۔ اور اپنے خاندان کی تحقیر کا باعث سمجھتا تھا
کیونکہ پہاڑ سنگھ[2] اس راجہ کے جد اعلی گوپال سنگھ کے دادا کا لقب تھا۔ یہہ بھی سنا گیا کہ اندنون
فن عیاری کے متعلق نایک اور راجہ مین کچھ بحث بھی ہوئی اور نایک نے کہا کہ قلعہ قندہار مین گھس
آنا کیا بڑی بات ہے۔ اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ باوجود استحکام قلعہ و سامان حفاظت شب سرنگ

[1] نایک لفظ سنسکرت ہے سپہدار کو کہتے ہین نایک کے مارے جانیکے واقعہ کی بہت بڑی مرہٹی زبان مین
گیت بنائی گئی ہے جسکو (ناگوجی نایک کا پوانڑا) کہتے ہین۔

[2] ماثر الامرا کی جلد دوم مین راجہ گوپال سنگھ کے سلسلہ کیفیت مین گوپال سنگھ کے دادا کا نام بہار سنگھ اور
بعض نسخہ مین بہادر سنگھ لکھا ہے مگر راجہ کے خاندانی لوگ پہاڑ سنگھ کہتے ہین۔

ناگوجی نایک راجہ کی خلوت تک پہونچ گیا تہا۔ دوسرے دن رات کی لائی ہوئی راجہ کی انگشتری راجہ کے پاس تحفتہً بہیجدی۔ اِن واقعات سے راجہ کو نایک سے قلبی عداوت پیدا ہوگئی اور قابو ڈہونڈہتا رہا مگر اسکو ناگوجی جیسے نایک پر قابو پاجانا کوئی آسان کام نہین تہا ناگوجی ایک بڑا چالاک آدمی تہا وہ راجہ سے دور ہی دور رہا۔ ایکدن راجہ کو خبر ملی کہ نایک بادشاہی رمنہ مین جو حدود قندہار کے شرقی شمالی جانب ہے موضع پانگری کے راستہ سے بغرض شکار آیا ہے۔ راجہ فوراً وہان پہونچا۔ مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مسلح پاکر راجہ نے اپنی پالسی بدلدی۔ اور بہت ہی ملایمت سے پیش آیا اور کچھہ ایسے محبت آمیز الفاظ مین تقریر کی کہ نایک کو راجہ کیطرف سے اطمینان ہوگیا۔ اور دہوکا کہا گیا۔ راجہ اپنے قلعہ مین واپس آکر اس معاملہ کو طرح دے گیا اور اس سخت برہمی کو جو نایک کی جان کے لئے بغیر ضرر ہوتوالی نہتی ایسا ضبط کیا کہ نایک کچھہ سمجھہ نہ سکا۔ راجہ کچھہ دنون بعد سیر و شکار کے بہانے موضع انڈگئین پہونچا۔ نایک نے ملاقات کی۔ راجہ نایک کے ساتہہ ساتہہ رسن گانون مین گیا نایک راجہ کے پاس بیٹھا باتین کر رہا تہا کہ راجہ کے سپاہیون نے چالبازی سے اسکے گہوڑے پر قبضہ کرلیا ادہر راجہ کے اشارہ کرتے ہی نایک گرفتار کرلیا گیا۔ قندہار پہونچتے ہی راجہ نے حکم دیدیا کہ نایک توپ کے منہہ سے باندہکر اوڑا دیا جاے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی نایک نے راجہ سے آخری التجا یہ کی کہ توپ کے منہہ پر چہاتی سے باندہا جاؤن۔ راجہ نے بخوشی کشادہ پیشانی کے ساتہہ نایک کے التماس کو مان لیا اور نایک کا سینہ توپ سے باندہا گیا۔ قندہار مین راجہ کی اس بیرحمی نے ایک تہلکہ ڈالدیا۔ نایک کے طرفداران کا دل ہلا تو ایکطرف تماشائیونکی کثرت نے اودہم مچادیا۔ عمایدین شہر اور معتبر ساہوکاروں نے راجہ کو اس خیال سے باز رہنے کی بہت نصیحت کی۔ مگر ضدی راجہ کے دل پر ان باتونکا خاک اثر ہوا

راماجی رنگاری کی حویلی | نقل مشہور ہے کہ راماجی رنگاری جو ایک متمول شخص تہا۔ جسکی عالیشان ویران حویلی بدواری بیس کے شارع عام پر ہے اسکے مالدار ہونیکا ثبوت دیتی ہے راجہ سے اس نایک کی جان کے معاوضہ مین اس نایک کے ہموزن زرخالص داخل کرنیکا وعدہ کرتا تہا مگر ضدی اور ہٹیلے راجہ نے نہ مانا اور اپنے حکم کو واپس لینا اپنی تہتک کا باعث سمجہا۔

ناگوجی نایک کی موت | حق تو یہ ہے کہ ناگوجی نایک کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا اور اسکو صعوبت

روزگار مین جان سکے بدلے نام چہوڑ جانا ہتا وہ چہوڑ گیا۔ راجہ کے آخری حکم پر محمد سرور رگولہ انداز نے توپ سر کردی آتش فشان توپ کے آگے بچارے نایک کی کیا حقیقت ہتی پرزہ پرزہ ہوکر اڑگیا۔ گوداباائی بڑہی اور رادہا بائی چہوٹی نایک کے دو بیبیان تہین خاوند کے چند پریشان اعضا کو جو انہین مل سکے جمع کرکے محبت اور عزت کی لاگ مین اپنے مذہبی رسوم سکے موافق جلتی آگ مین جیتے جی جلکر ستی ہوگیئن امرت چشمہ سکے قریب تالاب مین انکا سمادہ ابتک باقی ہے سمادہ کے پتہر پر ایک مرد اور دو عورتونکی تصویرین کندہ ہین۔

ناگوجی نایک کی حویلی ناگوجی نایک کا عظیم الشان مکان قندہار مین شرقی وجنوبی حصہ کے فصیل کے اندر چہاری بیس سکے قریب ہتا۔ جسکو راجہ سنے توڑکر مسمار کروادیا۔ اس مکان کی نشانی صرف ایک باولی ابتک باقی ہے۔

سیتارام کی حویلی قندہار مین یون تو بہت سے پختہ عالیشان مکان ویران پڑے ہوے ہین جنکی اینٹ اور پتہر کی اونچی اونچی دیوارین کہڑی ہوئین ہین لیکن چہتین گر گئی ہین ان اجڑے ہوے کہنڈرون مین سیتارام کی حویلی اس لئے مشہور ہے کہ اسکی دیوارین بہت بلند ہین معرکہ جنگ کے وقت قلعہ کی توپ کا گولہ اس عالیشان مکان سکے درمیان سے نکل گیا اور دیوارین سوراغ باقی رہگیا جسکا نشان ابتک موجود ہے اور دیوار قایم ہے سیتارام بہت متمول شخص تہا اور اُس سنے یہہ عالیشان اور مستحکم مکان عزبی دروازہ (بدواری بیس) سکے شارع عام پر بنایا تہا راجہ سکے جابرانہ طرز عمل سکے سیتارام کے خاندان سنے اپنے وطن اور عالیشان مکان کو چہوڑکر قصبہ بسمت مین اقامت اختیار کی مکان ویران ہوگیا ۱۲۶۳ھ مین اس ویران مکان کا بڑا چوبی دروازہ نکالکر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے روضہ مین لگادیا گیا جو ابتک موجود ہے۔

حکیم کالی داس کی موت اس راجہ کی عہد مین ایک عجیب واقعہ ہوا۔ حکیم کالی داس ایک سیاہ منش آدمی راجہ کا ملازم تہا ہتائی پورہ مین دل سنگہ کے مکان سکے قریب رہا کرتا ہتا۔ اور مصری علاج کیا کرتا ہتا۔ روزانہ راجہ سکے سلام کو جاتا راجہ سکے محلات کا علاج اسی سے متعلق ہتا۔ ایکدن حکیم راجہ سکے پاس سے واپس آکر ٹہراہی ہتا کہ پہر طلبی ہوئی حکیم جی کا ماہتا ٹہنکا کہ غیر وقت

اور خلاف معمول طلبی کیون ہوئی حکیم نے ذرا جانے مین تامل کیا اسوقت اتفاقی طور پہ رانی کا مزاج بگڑا ہوا تھا۔ راجہ نے حکیم کے آنے مین جسقدر جلدی ہو مناسب جانکر اور دو جوان بھیجے راجہ کے تلون طبع سے اُسکے ملازمین کو بھی اعتبار نہ تھا حکیم صاحب کو اور بھی تردد ہو گیا۔ دوپہر ہوتے ہوتے حکیم جی کے ساتھ دس جوان پہونچ گئے حالانکہ راجہ کو رانی کی علالت مزاج نے تشویش مین ڈالا تہا۔ اور حکیم کی طلبی مین جلدی کر رہا تہا۔ اس عجلت کو حکیم جی کی اُسکی مزاج نے کچھہ اور ہی سمجہا۔ انتشار مین کہنے لگا کہ مین زندہ نہ بچونگا سپاہی تو تہا فوراً مسلح ہو گیا۔ دو فقیر زندہ دل دو دادا بھی اُسکے شریک ہو گئے اور راجہ کے سپاہیون پر حملہ کر دیا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا قلعہ سے جوانون کی امداد پہونچی اور جنگ شروع ہوئی بہر حال یہہ پانچون شخص اسوقت تک تلوار چلاتے رہے جبتک کہ بے قوت ہو کے نہ مارے گئے۔

ایک کمانی مسجد

دل سنگہ راجہ کی فوج مین ایک راجپوت افسر تہا اسکا عالیشان مکان تہائی پورہ مین تہا اس نے ایک محرابی عاشورخانہ پختہ تعزیہ داری کیلئے تیار کیا تہا عشرہ شریف مین بڑی دہوم دہام رہتی تہی دل سنگہ کے مرنے کے بعد اسکا گہر تباہ ہو گیا عاشورخانہ ویران ہو گیا تہا تہائی پورہ کے مسلمانون نے اسکو ایک محرابی مسجد قرار دی ہے اور اس مین بانگ و صلواۃ ہوتی ہے

تہائی پورہ کی وجہ تسمیہ

تہائی پورہ اس محلہ کا نام ہے مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ کے روضہ کے ملحق جو آبادی ہے اور یہہ قدیم محلہ ہے اس آبادی کا بڑا حصہ بافندونکے مکانات ہین جو عام لوگونکی زبان مین مومن کہلاتے ہین اور تہائی ایک آلہ ہوتا ہے جس سے بافت کے وقت بافندے مدد لیتے ہین اسلئے قدیم لوگون نے اُنہین کے لحاظ سے تہائی پورہ محلہ کا نام رکہدیا ہے دلیل یہہ ہے کہ نانڈیڑ کی آبادی میں جس حصہ مین یہہ مومن یا بافندے رہتے ہین اسکو بھی تہائی پورہ کہتے ہین بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ راجہ کے ہاتھی یہان باندہے جاتے تہے اس لئے تہائی پورہ نام ہوا

کنور جی سنگہ کی ولیعہدی کا تقرر

راجہ مہندر سنگہ کو دنیوی عیش و نشاط ہر طرح حاصل تہا دولت و ثروت حکومت سب کچہہ ہی مگر اولاد کے نہونے سے دل کا کنول نہ کہلتا تہا۔ بڑہاپے کے آثار نمایان ہو گئے اور اولاد سے اور نا امیدی ہو گئی۔ اسلئے اپنی جانشینی اور کریا کرم ادا کرنیکے لئے اپنے چہوٹے بہائی تیج سنگہ کے بیٹے جی سنگہ کو متبنیٰ کیا یہہ تقریب ۱۱۹۴ھ مین بہت

دھوم دھام سے ہوئی راجہ صاحب کو آس راجہ صاحب ماہور اور اطراف کے راجہ اور زمینداران نامی شریک جلسہ ہوے۔

ذکر حضرت بیریا شاہ درویش

حضرت بیریا شاہ صاحب ایک مجذوب تھے جنکی ذات بابرکات سے عوام کو فیض حاصل تہا۔ اکثر بہیکا شاہ صاحب کابلی کے پاس تالاب کے کنارے رہا کرتے تھے راجہ مہندر کے پاس ترسدی ایک شخص اسکے مصاحبوں سے زیادہ اپنے حصول منفعت کیلئے اکثر اہل دول ملازمین راجہ اور ساہوکاروں کو دام تزویر مین پھانسے رکہتا تہا۔ اور اقسام اقسام کے شعبدہ بازی سے لوگون کو اپنا معتقد بنالیا تہا خود ہی سحر کرتا اور کسیقدر قرار داد کے بعد معالج بنتا۔ جب بیریا شاہ صاحب کے کمالات اور کرامات کی شہرت ہوگئی سب لوگ اودہر رجوع ہوگئے اور شاہ صاحب کی دعا کی برکت سے صحت پاتے چلے ترسدی کو شاہصاحب سے سخت رنج پیدا ہوا اور اسنے عجیب کارسازی و شعبدہ بازی کی جسکا ذکر حضرت مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت مرحوم نے اپنی تصنیف مین اسطرح فرمایا ہے۔

برو زے نشستہ مہندر بہ باغ　　دما دم کشیدے بہشتی ایاغ
ہمہ نوکران حاضر اندر حصار　　ہمہ ملک در دست و ہم گیر و دار
بزیر درختے چو شیرے نشست　　بساط غم و درد را در نوشت
کہ ترسدی آمد بصد مکر و فن　　بنا کرد در پیش او یک سخن
کہ بر خیز اے راجہ زینجا شتاب　　کہ از بہر تو می رسد زہر ناب
مہندر از ینجا بہ برخاست زود　　کہ آمد یکے منجنیقی فرود
درختے فتادہ بہ بندید زمین　　مہندر از و گشت در خشم و کین
طلب کرد درویش را زان عقب　　برآورد از و سالک دندانش ناب

مہندر نے ترسدی کے کہنے پر بیریا شاہ کو پکڑ منگوایا اور دانت گرا دئے شاہ صاحب اسی حالت سے تالاب کے کنارے پر واپس آئے بقیہ دانت بھی پتھر سے توڑ ڈالے اور اپنے منہہ کا خون آلودہ پانی قلعہ کی جانب پہینکا۔ آپ کے معتقدین جمع ہوے خوف تہا کہ ہنگامہ بپا ہو جائے مگر شاہصاحب نے منع کردیا۔ اور نا امید چلے گئے۔

ارسطو جاہ کی وزارت اور راجہ مہندر کی دولت و حکومت کا زوال اور صدمۂ ذلت سے اسکا انتقال

نواب رکن الدولہ مدار المہام بہادر کا ۲۶ صفر ۱۱۸۹ھ کو ضرب کٹار سے انتقال ہوچکا تہا اور نواب ارسطو جاہ بہادر امورات خدمت دیوانی کو انجام دیا کرتے تہے بتاریخ یکم شوال ۱۱۹۵ھ روز جمعہ بالاستقلال خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے - راجہ مہندر کی بدعنوانیونکی شہرت ہوچکی تہی اور اس کے خاندان مین نقاص پیدا ہوچلا تہا اور جاگیرات ترکہ اولاد گوپال سنگہ اور نرپت سنگہ کے لحاظ سے متفرق طور پر بٹ گئے اور پرگنہ قندہار بہی چہین لیا گیا اور یہہ پرگنہ بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ درعوض تنخواہ رسالہ نواب شمس الامرا ابو الفتح خان بہادر پائگاہ خاص مین دیدیا گیا فقط قصبہ قندہار اور اسکی قلعداری راجہ مہندر کے نام باقی رہ گئی جو دس ہزار روپیہ سالانہ محاصل کی جائداد تہی راجہ کا دل اس صدمۂ ذلت وندامت کی برداشت نکرسکا کثرت رنج والم نے اسے بیمار ڈالدیا اور اسی سال ۱۱۹۸ھ مین فوت ہوا اسکے بنائے ہوئے لعل باغ مین کنول تالاب کے کنارے دو قبرین راجہ مہندر اور اسکی رانی سون بائی کے نام سے مشہور ہین -

راجہ تیغ سنگہ بہادر کی عملداری

تیغ سنگہ راجہ لعل سنگہ ہند ہپت مہندر بہادر کا چہوٹا بہائی اور قصبہ کنہر کہیڑہ کا جاگیردار تہا راجہ مہندر کے مرنیکے بعد اسکا متبنی فرزند کنور جی سنگہ مسند نشین ہوا اور پروانۂ شاہی مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ بعطائے خدمت قلعداری قندہار معہ قصبۂ مجیح کامل آٹہہ ہزار چہہ سو بتیس روپیے (۸۶۳۲) اور خطاب راجہ جی سنگہ کو عطا ہوا کنور جی سنگہ کم سن تہا اسلیئے تیغ سنگہ کو فوج شاہی مین بہی یکہ رہنیکی عزت حاصل ہوئی

خاندیس کا سفر اور راگہو راؤ مرہٹہ سے مقابلہ

۱۱۸۸ھ مین تیغ سنگہ بہادر ہمراہ رکاب بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد تک گیا جب راگہو راؤ نے ہولکر اور سندہیا کو فراہم کر کے فوج کثیر کے ساتہہ دریائے نربدا کو عبور کیا اور صوبہ خاندیس مین پہونچا شاہی فوج نے

مولف حدیقۂ عالم نے لکہا ہے کہ (معین الدولہ مراد از ارسطو جاہ در جمیع مقدمات ملکی ومالی دخیل گشتہ عہدہ خدمت مدار المہامی بدون آنکہ متعلق شود بخود متعلق گردانیدند ۱۲

اسکا اتفاق کیا تیغ سنگہ اس معرکہ مین فوج شاہی کے ساتھہ تہا راگہو فوج ظفر موج کی مقابلہ کی تاب نہ لاکر بہاگ گیا۔ نواب نظام علیخان بہادر نے تیغ سنگہ کو اس کارگذاری کے صلہ مین سرپیچ و جیغہ مرصع عنایت فرمایا۔[1]

دریاے کشنا کی سیر اور سفر

۲۳ محرم سنہ ۱۱۹۱ھ کو نواب نظام علیخان بہادر حیدرآباد سے دریاے کشنا کیطرف بغرض سیر و تفریح روانہ ہوئے اس سفر مین تیغ سنگہ اور اسکا بیٹا بیجے سنگہ دونون ہمراہ رکاب تہے جب ۱۷ جمادی الاول کو بعد سیر و شکار واپس ہوکر حیدرآباد داخل ہوے تو بندگانعالی نے تیغ سنگہ اور بیجے سنگہ کو سرپیچ دو رقم مرحمت فرمایا۔[2]

کوہ مولا کی زیارت

سنہ ۱۱۹۱ھ کو راجہ لعل سنگہ نبیرہ دیپت مہندر بہادر کے ساتھہ جب راجہ تیغ سنگہ بلدہ حیدرآباد مین داخل ہوا اسوقت بندگانعالی زیارت کوہ شریف کیلئے تشریف فرما ہوے تہے اور یہین قیام تہا دونون راجہ دربار شاہی مین باریاب ہوئے اور راجہ تیغ سنگہ کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا۔

تیغ سنگہ اور بیجے سنگہ کا مقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعہ بادامی مین محصور ہوکر رہائی پانا

سنہ ۱۲۰۰ھ مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے تیسری جمادی الاول کو لوپورنا سے عبور کرکے قلعۂ بادامی کا محاصرہ کیا۔ جاے بے موقع تہی دونو جانب بڑے بڑے پہاڑ تہے جس سے غنیم کی فوج کے شبخون مارنیکا خوف تہا اسلیئے وہان سے فوج ہٹاکر میدان مین خیمہ زن ہوے راجہ تیغ سنگہ و راجہ بیجے سنگہ بہادر و کنور جسونت سنگہ فرزند نرپت سنگہ و نرپت سنگہ فرزند پدم سنگہ قلعدار کولاس بہی ساتھہ تہے۔ فوج مین غلہ کی کمی ہوگئی کیونکہ غلہ کسی قریب مقام سے آنہین سکتا تہا لہذا بمقتضاے مصلحت وقت شرف الملک بہادر اور رفعت الملک بہادر و راجہ تیغ سنگہ وغیرہ کو اسی ہزار سوار جرار سے قلعہ کے محاصرہ پر چہوڑکر بندگانعالی واپس ہوے۔ اس فوج نے قلعہ بادامی کے محاصرین کو گولہ باری سے تنگ کرکے بامن جان قلعہ خالی کرالیا یہ خبر سنکر ٹیپو سلطان بہادر ایک لاکہہ پیادہ اور ساٹہہ ہزار بار اور چوسٹہہ ہزار سوار اور تین سو ضرب توپ و گرنال لیکر ۲۶ رجب کو فوج شاہی کے مقابل ہوا تیغ سنگہ وغیرہ افسر معہ فوج شاہی قلعہ مین

[1] تزک آصفیہ صفحہ ۲۳۷ [2] تزک آصفیہ صفحہ ۲۵۵

محصور ہوکر ٹیپو سلطان بہادر کی فوج سے مقابلہ کرتے رہے اور باوجود محصوری کے مخالف فوج سے ستر سردار اور پندرہ ہزار سوار و پیادہ بضرب تیر و تفنگ ہلاک کرڈالا ایک مہینے تک فوج شاہی محصور رہی اس عرصہ مین حیدرآباد سے لشکر فیروزی اثر بہ سرکردگی نواب شمس الملک بہادر و نواب مشیر الملک بہادر محصورین کی امداد کیلئے ہونچا۔ اس لشکر مین راجہ چمنا بہادر۔ اور راجہ پدم سنگہ بہادر اور راجہ راو رنبہا اور بہت سے نامور افسر و رسالہ دار و منصبدار شریک تھے معرکہ آرائی کے بعد فوج مخالف پسپا ہوئی۔ اور ٹیپو سلطان واپس چلا گیا تیج سنگہ و جیت سنگہ و پدم سنگہ و دیگر سرداران فوج شاہی کامیابی کے ساتھ واپس ہوکر مورد الطاف شاہی رہے[51]

جنگ روڈرور | اوس زمانہ مین یہہ دستور تہا کہ جمعداران و افسران فوجکو جمعیت کی تنخواہ مین تعلقہ یا پرگنہ بطور تنخواہ جاگیر دیدیا جاتا تہا جمعدار لوگ ضرورت کے وقت متفرق لوگون کو فراہم کرکے فوج ترتیب دیکر پیش کردیتے بعد اجرائی کار اون ہنگامی ملازمین کو علیحدہ کرکے محاصل جاگیر ذاتی فائدہ اوٹہاتے نواب مشیر الملک بہادر جب خدمت دیوانی پر مقرر ہوئے انہون نے فوجکی تنقیح شروع کردی اور اس تنقیح مین اکثر جمعدارونکی کارسازی ظاہر ہوئی اس لئے اون افسرونکو یکسالہ رقم محاصل تنخواہ جاگیرات خزانہ سرکار مین داخل کرنیکے لئے حکم دیا گیا۔ موہن راونگلہ جسکی فوجکی تنخواہ مین پرگنہ روڈرور[52] دیا گیا تہا وہی قسم کا عادی تہا کہ ہمیشہ فوج نہ رکہکر تمام حاصل جاگیرات ذاتی تصرف مین لاتا۔ اسنے رقم یکسالہ داخل خزانہ سرکار کرنے سے انکار کیا۔ اور شب کے وقت فوج شاہی سے بہاگ کر روڈرور چلا گیا اور وہان مفسدونکو فراہم کرکے آمادۂ فساد ہوا۔ اسلئے اوس باغی کے تنبیہ کیلئے قلعدار اودگیر[53] اور قلعدار قندہار کو حکم دیا گیا اور فوج شاہی بہ راجہ بہار آمل کی ماتحتی مین ہونچی موہن راو نگلہ تہوڑی سی معرکہ آرائی کے بعد پاگل کیطرح بہاگ گیا اور پرگنہ روڈرور خالصہ سرکاری مین شامل ہوگیا یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۲ کا ہے

۵۱ تزک آصفیہ مین اس لڑائی کی کیفیت صراحت کے ساتھ لکھی ہے ہمکو صرف تیج سنگہ کی کارگذاری دکہلانا مقصود ہے اس لئے ہم نے ضرورت کے موافق مضمون اخذ کیا ہے۔

۵۲ قصبہ روڈرور تعلقہ بودہن ضلع اندور مین ہے۔ اور یہان کے قاضی شاہ غلام انبیا صاحب ہین ۱۲

۵۳ حسام الدولہ قلعدار اودگیر تہے ۱۲

بیبجے باڑی کی آبادی

تیج سنگہ حلیم الطبع اور سمجہدار آدمی تہا - نیکنامی اور خوش اسلوبی سے قندہار کی حکومت کی اور رعایا اور ملازمین کو نہایت خوش رکہا سنہ ۱۲۰۱ھ مین اور بعض قول سے سنہ ۱۲۱۱ھ مین اناجی باڑی کو اپنے بیٹے بیبجے سنگہ کے نام سے موسوم کر کے بیبجے سنگہ کو جاگیر دی -

بہوانی دیوی کا مندر

تالاب کے کنارے شاہ قرار کی مسجد کے پیچہے اُسنے ایک بڑا مندر[1] ہوایاہے وہ ابتک موجود ہے -

مواضع پرگنہ قندہار پر پائگاہ کا قبضہ

سنہ ۱۲۰۵ھ مین مواضع پرگنہ قندہار نواب خورشید الملک خورشید الدولہ غلام بہاؤالدینخان امام جنگ شمس الامرا کے تفویض ہوے اور سات سال پائگاہ کی حکومت اس پرگنہ کے مواضع پر رہی اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگہ کی حکومت تہی

مواضع پرگنہ قندہار پر یادہو راو کی حکومت

۱۹ محرم سنہ ۱۲۱۲ھ کو راجہ راجایان شاہ راج بہادر بنیابت پیشکاری پر سرفراز ہوے جس زمانہ مین ارسطو جاہ بہادر پونہ مین تہے راجہ شاہ راج بہادر خدمت دیوانی کو ہی انجام دیتے تہے - راجہ صاحب نے مواضعات پرگنہ قندہار راجہ یادہو راو کے سپرد فرمایا تہا -

راجہ تیج سنگہ کی موت

قلعہ اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگہ بہادر کی حکومت بدستور رہی اور راجہ رعایا کی نظر وبنین باوقعت رہا سنہ ۱۲۱۵ھ کے قحط مین اس نے رعایا کو بہت امداد دی ہمتک لکہو کے غلہ اور نقد روپیہ رعایا اور دوکانداروں کو قرضہ دیا تہا قندہار کے رہنے والون کو آوارہ اور پراگندہ ہونے نہین دیا حالانکہ اس راجہ کی حکومت سواے قندہار کے دوسرے مواضعات پرگنہ پر نہ تہی - سنہ ۱۲۱۹ھ مین بعارضہ بخار دنیا سے کوچ کر گیا لاش جلا دی گئی اُسکا سمادہ اسکے اجدادی قبور کے احاطہ مین بنایا گیا اوسکی تصویر کا پتہر بالاجی کے دیول مین موجود ہے -

راجہ کی اولاد

راجہ تیج سنگہ کے چار بیٹے تہے پہلا بیٹا بیبجے سنگہ بیبجے باڑی کا جاگیردار

---

[1] اس مندر مین بہوانی دیوی کی مورت تہی ہمت سنگہ کے حملہ کے وقت روہیلون نے وہ مورت توڑ ڈالی تہی اس کے بعد برہمنون نے دوسری سنگ مرمر کی مورت بنوائی ہے جسکی پرستش جاری ہے ۱۲

جسکی اولاد کا سلسلہ باقی نہین رہا۔ دوسرا موتی سنگھ دابکہ کا جاگیردار۔ تیسرا بیجے سنگھ قندہار
کا جاگیردار و قلعدار۔ چوتھا دیب سنگھ

راجہ کنور جے سنگھ بہادر قلعدار و جاگیردار قندہار

یہہ راجہ مہندر بہادر کا فرزند متبنیٰ اور راجہ تیج سنگھ کا بڑا بیٹا تہا۔ مہندر کے انتقال کے
بعد برائے نام مسند راجگی پر بٹہلایا گیا۔ اور نواب نظام علیخان بہادر کی پیشگاہ سے اگرچہ
اسکو خطاب راجگی و تمغۂ جاگیرداری ۱۱۹۹ھ مین سرفراز ہوچکا تہا مگر راجہ تیج سنگھ کل کاروبار
کا مختار رہتا۔ جب ۱۲۱۹ھ مین تیج سنگھ راہی ملک عدم ہوا تو جے سنگھ نے زمام حکومت اپنے
قبضہ مین لی۔ اس راجہ کے حکومت سوائے قصبۂ قندہار کے اور کچہہ بہی نہتی مگر اسکا رعب تمام
پرگنہ کے رعایا پر چہایا ہوا تہا۔ اس مین شک نہین کہ راجہ شجاع و جری تہا مگر ساتہہ ہی سخت گیر
بہی تہا راجہ گوپال سنگھ کے عہد سے قندہار نہایت امن کی جائے تہی معتبر ساہوکار جمع ہوتے تہے
دوکانداروں کسی قسم کی سختی کا برتاؤ نہین ہوتا تہا صرف اورنگ پورے مین قریب پانچسو مکان قوم راجپوت
کے تہے اسکے علاوہ ہتائی پورہ مین بہی راجپوت اور بیدڑے مقیم تہے اورنگ پورہ غازی پورہ
گوکل پورہ کی آبادی تالاب کی چارون جانب سے گہری ہوی تہی۔ **درگاہ سے کوٹ** بازار
و **پاگا و لال** ننگر تک آبادی کا سلسلہ چلا گیا تہا قلعہ کی شرقی جانب **مالس پور** و جنوبی
جانب **بہادر پورہ و تلنگ پورہ** اپنی اپنی آبادی کی شان علیحدہ علیحدہ دکہلا رہی تہے
اورنگ پورہ و ہتائی پورہ مین جو راجپوت و بیدڑے مقیم تہے وہ سب راجہ کے ملازم نہ تہے بلکہ
خوش باش تہے۔ جنکا ذریعۂ معاش دوسرے علاقون کی ملازمت پر تہا مگر ان کے اہل و عیال
یہین مقیم رہتے اور اس آبادی کو اپنا وطن جانتے تہے ایسی آباد اور پر فضا بستی کی حکومت
راجہ جے سنگھ کو ملی اس راجہ نے پہلے پہل یہہ سخت گیری کی کہ ۱۲۱۸ھ مین جو قحط سخت واقع
ہوا تو راجہ تیج سنگھ نے رعایا اور اوسط درجہ کے ساہوکارون کو معزز اشخاص اور معتبر ساہوکارون کی
ضمانت پر تمسکات لکہوا کر غلہ اور نقدی سے امداد دی تہی چونکہ قحط کا اثر بڑے بڑے
معزز اور امیر لوگون پر بہی پڑہ چکا تہا انہین بہی تمسکات دیکر غلہ اور نقدی حاصل کرنے کا

اتفاق ہوا قحط کے دور ہونے پر رعایا ابہی سنبہلی نہ تہی مویشی کے مرجانے سے دوسرے جانوروں کے خریدنے اور بذریعہ کاشتکار کامل روپیہ ادا کرنیکی ابہی مقدرت حاصل نہوی تہی کہ جے سنگہ نے وصول قرضہ مندرجہ تمسک مین سختی شروع کی اور یہ رعایا اور ملازمین کی دلشکنی کا باعث ہوا۔ بعض لوگ اس سختی کے متحمل نہو جلا وطن ہونے لگے اس نے منفرق معاشداروں کی معاش بہی اپنے ادائی قرضہ مین ضبط کرلی تہی۔

نواب نظام علیخان بہادر کی وفات

نواب نظام علیخان بہادر نے ۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ مین بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا صحن کہ مسجد مین نواب مستطاب کی والدہ ماجدہ حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ کے مقبرے کے پاس مدفون کئے گئے اور غفرانمآب کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے آٹہہ فرزند تہے (۱) نواب عالیجاہ میر احمد علیخان بہادر (۲) نواب سکندرجاہ میر اکبر علیخان بہادر (۳) نواب فریدونجاہ میر سبحان علیخان بہادر (۴) نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر (۵) نواب جمشید جاہ میر جہاندار علیخان بہادر (۶) نواب اکبرجاہ میر تیمور علیخان بہادر (۷) نواب سلیمانجاہ میر جہانگیر علیخان بہادر (۸) نواب کیوانجاہ بہادر

فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر

آپ نواب نظام علیخان بہادر کے فرزند ثانی سکندرجاہ بہادر آپ کا نام تہا ۱۲ رجب ۱۱۸۳ھ مین پیدا ہوئے اور بتاریخ ۲ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ سریرآرائے سلطنت دکن ہوئے

وزارت میر عالم بہادر

۱۲ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب اعظم الامرا ارسطوجاہ دیوان دکن نے دارفنا سے دار بقا کی طرف انتقال کیا اور انکے جانشین ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو ابو القاسم میر عالم بہادر عہدۂ دیوانی سے سرفراز ہوئے نواب رفعت الملک بہادر منشی داری نانڈیر پر مقرر رہے۔ دیہات پرگنہ قندہار بتغیر یادہوراؤ نواب صاحب موصوف کے تفویض کردئے گئے ۱۰ محرم سنہ ۱۲۲۰ھ مین راجہ کنور جی سنگہ بہادر نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی اور نواب سکندرجاہ بہادر نے لعطائے سرپیچ جدید سند قلعداری معہ جاگیر بدستور سابق بنام راجہ مذکور تحریر فرمادی اور راجہ کامیابی کے ساتہ قندہار واپس آیا اور حکمرانی کرتا رہا

ساد ہو ہمنت راؤ مہاراج کی کیفیت

ہمنت راؤ قوم کا برہمن راناجی پنڈت کا بیٹا موضع کانرٹ کہیڑ تعلقہ بسمت ضلع پربہنی کا دلیپانڈے تہا۔ راجہ جے سنگہ کے امتیازی ملازمین مین اسکا تعلق تہا اوایل عمر ہی اسمین آثار عزلت وخداترسی ظاہر تہے شب وروز اپنی اوقات عزیز کو خداپرستی مین صرف کرتا اکثر راجہ کو اسبات کا تجربہ ہوا کہ جب اسکو بلایا تو سنا کہ راؤ صاحب تو پوجا کر رہے ہین راجہ کو راؤ صاحب کے مخالفین نے برہم کردیا تہا راجہ کا خیال اس کے تخریب کی جانب لگا رہتا تہا۔ اتفاقیہ طور پر پہکال دروازہ کے باہر راجہ انہین راؤ صاحب کے کمرہ کے پاس آگیا۔ تو دیکہا کہ واقعی راؤ صاحب پرستش مین ایسے مصروف ہین کہ انہین راجہ کے آنیکی خبر نہوئی۔ راجہ نے عتاب سے کہا کہ ہمنت راو آپ پوجا کرتے کرتے بالکل سادہو ہی ہوگئے لفظ سادہو کچہہ ایسے مناسب وقت پر راجہ کی زبان سے نکلا کہ اسکا اثر راؤ صاحب کے لوح دل پر منقش ہوگیا اور وجد کی سی حالت طاری ہوگئی بیخودی نے غلبہ کردیا اور لفظ سادہو سادہو انکے وردزبان ہوگیا کپڑے اور ہتیار اوتار کر پہینکدے اور اسباب اوسیوقت لٹا دیا ترک وطن کرکے پنڈہرپور کی جانب چل نکلے اور ایک عرصہ کی سیاحی کے بعد اپنے وطن کو واپس آئے تارک اللباسی نے انہین سادہو مشہور کردیا اور ان کے معتقدین بہی بہت سے پیدا ہوگئے سادہو اکثر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین حاضر رہا کرتے اور شاہ صاحب بہی انکو دل سے چاہتے تہے سادہو کی علمی لیاقت معمولی ہی مگر سنا جاتا ہے کہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فیض صحبت نے ان مین تصوف کا رنگ بہردیا تہا اور ان کے خیالات ظلمت کدہ کفر وشرک سے پاک ہوکر وحدانیت کے وسیع میدان مین گہوم رہے تہے۔ سادہو نے اپنی بقیہ زندگی عمدہ طریق پر گذار کر تعلقہ عمرکہیڑ مضافات برار مین چیت شدی ایکادسی ۱۲۳۱ف کو انتقال کیا قبر عمرکہیڑ مین ہے۔ سادہو کے سمادہ کو اخراجات کیلئے سرکار آصفیہ کی جانب سے جاگیر موضع بیل کہیڑا تعلقہ وسپت عمرکہیڑ ضلع باسم علاقہ عملداری برار مین ہے۔ ہمنت راو سادہو کے بعد بالا بہاؤ[1] جانشین ہوا اور سادہو کہلایا

[1] بالا بہاو سادہو کے بعد رکما نگت تاتیا سادہو ان کے بعد بالا بہاؤ ثانی سادہو اون کے جانشین ہمنت باپو سادہو ہوئے ۱۲

عشرۂ محرم مین ہنگامہ آرائی اور راجہ کی ہاتی کا زخمی ہونا

راجہ جے سنگھ کے عہد حکومت مین سید میر نامی چہوٹے روضہ کے محلہ مین رہتے تہے۔ میر صاحب کے قیام نے اس مقام کو **میر کا دائرہ** مشہور کر دیا۔ میر صاحب اپنے حسن اعتقاد کے سبب عشرہ شریف مین عاشورخانہ کو آراستہ کر کے مجلس کیا کرتے تہے اور بہت ہی پرتکلف اور خوشنما تابوت بنا کر نوین دسوین تاریخ کی شب مین نہایت دہوم دہام سے قلعہ کی جانب لیجاتے تہے۔ لیکن تابوت بلند ہتا اور قلعہ کی جانب جانیکے لیے ضرور ہتا کہ درگاہ پورہ کے شامیانہ کی طناب کہولی جائے جسکی وجہ سے فساد ہونیکا اندیشہ لگا رہتا اسلئے اس تابوت کے ساتہ محلہ چہوٹے روضہ کے بیفکر خوش باش لوگون کے علاوہ گائیکواڑ مرہٹے و راجپوت ہی رہتے۔ اس سال میر صاحب نے راجہ سے ملکر سرکاری تعزیہ کے ساتہ ہی اپنا تعزیہ سب کے آگے رکہنیکی تحریک کی تہی اور راجہ نے معقول نذرانہ حاصل کرنے کے بعد میر صاحب کو اجازت دیدی۔ سرکاری تعزیہ کے پیچہے ہتائی پورہ کا تعزیہ جو سفید[1] باؤن کے چودہری کے عاشورخانہ مین بنایا جاتا ہے جلوس کے روز دستور سابقہ کے مطابق رہا کرتا تہا۔ راجہ نے محمد یوسف چودہری کو بلا کر سمجہا دیا۔ چودہری نیک طینت اور سمجہدار آدمی تہا راجہ کا حکم مان گیا اور اپنے علاقہ کا تعزیہ میر صاحب کے بلند اور خوش نما تابوت کے پیچہے رکہنا قبول کر لیا ہتائی پورہ کے محلہ والے اس نئی تجویز کے خلاف ہوئے اور اپنے محلہ کے تعزیہ کو دستور کے خلاف دوسرے محلہ کے تعزیہ کے پیچہے رکہنا عار اور اپنے محلہ کے حقارت کا باعث سمجہے اور اس نئی بات نے ان کے بیفکر اور بیکار دلوں مین غیر معمولی جوش پیدا کر دیا انہون نے ٹہان لیا کہ کچہہ ہی ہو مگر اپنے محلہ کی بات ہیٹی نہو۔ چنانچہ انہون نے ظاہر و باطن خوب تیاریان کین اور وقت کے منتظر رہے جب سرکاری تعزیہ چاوڑی سے اوتارا گیا تو ادہر سے میر صاحب اپنے پرتکلف تعزیہ کو خود مختار جان نثار گروہ کے ساتہ بازار مین لے آئے۔ ہتائی پورہ کا تعزیہ بہی معمول سے زیادہ جمگہٹ اور خود سر فریق کے حمایت مین اپنی مقررہ جا پر پہونچا۔ ہرچند چودہری چلاتا رہا اور سرکاری سپاہیون نے بہی روکا مگر کسی نے مانا

[1] عام اصطلاح مین مومن کہتے ہین ۱۲

فساد کرنے پر ہمہ تن مستعد ہو گئے - اس ہنگامہ کی خبر راجہ تک پہونچی - راجہ نے حالت غیظ مین
اپنی بات نباہنے کے لئے قلعہ کے محافظ سپاہی اور شکاری ہاتی ساتہہ دیکر ہتائی پورہ
والونکو روکنے اور ہنگامہ فرو کرنیکے واسطے بہیجا - سرکاری تعزیہ اور ہتائی پورہ کے تعزیہ
کے مابین ہاتی خوف دلانیکی غرض سے کہڑا کیا گیا - اور سپاہیون نے بہی دہمکی دی جسکا مطلب
ہتا کہ میر صاحب کا تعزیہ سرکاری تعزیہ کے پیچہے آجائے اور میر صاحب کی دلی تمنا حاصل ہو
اس انتظام سے ہتائی پورہ والے خوف ہو گئے تہے لیکن غیرت نے انکے بیٹہے ہوئے
دلون کو اوبہارا اور وہ دوبارہ جوش مین آئے یہہ جوش ہی انتہا درجہ کا ہتا کہ تہم سکا
اور (دولہ یا علی) کہتے ہوئے بڑی بڑی لکڑیان اٹہائے ہوئے ادن سرکاری
سپاہیون پر پل پڑے وہ تو تہوڑے سے سپاہی تہے ایکطرف ہو گئے مگر ہاتی نہ ہلا
اس ہنگامہ مین ایک تیز دست بلوائی نے اپنی پوری قوت بازو سے تلوار کا وار ہاتی
کے سونڈ پر چلایا - زخم کاری لگا - اور ہاتی پلٹ کے چلاتا ہوا بہاگ نکلا - فتحمند -
فریق نے اپنے تعزیہ کو دستور کے موافق مقررہ جاے پر لیجاکر کہڑا کردیا میر صاحب
ناکامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے ان بلوائیون کا انتظام راجہ سے کچہہ بہی نہو سکا -
تہوڑے سے نذرانہ کی لالچ مین خفت کے علاوہ نقصان کثیر اوٹہانا پڑا -

نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا اور ہیبت راؤ نایک کی گرفتاری و رہائی

ہیبت راؤ نایک رسن گانون جو ناگوجی نایک کا جانشین ہتا -
اس نے پرگنہ قندہار مین دست درازی شروع کردی تہی -
ناگوجی راؤ نایک کے واقعہ نے جوش انتقام ہیبت راؤ کے رگ
پے مین بہردیا ہتا وہ تعلقہ قندہار کے درپے خرابی ہتا - چونکہ یہہ پرگنہ نواب رفعت الملک بہادر
کی تفویض ہتا اسلئے انہین اسکی انسداد کی فکر ہوئی اور یہہ انتظام بجز گرفتاری
ہیبت راؤ ممکن نہ ہتا نواب صاحب کو پرگنۂ قندہار کے دورہ کی ضرورت ہتی اس ضمن
مین نواب نے اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب سے قندہار
حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کرنیکی اجازت چاہی - مولانا نے نواب کو حاضر
ہونیکی اجازت دی اور راجہ جے سنگہ کو نواب کے ارادہ سے باخبر کردیا - گو راجہ کا

منشا نہ تہا کہ نواب صاحب قندہار تشریف لائین کیونکہ راجہ کی تلون طبعی نے اُسکو خوف مین
ڈالدیا تہا کہ نواب کہین قلعہ نہ چہین لین مگر مولانا کے ارشاد کے سامنے کر ہی کیا سکتا تہا
خلاف عرض کرنیکی مجال نہتی مولانا کے فرمان کو مان لیا اور خود ہی نواب کی خدمت مین
بذریعہ تحریر حضرت مولانا کے منشا سے مطلع کردیا۔ مگر راؤس نے اپنے قلعہ کی پوری۔
پوری حفاظت کر لی تہی موجودہ ملازمین کے علاوہ کچہ ہنگامی کچہ امدادی و رعایا کی جمعیت سے
تمام قلعہ و قصبہ بہر دیا تہا نواب صاحب نانڈیڑ سے بالا بالا گشت لگاتے ہوئے رسن گاؤن
پہونچے اور محاصرہ کرکے حکمت عملی سے بلا کشت و خون ہیبت راؤ نایک کو گرفتار کرلیا۔ نایک کی
سفاکی مشہور تہی لہذا بخیال دور اندیشی اسکو لوہے کے پنجرہ مین قید کیا نواب قندہار
تشریف لائے بہت سے سپاہی سوار پیادہ ساتہہ تہے شہر پناہ کے باہر عیدگاہ کے پیچہے
نواب معہ فوج خیمہ زن ہوئے یہہ منظر دید کے قابل تہا۔ راجہ کے سپاہی قلعہ اور قصبہ کے ہر ایک
برج پر مسلح ٹہل رہے تہے توپین بار کی گئین تہین۔ گولہ انداز گن فیر لئے ہوئے مستعد ہتے
قصبہ کے دروازون اور آبادی کے چوراستون پر دکہنی و راجپوت و مرہٹے گاؤ اڑ
و بیدڑ راجہ کے سپاہی جوق جوق کہڑے ہتے قصبہ کے فصیل کے برجون پر بہی خوب
انتظام کیا گیا تہا۔ نواب صاحب نے اس راجہ کی فوجی انتظام پر جو بضرورت تہا نظر حقارت
ڈالکر تبسم کیا اور فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے دولت خانہ تک ہم بہی جلوس سے چلینگے۔
دوسرے دن صبح مین جلوس کی سواری کا انتظام ہوا نواب صاحب کی فوج نہایت شان
شکوہ کے ساتہہ آبادی سے گذرنے لگی نواب کے جلوس مین خوبی کے ساتہہ وہ لوہے کا
پنجرہ بہی تہا جس مین ہیبت راؤ نایک اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کیلئے بند تہا حضرت مولانا
کی خانقاہ پر پہونچکر نواب نے سعادت حاصل کی اور حضرت سے ملکر اپنی فرودگاہ پر
اسی شان و شوکت سے واپس ہوئے۔ اور تا قیام روزانہ مولانا کی خدمت مین تنہا حاضر
ہوا کرتے۔ ہیبت راؤ نایک نے بذریعہ مولوی محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار حضرت
مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین اپنی رہائی کے لئے تحریک کی اور قابل رحم اور
عاجزانہ حالت کا اظہار کیا۔ اس تحریک کے دوسرے دن جب نواب حاضر ہوئے تو

حضرت مولانا نے نایک کی رہائی کیلئے سفارش فرمائی۔ نواب کو اپنے مرشد کے ارشاد کی تعمیل فرض عین تہی تکمیل ضابطہ کیلئے حاضر ضمانت اور فعل ضمانی لینا ضرور رہتا۔ راجہ جے سنگہ نے محتسب صاحب کی تحریک پر نایک کی حاضر ضامنی و فعل ضامنی نواب کے پاس لکھکر بہیجدی نواب نے نایک کو چہوڑ دیا اور ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ناندیڑ روانہ ہوئے۔

ہندو مسلمانون مین جہگڑا

بہادر پورہ کیجانب کمانی دروازہ کے ملحق ہنود کا ایک معبد ہے۔ راجپوتون نے اس دیوتا کی سیوا نکالی اور شہر مین لے چلے اس سیوا کے ساتہہ راجہ کے اکثر راجپوت ملازم بہی تہے حاکم کے بہرے اور اپنی زیادہ گروہ کے غرور مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے کا قصد کیا چونکہ یہہ بات خلاف دستور قدیم تہی مسلمانون نے روکا راجپوتون نے اوس روکنیکی پرواہ نکی اور آگے بڑہنا چاہا زبانی بحث شروع ہوگئی اسعرصہ مین طرفین سے جوق جوق آدمی جمع ہوگئے بحث نے طول کہینچا اور مشت مشت کی نوبت آگئی اور مسلمانون نے حملہ بہی کردیا اور سیوا توڑ ڈالی اور راجپوتون کو منتشر اور پسپا کردیا راجپوتون نے راجہ سے استمداد چاہی راجہ نے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کیخدمت مین اطلاع کی اور مسلمانونکی زیادتی ثابت کی چونکہ شاہ صاحب کو اسکا بخوبی علم تہا کہ ابتدا ہنود کے جانب سے ہوئی لہذا اسا شہ کو طرح دے گئے راجہ کو سوائے سکوت کے کچہہ نہ بن پڑا۔

اورنگ پورہ مین نہال سنگہ کی شادی اور خونریزی

کیسری سنگہ راجپوت راجہ جے سنگہ کا نسبتی بہائی اورنگ پورہ مین دولتمند اور ذی رتبہ شخص تہا۔ اور اسکا مکان عالیشان اورنگ پورہ کے مسجد کے قریب ہی تہا جسنے اپنے کنبہ مین رام سنگہ راجپوت سے اپنی کمسن لڑکی کی نسبت ٹہرائی تہی۔ رام سنگہ مرہٹون کے پاس ملازم ہوکر پونہ چلا گیا کئے سال گذر گئے کہ اسکو اپنے وطن آنے کا موقع نہوا۔ لڑکی بالغ ہوچکی تہی کیسری سنگہ نے باجازت راجہ صاحب اس لڑکی کو اپنے کنبہ مین دوسرے شخص نہال سنگہ سے منسوب کیا اور شادیکی تاریخ معین ہوگئی۔ اتفاقاً رام سنگہ پونہ سے قندہار کے قریب آیا ہوا تہا۔ اسکو یہہ خبر لگی اس نے پورا پتہ لگایا اور شادی کے عین رسوم کے وقت جو بموجب بیان برہمن منجم کی

رات کے دس بجے کے بعد نیک ساعت قرار دیگئی تہی اور دولہا و دولہن ہنوز یون کا گشت لگارہے تہے۔ رام سنگہ اپنے رفیقون اور مرہٹون کو ساتہہ لیکر اچانک آپہونچا۔ اور حملہ کیا۔ شادی کے گہر والے راجپوت غفلت مین تہے تاہم سنبہلا سنبہلی تک دولہ دولہن کے ارمان بہرے دونکا قسمت نے فیصلہ کردیا اور بسخت بیرحمی سے قتل کئے گئے قاتل رام سنگہ معہ اپنے ہمراہیون کے کامیابی کے ساتہہ جان بچاکر نکل گیا۔ قندہاری راجپوت بہت تاسف ملتے رہ گئے۔ اور اس خبر کے سننے سے راجہ کو بہی صدمہ ہوا۔

قوم راجپوت و بیدڑے کی تاراجی۔

امر سنگہ نامی راجپوت راجہ جے سنگہ کا دیوان اور مالی وملکی وفوجی معاملات مین پورا دخل رکہتا تہا اسکو جب اسبات کا پورا یقین ہوگیا کہ راجہ کے سپاہی اور اہلکار راجہ کی سخت گیری اور تلون طبع سے شاکی ہین تو اس نے سب کو ہموار کرلیا دوپہر کے وقت راجہ صاحب استراحت فرما رہے تہے۔ یہہ کل باغی فوج کی ساتہہ قلعہ مین گہس گیا۔ پہرہ چوکی والے سب اسی کے طرفدار ہوگئے خندق دروازہ لوہا دروازہ مچہلی دروازہ طے کرچکا اب صرف مہاکالی دروازہ مین داخل ہوا چاہتا تہا کہ راجہ کو خبر لگی۔ فوراً مہاکالی دروازہ بند کرلیا گیا جو کچہہ ملازمین موجود تہے اون سے مدد لیکر برجون کے ریکلے[1] سر کئے اور ہاتہ سے بڑے بڑے پتہر اوپر سے لڑہکائے اس مرحلہ مین راجہ کی خواصین اور رانیان شریک تہین۔ اور خود راجہ نہایت تیزی سے باغیون کو پسپا کرنیکی کوشش کررہا تہا باغیون کو شکست کے علاوہ ندامت ہوئی اور کوئی ٹہیر نہ سکا۔ سب دروازے راجہ کے قبضہ مین آگئے۔ راجہ قلعہ کے برج پر چڑہکر اپنے ہاتہہ سے توپین بہرتا اور سر کرتا رہا اسوقت ایسے مشکل کام مین اکثر نازک نازک حنا آلود ہاتہہ بہی راجہ کے مددگار تہے۔ راجہ نے قلعہ کے برج پر سے اورنگ پورہ کی بڑی بڑی حویلیان چہوٹی چہوٹی دوکانین گرادین راجپوت تاراج ہوگئے ہزارہا روپیہ کا مال تلف ہوگیا۔ عیال واطفال کی جان بچانے چلدئے جنکے سوائے کچہہ نہ بنا۔ جو رہ گئے وہ دنیا سے ہی گئے۔ راجہ نے راجپوت اور بیدرون کو چن چن کے مارا۔ قندہار کے راجپوت کچہہ تو

[1] ریکلہ ایک قسم کی چہوٹی توپ ہوتی ہے ۱۲

راجہ گوپال سنگہ سے بھی اگلے زمانہ کے تھے۔ اور بعض اونکے عہد مین ایسے تھے جنکی ہزارون سے بھی زیادہ تعداد پہونچی تھی اس راجہ نے انکی بیخ کنی کردی۔

نواب منیر الملک بہادر کی دیوانی

۱۸ ماہ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ سے مہاراجہ چندولعل بہادر عہدہ پیشکاری پر سرفراز تھے جب ۲۰ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو میر عالم بہادر کا انتقال ہوگیا تو اونکے داماد منیر الملک بہادر کو بتاریخ ۱۵ رجب سنہ ۱۲۲۴ھ خدمت نیابت دیوانی ملی تھی مگر امورات دیوانی مین مہاراجہ بہادر دخیل تھے۔ راجہ جے سنگہ نے قندہار کو خاطر خواہ ویران کرکے مہاراجہ کے اجلاس مین یہہ عرضداشت بہیجدی کہ قندہار کے راجپوت اور بیدر کے مرہٹون نے شامل ہوکر سرکار کی علاقہ جات مین لوٹ مار کیا کرتے تھے انکو مناسب سزا دیگئی ہے۔ اور اب باقبال سرکار اچہا انتظام ہوگیا ہے

گوڑیا لٹیرے کا قندہار پر حملہ

قوم راجپوت کے ساتہہ راجہ نے جو بیرحمی اور سختی کا برتاؤ کیا تہا اس سے دوسرے قوم والون پر بھی بیدلی کا اثر پہیلا اور وہ راجہ سے متنفر ہوتے چلے۔ دستور تہا کہ ہر ایک محلہ مین سرکاری جوان پہاتی باجا جسکو (ہلکی وسینگہ) کہتے ہین بجاتے ہوے گردوند پہرا کرتے تھے۔ محلہ والون نے اسکی فریاد سندکی اسی اثنا مین راجہ کو کسی ضرورت پر ماتورہ جانیکا اتفاق ہوا راجہ کے جاتے ہی چوتھے روز رات کے بارہ بجے گوڑیا ڈاکو اپنے بے تعداد ہمراہیون کے ساتہہ قندہار پر ٹوٹ پڑا۔ اور لوٹ مار شروع کردی یہہ ہنگامہ کسیکے سمجھ مین نہ آیا۔ سب لوگ راجہ کی کارسازی کے تصور نے بدحواس بنادیا کسیکو مقابلہ کی جرات نہوئی بہت سے لوگ شبا شب بہاگ گئے کچہہ مجروح بہی ہوئے۔ اس ہنگامہ مین مستحکم مکانات کی دولت تو محفوظ رہی مگر متفرق غربا کے مکانات لوٹے گئے تمام شب یہی ہنگامہ رہا۔ صبح کو کامیابی کے ساتہہ گوڑیا اپنے ہمراہیون سمیت واپس چلا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۲۲۵ھ کا ہے۔ اور اس واقعہ مین بہی اکثر قدیم کتب وکاغذات الغامداران تلف ہوے جنکا محضر بعد کو تیار ہوئے ہین۔

چند روز کے بعد راجہ واپس آیا۔ اسنے رعایا کی تسلی کی مگر لوگون کے دلون سے یہہ خیال دور نہوسکا کہ اسمین راجہ صاحب سبب لوٹ ہین۔

گلاب باڑی اور سجان باڑی

سنہ ۱۲۲۷ھ مین راجہ نے اپنے دو بیٹون کے نام پر دو باڑیان آباد کین گلاب باڑی اور سجان باڑی جو ابتک اس راجہ کے یادگار ہین دونو آبادیان موجود ہین۔

راجہ جیسنگہ کی موت

راجہ نے اپنی سخت گیری و رعب و داب سے اپنی زندگی تک حکومت کی اور سنہ ۱۲۳۲ھ مین بعارضہ پیچش و بخار فوت ہوا اسی سال مین سخت ہیضہ تمام دکن مین پہیلا ہوا تہا اسکی جلی ہوئی لاش کی باقی ماندہ ہڈیونکی سمادہ تیج سنگہ کے سمادہ کے برابر بنائی گئی ہے۔ اس راجہ کے پس ماندون سے تین بیٹے اور ایک بیٹی اسکی یادگار رہے۔ پہلی رانی دہرتا بائی سے گلاب سنگہ و سجان سنگہ اور ایک لڑکی تہی اور دوسری رانی چمنا بائی سے ہیرا سنگہ تہا۔ جے سنگہ کے بعد گلاب سنگہ مسند نشین حکومت ہوا۔

راجہ گلاب سنگہ قلعدار و جاگیردار قندہار

کنور گلاب سنگہ سنہ ۱۲۲۱ھ مین پیدا ہوا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۳۲ھ مین مسند حکومت پر بیٹہا قندہاری لعل دیوان اور غلام محی الدین خان کارپرداز راجہ کے صلاح کار تہے۔ چونکہ راجہ کم عمر تہا۔ اسلئے راجہ کی مان رانی دہرتا بائی سے ہی امورات مالی و ملکی مین مشورہ لیا جاتا تہا یہ راجہ خوبصورت و دلیر و تیز فہم چالاک تہا مسند نشینی کے پہلے ہی سال مین اپنے قصبہ سے کچھ فاصلہ پر چندن کہوری کے جنگل مین شیر مارا مسند نشینی کے بعد عرضداشت و نذرانہ بذریعہ وکیل پیش کر کے پیشگاہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر سے خطاب راجگی و سند قلعداری و جاگیرداری قندہار حاصل کی نواب منیر الملک بہادر دیوان دکن اور مہاراجہ چندولعل پیشکار بہادر کے دفاتر سے پروانہ حکومت حاصل کر کے قندہار کا باقتدار راجہ بن گیا۔

دوست علیخان جمعدار کی چندروزہ حکومت

راجہ کے جانب سے رقم نذرانہ دیوانی داخل خزانہ سرکاری نہوئی جس کے مطالبہ مین احکامات دیوانی پہونچے مگر راجہ نے اسکی پرواہ نکی۔ نواب منیر الملک بہادر دیوان تہے مگر مہاراجہ چندولعل بہادر امورات دیوانی مین پورے پورے دخیل تہے۔ راجہ قندہار کی بے پروائی سے مہاراجہ کو اس کے جانب

توجہ دلائی۔ دوست علیخان جمعدار کو دو سو جمعیت سوار و پیادہ علاقہ نواب سالار الدولہا
کا افسر بنا کر قندھار پر قبضہ کرنیکا حکم دیا گیا جمعدار مذکور اوایل سال ۱۲۳۷ مین قندھار
پہونچا - بہادر راجہ نے پہلے ہی انجام سوچ رکہا تہا اپنے موجودہ سوار و پیادہ جمعیت
کے علاوہ کچہہ ہنگامی سپاہی ہی رکہہ لئے تہے۔ راجہ تجربہ کار تہا خانصاحب نے اپنے پرانے
تجربہ اور حکمت عملی سے راجہ کو عیارانہ دہوکہ دیا چند منتخب سپاہی اور اپنے دونون فرزندون
کے ساتہہ ملاقات کے بہانہ سے قلعہ مین داخل ہوگیا اور راجہ سے ملتے ہی اسکی بیٹہ پکٹار لگادی
اور ہلاک کرنیکی دہمکی دی راجہ کچہہ اب بے موقع گھبرگیا کیونکہ ظاہرا اسکی زندگی کے کوئی اسباب نہین
پائے جاتے تہے اس لئے راجہ کے اہلکارون نے بہی کسی قسم کی مزاحمت دحملہ خلاف مصلحت
وباعث ہلاکت راجہ صاحب تصور کیا اور قلعہ خالی کردیا گیا اور راجہ صاحب معہ اپنے متعلقین کے
جمعدار کی نگرانی مین رہے خانصاحب نے قلعہ اور قصبہ پر پورا قبضہ کرکے مہاراجہ بہادر کو
بذریعہ عرضداشت کامیابی کی اطلاع دی خانصاحب کی حکومت کو تہوڑے ہی دن گذرے
تہے کہ قندھار مین بے امنی پہیل گئی۔ خاندان راجگی کے سچے خیر خواہ رعایا نے بلا ادائے زر
تحصیل خود مختاری سے زراعت کا غلہ اوٹہا لیا - آناجی ودہناجی پٹیلان بیسچے پارٹی نے
بہت سے آدمیونکو فراہم کرکے علم بغاوت بلند کیا اور بستی کے معتبر ساہوکار و بقالون نے
دوست علیخان کو گائون کے لوٹنے جانیکی دہمکی دی - خانصاحب نے دہوکہ کہایا اور
حالت غیظ وغضب مین جمعیت موجودہ قلعہ کو باغیون کے مقابلہ کیلئے بہیجدیا اور کچہہ
سپاہی حفاظت شہر کیلئے روانہ کردئے خانصاحب کی جمعیت قلعہ کے باہر گئی اور راجہ صاحب
کے لوگ قلعہ مین داخل ہوگئے اور دوست علیخان کو گرفتار کرلیا - راجہ صاحب نے کہا کہ
میرا کہانہ مانوگے تو موت کا مزا چکہا دونگا غرض اس دہمکی سے رسید مطالبہ لکہا لی اور
خانصاحب کو قلعہ کے دروازے سے باہر نکال منحوس خیال کرکے ایک جہولے مین
بٹہا کے فصیل قلعہ سے نیچے اوتارا دوست علیخان نے اپنی ذلت وندامت کی تلافی
مین پھر اپنی جمعیت فراہم کرکے مغربی دروازہ کیجانب سے صبح کیوقت قصبہ پر حملہ
کیا - مگر راجہ کے سپاہی تو ابہی پہونچے ہی نہتے کہ دروازہ مذکور کے قریب جو قوم

دہیڑ کی جماعت کثیر اندرون فصیل بود و باش رکھتی تہی اونکی عورتین اور مرد باتفاق بالائے فصیل سے حملہ آوردون پر سنگ باری مستعدی سے کر رہے تہے۔ لنگو دہیڑ اور ستی دہیڑ نے اپنی توڑے دار لامبی لامبی بندقون سے دل کہولکر خوب فیر کیے اس معرکہ نے خالف صاحب کی فوج کو آگے بڑہنیکی جرأت ندی۔ اور انکا ہمشیرزادہ نامدار خان شجاعت کے جوش مین فصیل کے حصہ کو طے کرکے دروازہ کے اندر پہونچا ہی تہا کہ گولی سے مارا گیا خالف صاحب کی شکست نصیب۔ فوج بہت ہی مایوسی اور ناکامیابی سے شیخا پور کیجانب چلی گئی۔ راجہ نے کامیابی کے بعد پٹیلون کو پگڑیان بندہوائین اور اونکی بہت قدر کی۔ لنگو دہیڑ اور ستی دہیڑ نے تین تین روپیہ ماہوار پر ملازمت راجہ مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی راجہ نے عقب مین عورات قوم دہیڑ کے نسبت اس معرکہ کے حسن کارگذاری کے صلہ مین یہہ حکم جاری کرنا کہ باربرداری بیگار سے قندہار کے دہیڑونکے عورتین مستثنیٰ سمجھے جائین اور صرف دہیڑونسے بیگار کا کام لیا جائے اور اس حکم کی تعمیل عمل جاگیرداری تک برابر ہوتی رہی بہرحال اس راجہ کی عملداری مین دہیڑونکی توقیر بڑہی ہوئی تہی اور راجہ اپنے جلوس مین سواری کے وقت دہیڑونکو ہتیارون سے مسلح بناکر ساتہہ رکہا کرتا۔

حضرت محمد نجم الدین صاحب کی وفات

اسی سال ۱۲۳۲ھ مین مولوی محمد نجم الدین صاحب فرزند کلان حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے بعارضہ بخار انتقال فرمایا یہہ صاحب بہت عالم و فاضل تہے۔ ان کے انتقال نے مولانا شاہ صاحب کو دلی صدمہ پہونچایا آپ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

فتح اللہ خان اوگہڑ کا قندہار آنا اور راجہ سے ملاقات

فتح اللہ خان اوگہڑ کمپنی سرکار نظام کے ایک نامور ملازم تہے کئی مہینے سے اونکی اور ہمراہی سوارون کی تنخواہ نہ ملی تہی۔ مہاراجہ بہادر نے ۱۲۳۲ھ مین خان مذکور کی تحریک پر راجہ گلاب سنگہ کے نام حکم لکہدیا جسکا یہہ منشا تہا کہ منجملہ رقم سرکاری باقی کا دو آنہ چوتہہ جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہے اوسمین سے بارہ ہزار روپیہ فتح اللہ خان اگہڑ کو رسید لیکر دیدئے جائین خان مذکور قندہار پہونچے۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے خانقاہ مین فروکش ہوئے۔

خان صاحب کو حضرت ممدوح کے مریدین مین شامل ہونیکا پہلے ہی سے فخر حاصل تہا - اپنے مرشد کیخدمت مین حاضر رہے احد احکام راجہ کے پاس ہیجنے کی کوشش کی راجہ کو بذریعہ اپنے وکیل کے ابیات کا علم ہوچکا تہا اس سے اور اسکے کارپردازون سے ایسا انتظام کردیا کہ راجہ کے پاس خانصاحب کا کوئی آدمی نہین پہونچ سکا چہہ مہینے گذر گئے اندنون حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مزاج علیل تہا راجہ اس بہانہ سے شاہصاحب کی خانقاہ پر مع اپنے آزمودہ کار ہمراہیون کے بغرض عیادت پہونچا - خانصاحب سے ملاقات ہوئی پہلے حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی سے فراغت حاصل کرکے خانصاحب کے جانب متوجہ ہوا جب معلوم ہوا کہ خانصاحب کو آئے ہوئے چہہ مہینے کا عرصہ گذرا تو راجہ نے تاسف ظاہر کیا فرمان کی تعظیم کی - اور رکہہ لیا خانصاحب پہلے ہی سے جہنجہلائے ہوئے تہے زیادہ بگڑ گئے اور اپنا دلی منشا ظاہر کردیا - کہ راجہ بجز رستم ادا کئے بچا سکینگے - راجہ کے ساتہہ بہت سے جان نثار تہے - اور خانصاحب کے ہمراہی پچاس سوار موقع کے منتظر تہے کچہہ زبانی بحث ہوتے ہوتے ہاتہا پائی کی نوبت فتح اللہ خان اور راجہ مین آنیوالی تہی کہ راجہ نے دہوکہ مین اچانک دہکا دیکے خانصاحب کو چت گرادیا مگر پست ہمتی سے بدحواس ہوکر شاہصاحب کے بنگلہ پر تیزی سے چڑہ گیا - شاہصاحب نے ہردو کی تفہیم کرکے اوس فساد کو جسکی وجہہ سے بہت سی جانین تلف ہونیوالی تہین فرو کردیا اور بارہ ہزار روپیہ کا فیصلہ نہایت بددیانتی اور عیاری طریق پر راجہ کے ایما کے موافق اسکے کارپرداز قندہاری لعل نے کیا خانصاحب کے - چہہ مہینے کے قیام مین اکادن گہوڑے کے کاہ ودانہ کا خرچ اور پچاس سوار اور خانصاحب کے خانگی ملازم وغیرہ کے اخراجات غلہ وغیرہ مین پورے دس ہزار روپیہ نہایت عیاری اور بیباکانہ طریق پر گران نرخ بتلاکر وضع کرلئے - باقی ایکہزار روپیہ نقد دئے گئے اور ایکہزار کا ذمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے سر لیکے اس شر و فساد کو رفع فرمادیا فتح اللہ خان اوگہو کچہہ کامیابی اور کچہہ ناکامیابی کے ساتہہ بلدہ حیدرآباد کی جانب چلے گئے راجہ نے اصل رسید خان صاحب کی اپنے وکیل کے ذریعہ سے مہاراجہ کے ملاحظہ مین بہیجدی -

مسٹر ایرک سدرلینڈ[1] ناظم اضلاع مرہٹواری کا دورہ اور برہمن کہن بہٹ کے سرقہ کی تحقیقات

نوجوان راجہ گلاب سنگہ بہادر پرلے درجہ کا عیاش اور مسرف تہا قسمت اور نا ندیڑ کے طوائفین ہمیشہ راجہ کے دربار مین حاضر رہتین اور خوب ہاتہہ رنگتی تھین - راجہ کا مزاج ہی فضول خرچ واقع ہوا تہا خوب دولت لٹاتا - اور عیش مناتا تہا راج محل مین دن اور رات عیش کا سامان مہیا رہتا - ماہ جبینان پری تمثال کے جلوہ نے محل کو پرستان کا نمونہ بنا دیا تہا جس مین - دلبران طناز ہر وقت سرگرم ناز رہتی تہین - راجہ بہی ان پریون کے جہرمٹ مین راجہ اندر کیطرح زندگی کے مزے اڑاتا تہا - ہولی کے دنون مین راج محل کے حوض کو رنگ ارغوانی سے لبریز کرتا اور لالہ رخون کے ساتہہ خوب رنگ رلیان مناتا - بزم عشرت آراستہ ہوتی تو مئی گلگون کے جام چلتے اور دخت رز کے متوالے عقل وخرد سے ہاتہہ دہوکر مست ہو جاتے - گلرخان کی اوربن آتی ہوش وحواس کے ساتہہ نقد وجنس کی قسم مین سے جو کچہہ ہاتہہ لگتا چہین لیتی تہین - راجہ کی طبیعت جو قدرتی طور پر سیر چشم اور بلند حوصلہ واقع ہوئی تہی اپنا اثر دکہلاتی اور پانی کیطرح روپیونکا دریا بہاتی تہی - پچہلے راجاون نے محنت اور جانفشانی سے جو کچہہ سرمایہ جمع کیا تہا اس راجہ نے بہت آسانی سے سب کا سب برباد کر دیا راجہ کی کم توجہی سے آمدنی کے ذرایع روز بروز کم ہوتے جاتے تہے - اور خرچ کی کوئی انتہا نہ تہی سچ کہا ہے عالی ہمت سدا مفلس - نوبت یہان تک پہونچی کہ قرضہ دینے سے ساہوکارون نے ہاتہہ روک لیا خرچ کی تنگی نے جب راجہ کو بہت ہی مجبور کر دیا تو کہن بہٹ برہمن سے جو ایک متمول شخص تہا قرضہ طلب کیا کہن بہٹ برہمن جانتا تہا کہ راجہ اس بات کا عادی ہے کہ جس سے قرضہ لیا پہر ادا نہین کرتا اور وے کبونکر بتی دستی اور اسراف - برہمن نے قرضہ دینے سے پہلوتہی اور صاف انکار کیا کچہہ عرصہ گذرا تہا کہ اسکے مکان پر ڈاکہ پڑا اور اسکا کئی ہزار روپیہ کا اثاثہ لوٹا گیا - برہمن نے اس ڈاکہ کا باعث راجہ کو قرضہ ندینا خیال کیا - اسی قوی احتمال سے بلدہ حیدرآباد پہونچا - اور راجہ راے رایان چمپا راجہ رام بہادر کے ذریعہ سے سرکار مین عرضداشت پیش کی - جسپر مسٹر ایرک سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواڑیکے

---

[1] بعض کاغذات مین صدرلین لکہا ہے ۱۲

نام تحقیقات کا حکم دیا مسٹر مذکور قندہار پہونچا۔ اور سراغ رسانی شروع کی۔ شیخ جی و محمد مراد و شیخ امام وسیتی و بہٹر گرفتار کئے گئے مجرمین نے جرم سے اقبال کیا۔ اور اس واردات مین راجہ صاحب کے مصاحبین کا بہی شامل ہونا ثابت ہوا۔ صاحب بہادر نے مال برآمد کرکے مستغیث کو دلوادیا۔ اور راجہ کو نیک روش اختیار کرنیکی ہدایت دی اور رگہن بہٹ کو قندہار سے رخصت کردیا یہہ رگہن بہٹ موضع لوہا مین سکونت پذیر ہوا۔

محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار کی وفات بتاریخ ۱۱ رمضان ۱۳۲۱ھ مولانا محمد خیر الدین صاحب ابن مولانا محمد فاضل صاحب محتسب قندہار کا حیدرآباد مین انتقال ہوا۔ سید برہان اللہ شاہ صاحب کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے فرزند مولانا محمد رحیم الدین صاحب بموجب سند حمید یار خان بہادر مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ خدمت محتسبی پر مقرر ہوسکے۔

مولانا شاہ رفیع الدین قادری کی وفات ۱۳۴۱ھ مین بتاریخ ۵ رجب اور بقول بعض ۶ رجب کو مولانا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے کئی روز کی علالت کے بعد شربت وصال جام دیدار سے سیرابی حاصل کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گولی کی سزا راجہ کی بیرحمی بارش کے اخیر حصہ مین ہندؤنکی عید ہوتی ہے اور اس عید کا نام دیہات مین پولا مشہور ہے اس روز ہنود گائی و بیلونکو نہلاکے ان کے سینگون کو رنگین بناتے ہین اور ان کے گلون اور سینگون مین پہوندنے آرایش کیلئے لگاتے ہین۔ یہہ پہوندنے (مثلاً درخت پلاس کے جڑ کی چہال سے بنتے ہین۔ ۱۳۴۴ھ مین اس تقریب کے وقت پہوندنے بنانیکی غرض سے بدقسمت دبوبا گولی نے قندہار کے تالاب کے اوپر کی جانب سے جہان سے ہاتی نالہ کا پانی آتا ہے زمین کہود کے پلاس کی جڑ نکالی۔ راجہ کو خبر مل گئی۔ گولی بلوایا گیا اور اسکے ہاتہ کی پنجہ پر بیرحمی سے ایسی سخت سزا دیگئی جس سے اسکی ایک انگلی بیکار ہوگئی الزام یہہ لگایا گیا کہ جڑ اوکہاڑنے اور زمین کے کہودنے سے بارش کے ایام مین وہ مٹی تالاب مین آجاتی ہے جس سے تالاب کے بہر جانیکا خوف ہے۔ راجہ کے عہد مین تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین افتادہ اسی خیال سے بلا کاشت چہوڑ دی جاتی تہی کہ ہل چلانے سے وہانکی مٹی تالاب مین نہ آجائے۔

سلہ دکن مین گوالے کو گولی کہتے ہین۔

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات

۷ ارذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو نواب سکندر جاہ بہادر نے (۲۶) برس حکومت کرکے ۶۲ سال کی عمر مین انتقال فرمایا۔ اور صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے اور مغفرت منزل آپ کا لقب مشہور ہوا آپ کے نو فرزند تھے (۱) نواب میر فرخندہ علیخان ناصرالدولہ بہادر (۲) نواب میر رشیرالدین علیخان صمصام الدولہ بہادر (۳) نواب میر گوہر علیخان مبارزالدولہ بہادر (۴) نواب تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ (۵) نواب میر منور علیخان منورالدولہ بہادر (۶) نواب ذوالفقارالدولہ بہادر (۷) نواب میر داور علیخان قمرالدولہ بہادر (۸) نواب میر فتح علیخان مظفرالدولہ بہادر (۹) نواب میر محمود علیخان بہادر۔

فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان ناصرالدولہ بہادر

آپ نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے ۲۴ رمضان ۱۲۰۸ھ مین بمقام بیدر پیدا ہوئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد بتاریخ ۲ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو تخت شاہی دکن پر جلوس فرمایا راجہ گلاب سنگہ نے پانچ اشرفی اور پانچسو روپیہ نذرانہ اپنے وکیل کے ہاتھ مہاراجہ پیشکار بہادر کے خدمت مین ارسال کیا اور مہاراجہ موصوف کے ذریعہ سے نذرانہ داخل سرکار ہوا۔ راجہ مورد الطاف شاہی ہوکر اپنی خدمت آبائی پر بدستور ممتاز رہا۔

کاسی رام کا حملہ

کاسی رام خزانہ راجگی کا موروثی خزانہ دار تھا۔ دوست علیخان جمعدار سے سازش رکھنیکی علت مین خدمت سے برطرف کردیا گیا تھا کاسی رام اپنی بہت سی رقم واجب الادا راجہ کے ذمہ قرضہ بتلاتا تھا۔ جب اسکو رقم ملنے سے مایوسی ہوئی تو اس نے از قسم دکنی و عرب و سکہ دو سو سپاہی فراہم کرلئے اور اچانک قصبہ قندہار کی چاوڑی پر قبضہ کرلیا اور متفرق طور سے جابجا مورچہ بندی کرکے پورے قصبہ پر قابض ہوگیا عاشورخانہ روضہ بزرگ پر چند سپاہی متعین ہو چکے تھے۔ صبح کو حسب دستور روزانہ حضرت سید شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی سجادہ روضۂ بزرگ فاتحہ کیلئے مکان کے دروازہ سے برآمد ہوئے۔ عاشورخانہ کے اوپر سے سکھ جوان نے سجادہ صاحب پر گولی چلائی۔ سجادہ صاحب کی حیات باقی تھی گولی بازو سے نکل گئی اور محمد شریف صاحب خادم شمع افروز کے کولے اور ناف کے بازو کے حصہ سے

پا رنکل گئی سجادہ صاحب کے پاہیون اور روضہ کے خادمون نے حملہ کرکے سکہون سے مرجہ
خالی کروالیا۔ شمع افروزصاحب کا شمع زندگی بادحوادث روزگار سے گل ہوسنے نہ پایا
حافظ حقیقی نے اپنے دامان حفاظت مین لے لیا۔ علاج سے زخم کا اندمال ہوا۔ مگر ناسور
باقی رہ گیا تہا۔ اس عرصہ مین راجہ گلاب سنگہ نے ناندیڑہ سے منڈائی والے پیٹہانون کو بلواکر
جدید جمعیت بہرتی کرلی خفیف مقابلہ ہوا کاسی رام کے چہہ سکہ مارے جاتے ہی اسکی ہنگامی
فوج منتشر ہوگئی اور راجہ کامیاب ہوا۔

حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی ممتاسجادۂ روضۂ بزرگ کی وفات آپ قندہار سے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تہے علالت مین ترقی ہوئی اور ۱۲۴۵ھ مین آپ نے وفات پائی۔ لاش سونپ دی
گئی تہی کچہ عرصہ گذرنے پر قندہار سے سید شاہ یوسف الحسینی مشایخ گلبرگہ شریف اور مذکرخان صاحب
درویش وچند خادمان روضہ بزرگ بلدۂ حیدرآباد سے لاش مبارک کو قندہار لائے جمادی الاول کے
۲۶ تاریخ ۱۲۴۶ھ مین اندرون احاطہ روضہ بزرگ مسجد کے روبرو کے چبوترہ پر اپنے چچا سید شاہ عبد النبی صاحب
سجادہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے اور مسند سجادگی پر آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد
محمد الحسینی بٹہائے گئے۔

شیر کا شکار ۱۲۴۷ھ کے موسم گرما مین سلیمان ٹیکڑی کے قریب گودڑ کے مٹھہ مین کہین سے
شیر چلا آیا اور اسی پہاڑ کے شگاف مین اپنا مسکن مقرر کرلیا۔ کئے جانور رعایا کی مار ڈالے
راجہ نے اپنے شکاریون سے اس مسکن کا پتہ پایا۔ مقابل ہوکر گولی سرکی۔ مگر شیر ہٹ گیا
اور گولی اوسکے سر پر سے نکل گئی۔ شیر نے راجہ کو شکار بنانا چاہا۔ دوسری گولی چلی مگر
کارگر نہوئی کچہ اُچٹتی اُچٹتی ہوئی سینہ سے پیر کو لگی۔ مگر شیر اپنی عادت کے موافق اپنے قاتل
کے جانب جہپٹا۔ اگر راجہ اپنی تلوار سے کام نہ لیتا تو جان بر ہونا سخت دشوار تہا تلوار کام کرگئی
اور شیر مارا گیا اور راجہ سلامت رہا۔

مہکالی کا مندر اور راجہ کے تلوار کی صفائی قلعہ مین مہکال دروازہ کے قریب مہکال دیوی کا مندر راجہ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہے۔ سالانہ دسہرہ کے وقت اس دیول کے
روبرو بہینسا مارا جاتا ہے گلاب سنگہ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا تہا کاؤ قصاب کے چودہری سے

سالانہ جاموش بلاقیمت اس کام کے لئے لیا جاتا تہا راجہ کی تاکید تہی کہ اب بنیا ہو
جو اپنے قاتل پر حملہ کر سکے اور صیقل گر کو تلوار کی صفائی کے بارہ مین ہدایت کی تہی کہ تلو
بہت ہی صاف اور تیز کی جائے - راجہ اپنے ہاتہ سے جاموش پروا کرتا اگر جاموش
یا کمزور ہوتا یا تلوار کی صفائی مین نقص پاتا تو ان بدقسمتون کو سزا کا مستحق ٹہیرتا ایکبار را
راجہ نے گاؤ قصاب کو اس جرم مین سزا دی تہی - چونکہ راجہ کا ہاتہ ہمیشہ اسی صفائی سے
کرنیکا عادی تہا شمشیر کے مقابلہ مین بہی کامیاب ہوا -

لال پگڑی باندہنیکی ممانعت قلعہ کے شمال رویہ فصیل پر ایک چہوٹا سا پرفضا محل ہے جو را
گلاب سنگہ کے قیام کیوجہ سے گلاب محل کے نام سے مشہور ہے - اس محل سے دور د
کوہستانی سبزہ زار خوب بہار دکہاتا ہے اور بہت ہی پرلطف منظر نظر آتا ہے - خندق
کنارہ کنارہ باہر کے حصہ پر قندہار اور مانس پور کا شاہراہ عام ہے -
راجہ اپنے محل پر تنہا کہڑا ہوا تہا - راستہ سے شیخ لعل موذن اور نک پورہ جارہا تہا - ا
اتفاقاً اسکے سرپر سرخ رنگین دستار تہی - راجہ نے ذرا معمول سے زیادہ سخت آواز مین پوچہا
کون جارہا ہے موذن نے انکساری سے جواب دیا کہ مین لعل ہون - اسکا لفظ لعل کہنا
راجہ کو ناگوار گذرا بے ساختہ راجہ کے زبان سے یہہ الفاظ نکل گئے کہ حیدرآباد کا لعل
راجہ چندو لعل ہے اور قندہار کے راجہ لعل کبیری سنگہ کا مین لعل ہون - یہہ حقیر العل پگڑ
والا کون لعل ہے پکڑ لاؤ فوراً موذن کو راجہ کے ملازمین نے گرفتار کر لیا جب راجہ دربا
مین آیا تو یہہ ناکردہ گناہ قیدی پیش کیا گیا - سزائے جرمانہ پر موذن کو رہائی ملی - راجہ
ممانعت کر دی کہ آئندہ سے کوئی شخص سرخ رنگ کی دستار یا شملہ سر پر نہ باندہا کرے
راجہ کی زندگی تک اس حکم کی برابر تعمیل ہوئی اور کسیکو لعل پگڑی باندہنی نصیب نہوئی -

ہندو مسلمان مین دوبارہ جہگڑا عملداری راجہ جے سنگہ کے وقت قاضی محلہ کی مسجد کے روبر
ہنود کے دیوتا کی لیجا نیکے وقت باجا بجانے پر جہگڑا ہوا تہا اور مسلمانون نے ہنود کو
مغلوب کر دیا تہا اسکے بعد سے ہنود حسب عملدرآمد قدیم مسجد کے روبرو باجا نہین بجاتے
تہے بلکہ خالی سیلوا لیجایا کرتے تہے ۱۲۵۳ھ مین پہر راجپوتون نے خلاف دستور قدیم مسجد کے

سامنے باجا بجایا- مولانا شاہ علیم الدین صاحب فرزند شاہ رفیع الدینصاحب قدس سرہ
اور مولوی محمد افضل الدینصاحب نے ہرچند سمجہایا مگر ہندون نے نہ مانا- اوسوقت مصلیان
مسجد موجود نہ تہے مسلمان اپنے کام کاج مین بیٹہے ہوئے تہے- آخر یہہ سیوا
بازار تک پہونچ گئی- ہتائی پورہ کے مسلمان جمع ہو چکے تہے اور اونکے دلون نے
سخت چوٹ کہائی تہی کہ ہنود کامیابی سے باجا بجاتے ہوئے چلے گئے- رہ رہکر
مسلمانون کو غیر معمولی جوش ہونا شروع ہوا- آخر الامر برداشت نہو سکی اور یہہ مشورہ
قرار پایا کہ اب سیوا قلعہ کے جانب روضۂ کلان کے روبرو سے جائیگی وہان روکنا چاہیے
ابہی انکا دیوتا برہمنی گہاٹ کے قریب کاغذ ساز کے مکان کے پاس پہونچا ہی تہا کہ
مسلمانون نے چڑہائی کی اور مسلمانان درگاہ محلہ بہی شامل ہوگئے اتفاق عجب چیز ہے
جب دو محلہ کے مسلمانون نے اکٹہا ہوکر راجپوتون پر حملہ کیا تو اونکی ہمت پست ہوگئی-
سدہی فتح نے آگے بڑہ کے سیوا پر ہاتہہ چلایا تہوڑے سے غیر معمولی ہنگامے کے
بعد پریشان ہوکر راجپوت تالاب کے کنارے سے ہوتے ہوئے قلعہ مین چلے گئے۔
اور مسلمان کامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے دوسرے سال سے مناسب انتظام ہوگیا مسجدون کے
روبرو سے باجہ بند کردیا گیا اسکے بعد عمل جاگیرداری تک کبہی مسلمانون اور ہندوئین قضیہ نہین ہوا-

کیجن باغ قندہار سے ناندیڑ کے راستہ مین حضرت محی الدینصاحب کے مزار کے آگے آم کے
درخت ہین- یہہ کیجن باغ کہلاتا ہے کسی زمانہ مین اس باغ کے بہارین دور دور مشہور تہین عمدہ باغ
اور مشہور مقام تہا- راجہ جی ایک خوبصورت نازک اندام طوائف تہی حسن صورۃ کے علاوہ خوش
گلو بہی تہی آواز نے نسبت اور ناندیڑ سے نکال کر راجہ کبیر ہی سنگہ کے محلون تک پہونچایا
اس راجہ کے قبضہ مین پرگنہ قندہار کے جملہ گانون تہے- راجہ جی نے اس جاے کو پسند کرکے
راجہ سے مانگ لیا اور وہان ایک باغ لگایا- راجہ جی کے دو بیٹیان تہین ایک لالن جی دوسرے خوبان جی
جب راجہ لعل سنگہ اور تیغ سنگہ کا زمانہ گذر گیا تو راجہ کے ساتہہ راجہ جی کی قدردانی کا آفتاب بہی ڈہل گیا- اور
کنور بجے سنگہ قندہار کا راجہ ہوا- اون دنونمین لالن جی کا باغ حسن کیلیے موسم بہار رہتا تہا- چنانچہ نوجوان
راجہ کی انجمن خلوت مین اسکی شعاع حسن شمع محفل تہی جسکے جلوہ سے راجہ کا دل سیر نہوتا تہا نوجوانکا

اور سہ جبین لال جی کی رنگینی طبع نے جوش مارا تو اس باغ کو اور بہی آراستہ کیا گیا۔ تاکہ دلچسپ مقام پر دل کہول کر لطف زندگی حاصل کرین جہان عیش کے بندے سامان طرب کا انتظام کرین وہان کی آسایش اور آرائش کا کیا پوچہنا چاہئے غرض انکی آبیاری توجہ سے باغ کی بہارین بہی حد کمال کو پہونچ گئین۔ آم کے درخت بہت لگائے گئے باولی بہی۔ لال جی نے راجہ سے کہکر باغ کا بیعنامہ بمہر خاص قاضی صاحب و بدستخط زمینداران اپنے نام حاصل کرلیا اب تو خوب ہی جلسے اور جشن باغ مین ہونے لگے اگرچہ لال جی اور اسکے مصاحب بہت شوق سے اس باغ کو لال باغ کے نام سے یاد کیا کرتے تہے مگر عوام نے بلحاظ لال جی کے موروثی پیشہ کی اسکو کنچنی کا باغ مشہور کردیا جب زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا۔ کنور جے سنگہ کا انتقال ہوگیا اور لال جی کی بہار حسن پر بڑہاپے کی خزان آگئی تو پیرانہ سالی نے بائی جی کے مرتبہ کو پہونچا دیا اور اسکی جگہ اسکی نوچی جانوجی محفل عشرت کی صدر نشین بنی۔ ادہر گلاب سنگہ اپنے باپ کی جگہ جانشین ہوا۔ یہہ اپنے باپ دادا سے زیادہ عیاش تہا۔ اس نے جانوجی کو ورثہ خاندانی کے لحاظ سے اپنی داشتہ بنایا اور اسکی سبب باغ بدستور جانوجی کے قبضہ مین رہا۔ راجہ گلاب سنگہ کی بداعمالیون نے اسکے اقتدار کہا دئے تہے اس موقع پر دیپا نڈیہ ناوندی یا آلم پٹ موضع ہوسی اس زمین کے متعلق دعوی دایر کیا اس مقدمہ نے یہانتک طول کہینچا کہ قضیہ مہاراجہ چندو لعل بہادر کے ملاحظہ تک پہونچا اور جانوجی نے مقدمہ جیت لیا اور باغ پر قابض ہوگئی +

x جب راجہ گلاب سنگہ مرگیا اور جانوجی بسمت [illegible] چلی گئی تو دیپا نڈیہ نے میدان خالی دیکہکر اس باغ پر اپنا قبضہ کیا اور اسکی اصلی حیثیت بگاڑ دی جب جانوجی کی بیٹی لال جی ثانی نے ہوش سنبہالا تو دولت حسن اور طبع خوش گلوی کے سبب بہت سے خریدار جمع ہوگئے اور اس باغ کے حاصل کرنیکی پیروی شروع ہوئی اور بہت کوشش سے لال جی ثانی کا قبضہ اس ادہیڑ سے باغ پر ہوگیا۔ جب لال جی ثانی بہت سے ارمان اپنے دل مین لئے ہوے دنیا سے گذر گئی تو اس زمین پر اسکا بہائی شیخ مدار قابض ہوگیا۔ یہہ نیک نیت اور خوش عقیدہ تہا حضرت شاہ محمد قاسم المعروف شیخ جی حالی صاحب قدس سرہٗ جنکا روضہ حیدرآباد مین بمحلہ اردو ہے ان کے خاندان مین مرید ہوگیا اور اس زمین کو حضرت موصوف کے روضہ مقدس کی نذر کردیا۔ اب حضرت عبدالصمد صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف کے قبضہ مین ہے۔ اس زمین کا پچیس روپیہ سالانہ حاصل ہے اور موسم پر آمون کی آمدن ہوتی ہے اور مولانا میر شاہ محمد حسینی صاحب جنکا اس باغ کی تنظیم مین

سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات

سنہ ۱۲۵۵ھ میں ۳ شعبان کو سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان کا انتقال ہوا انکی جائے پر ان کے فرزند سید شاہ پیران حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگھ کی موت

ملہار پنڈت قندہار کے راجہ کا دیوان معزول ہوکر موضع لوہا میں مقیم تہا۔ اسکے بیٹے جیون راؤ کو موضع مذکور کی پٹوار ی گری کی خدمت تہی اس نے موضع لوہا کے علاقہ کی زمین افتادہ بعنوان مقطعہ حاصل کرکے۔ ونٹل باڑی آباد کیا۔ ان دنون قندہار مین گلاب سنگھ کے جابرانہ حکومت سے کاشتکار رعایا مین بدنظمی پہیل گئی تہی راجہ سے رعایا کو دلی تنفر پیدا ہوگیا تہا اکثر لوگ اپنے قدیم مسکن قندہار کو نہایت حسرت سے چہوڑکر موضع لوہا اور ونٹل باڑی مین جا بسے۔ موضع لوہا کے پٹیل اور مہاجن خلاف تہا۔ اور پٹوار ی اون پٹیلون کے درپئے تخریب ہوگیا پٹیلون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قندہار مین آکر پناہ لی اور راجہ نے انکو اپنا ہمرنگ پاکر بہت دلجوئی کی قندہار کے اطراف مین رہزنی اچہی طرح ہونے لگی خصوص لوہے کا راستہ اور کرہ وڑی کی گہاٹی ایسا خوفناک مقام بن گیا تہا کہ مسافر بغیر مناسب بدرقہ کے اس راہ سے نہین گذر سکتے تہے۔ جیون راؤ پٹوار ی اور اسکا فرزند بہاؤ راؤ پٹوار ی اسی راجہ کے استیصال کے درپئے ہوگئے تہے۔ اور سرگرم تجاویز رہا کرتے تہے اور اسی شہر آشوبی کی حالت مین گویا لبہ کوتوال کی سازش سے ساد ہو مہاراج کے یہان چوری ہوگئی۔ اور بہت سا اثاثہ جاتا رہا اسی کشمکش اور خوف سے جانشین ساد ہو مہاراج موضع شیتا پور مین مقیم تہے۔ راجہ کے استیصال کے تجاویز ابہی پورے ہوے تہے کہ عیاش راجہ بہت سے امراض خبیثہ مین مبتلا ہوگیا اور مرض بہگندر نے راجہ کو بیحد قابو کردیا روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ آخر سنہ ۱۲۵۵ھ مین کنور کرماری جو ابدی ہی کے لئے حاکم حقیقی کے روبرو جانا پڑا لاش جلادی گئی اور اسکی قبر کی علامت راجہ گوپال سنگھ کی قبر کے احاطہ مین موجود ہے۔

لہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ رانی نے راجہ کا خاصہ دو تہالی بہیجا تہا جسمین سے ایک تہالی جو رانی کے خیال مین اسکی داشتہ کیلئے مخصوص تہی زہر آلود کیگئی تہی۔ اتفاقاً یہہ تہالی راجہ کے سامنے آگئی اور وہ مسموم ہوکر مرگیا ۱۲

راجہ سجان سنگہ جاگیردار قلعدار قندہار

سجان سنگہ راجہ گلاب سنگہ کا حقیقی چہوٹا بہائی گو مخبوط الحواس تہا مگر خوش اخلاق اور نیک نیت بہی تہا - رانی بسنت کنور راجہ گلاب سنگہ کی بی بی کا منشا تہا کہ اپنے رشتہ دار کا لڑکا متبنی لیکر مسند راجگی پر بٹہایا جائے مگر رانی دہرتیا بائی سجان سنگہ کی مان نے اسکی ایک نہ چلنے دی اور اپنے چہوٹے بیٹے سجان سنگہ کو مسند پر بٹہایا - اور اسی ۱۲۵۵ھ مین پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی سے سند جاگیرداری و قلعداری حاصل ہوگئی - رانی دہرتیا بائی کے مشورہ سے کام انجام پاتا رہا - اور قدیم کار پرداز بدستور مامور رہے اس عملداری مین رعایا کو ہر طرح کا امن ملا - تین سال کی حکومت کے بعد راجہ نے قضا کی لاش جلانیکے بعد اسکا سمادہ بہی گلاب سنگہ کے سمادہ کے پاس بنایا گیا

رانی دہرتیا بائی کی حکومت

راجہ جے سنگہ کی بیاہتا بی بی رانی ہیرا بائی کے بطن سے کوئی اولاد نہ تہی دہرتیا بائی ایک معزز مرہٹے کی بیٹی تہی جو موضع باچوٹی[1] مین رہتا تہا - اس لڑکی نے حسن و جمال کے بدولت ایسی شہرت پائی کہ راجہ تک اسکی خبر پہونچی اور محبت کی کشش نے باچوٹی سے نکالکر جے سنگہ کی محلونکی رانی بنادیا حسن خداداد کے ساتہ اسمین حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کے جوہر بہی قدرت نے کوٹ کوٹ کر بہرے تہے - طبیعت مین بلاکی تیزی ذکاوت تہی ملنساری کا یہ عالم تہا کہ غیر بہی اسکے گرویدہ تہے - اسپر عقل اور دوراندیشی نے ایسا رنگ چڑہایا تہا کہ اسکی وقعت اور رعب کے آگے اوروں کی کچہہ حقیقت نہ تہی - اسکے بطن سے دو بیٹے - گلاب سنگہ اور سجان سنگہ تہے - مگر افسوس ہے کہ یہہ دو نونہال عین عالم بہار ہی مین مرجہا گئے اور چند روز ہی اونکو راجائی نصیب ہی چہوٹی خواص چمپا بائی کے بطن سے ہیرا سنگہ تہا جو میراث آبائی کا ہر طرح مستحق تہا مگر

[1] موضع باچوٹی قندہار سے جانب شرق ۲۴ میل ہے ۱۲

دہرتیا بائی نے اسپر کنیزک زادگی کا دہبہ لگاکر قدیم کارپردازونکی حمایت سے امورات راجکی مین اسکو دخیل ہونے دیا۔ اور ایسی نگرانی رکہی کہ ہیرا سنگہ اپنی سرفرازی کیلئے انتظام نکر سکے اور خود کاروبار جاگیر انجام دیتی رہی ہیرا سنگہ کے خیرخواہون نے بہی خفیہ طور پر حیدرآباد پہونچکر مہاراجہ بہادر کے پاس ہیرا سنگہ کی سرفرازی کیلئے تحریک کی تہی۔ مگر کامیابی نہین ہوئی۔

راجہ نین سنگہ قلعدار کولاس کی فوج کشی اور رانی دہرتیا بائی کی چولی کا نشان

راجہ نین سنگہ قلعدار کولاس جسکا جدی تعلق راجایان قندہار سے ہے۔ قندہار کے راجکی بے سروسامانی کی کیفیت سنکر سنہ ۱۲۵۹ف مین سوار و پیادونکی مناسب فوجکے ساتہہ بغرض تسخیر قلعہ قندہار موضع باچوٹی کے قریب پہونچا۔ دہرتیا بائی نے اپنے موجودہ سپاہیون کے علاوہ کچہہ ہنگامی جوان مقرر کرکے قلعہ اور بستی کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ اور قلعہ کے قدیم ابراہیمی برج پر راجاؤنکی عملداری سے گیروی رنگ کا نشان لگایا جاتا تہا۔ اسکو اوتار کر بجائے نشان کے اپنی انگیا (چولی) کو ایک اونچی لکڑی پر باندہکر بلند کردیا۔ اس نشانی سے یہہ مراد تہی کہ عورت فوجی مقابلہ کیلئے مستعد ہے۔ کولاس کی فوج باچوٹی سے آگے بڑہی۔ رانی کی جمعیت نے بہول ملہ اور رود منارہ کی مینڈ کے مقام پر غنیم کی فوج کو روکنیکی کوشش کی مگر فوجکی تعداد جو صرف قریب تین سو سوار و پیادونکے تہی نہ رک سکی۔ رود ناگ جہری پیمائش پوری کے آگے رانی کے سپاہیون نے بندوقین چلائین اور قلعہ پر سے بہی توپین سرہونے لگین۔ راجہ نین سنگہ نے اپنی فوجکو لعل باغ کے راستہ سے ہوائی کی ٹیکڑی پر لیجاکر مورچہ قایم کیا چہوٹی عنبر شاہی کی گولہ کے صدمہ سے ایک سوار و ایک پیدل سپاہی راجہ کی فوج کا ضایع ہوا۔ جب راجہ نین سنگہ کی نظر چولی کے نشان پر

سلہ گوپال سنگہ کی منجہلے راجہ ابی چند گور انکے فرزند راجہ پدم سنگہ قلعدار و جاگیردار پرگنہ کولاس پدم سنگہ کے دو بیٹے بڑے بیٹے نرندر سنگہ المعروف سوائے پدم سنگہ۔ دوسرے بیٹے روپ سنگہ۔ روپ سنگہ لاولد تہے انکی رانی نے بہنی سنگہ فرزند نین سنگہ کو متبنے کیا۔ اور موضع برکور جاگیر مین پایا۔ سوائے پدم سنگہ کے دو بیٹے لچہمن سنگہ لاولد فوت ہوئے۔ دوسرے نین سنگہ جو قلعہ قندہار پر فوج کشی کرکے ناکام واپس ہوئے۔ نین سنگہ کے دو بیٹے۔ دیپ سنگہ اور بہنی سنگہ۔ دیپ سنگہ سے بیٹی رجن سنگہ انہین اولاد نہین تہی انکی بی بی رانی سون کنور بائی کولاس پر حکمران ہے ۱۲

پڑی تو اسکے بہادر دل سنے عورت پر فوج کشی کرنا پسند نہین کیا اور جمعیت کی واپسی کا حکم دیدیا اور کولاس کو واپس چلا گیا۔[1]

[1] مجھکو مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی کے ساتھہ کولاس جانیکا اتفاق ہوا ہے یہ قلعہ پہاڑ کے بلند حصہ پر نہایت مستحکم ہے قلعہ کے نیچے پہاڑ وغیرہ ہوتے ہوئے آبادی قصبہ اور قلعہ کے مابین ایک ندی بہتی ہے جسمین سے قلعہ کے شرقی و شمالی جانب پہاڑ کے دامن مین قلعہ کے برج کے نیچے آمون کے درختو نمین ہتے۔
رانی سورن کنور بائی نہایت لایق اور منتظمہ ہے اسنے اپنی چھوٹی سی ریاست کو سلیقہ کے ساتھہ آراستہ رکہاہی اسکے کارپردازہی باسلیقہ اور لیق پائے گئے۔ ہمارے کیمپ کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔ مین پہلے روز ناظم صاحب کے ساتھہ رانی صاحبہ سے ملاقات کو گیا تہا۔ دربار کا مکان کشادہ اور قدیم طرز کا تہا بڑی پہاٹک سے مکان کے دروازہ تک جوانان بے قاعدہ دو طرفہ صف بستہ تہے فوجی عہدہ دار جس مین اکثر راجپوت تہے قدیم لباس اور ہتیار کے ساتھہ صحن مکان مین کہڑے تہے نقیب و چوبدار نقرئی ملمع کاری عصا لئے ہوئے ترقی عمر و دولت کی صدا لگا رہے تہے مالی عہدہ دار ہی اسوقت حاضر تہے شہنشین پر چلمن پڑی ہوئی تہی اور اسپر سرخ باناتا کا پردہ تہا رانی کے ماموں پورن سنگہ ٹہاکر اور دوسرے قرابتدار چلمن کے دونو جانب بیٹھے تہے ہمارے پہونچنے کے بعد رانی صاحبہ چلمن کے اندر بر آمد ہوئین اور اپنے ماموں کے توسل سے خیریت پرسی اور ہمارے آنے کی خوشنودی ظاہر کی۔ ملاقات کے دوسرے دن رانی صاحبہ کیجانب سے دعوت کا سامان خیمہ پر بہیجا گیا۔ یہان دس مقام کئے گئے تہے اور ناظم صاحب نے یہان کے پہاڑون مین مادہ شیر کا شکار کیا۔
تاریخ قندہار مرتب ہوچکی تہی مین نے اس کتاب کے اخیر حصہ کو جسمین راجہ گوپال سنگہ سے راجہ سرانگ تک کیفیت درج ہے رانی صاحبہ کے ماموں ٹہاکر پورن سنگہ کو سنایا جب ٹہاکر صاحب نے اس کا ذکر رانی صاحبہ سے کیا تو دوسرے دن رانی صاحبہ نے مجکو خاص طور پر اپنے مکان مین بلوایا اسوقت ٹہاکر پورن سنگہ موجود تہے رانی صاحبہ نے متوجہ ہوکر راجایان قندہار کے جملہ حالات سنے چونکہ رانی صاحبہ کا تعلق اسی خاندان سے ہے بعض واقعات مندرجہ کی انہون نے تصدیق اور راجاؤنکی نام کی تصحیح کی خصوص راجہ بہار سنگہ اور راجہ گوپال سنگہ اور راجہ اجی چند گوڑ کے حالات سنکر بہت ہی خوش ہوئین۔ بہار سنگہ کا نام پہاڑ سنگہ بیان فرمایا ۱۲

گنبد چلہ دادر ملک داؤ ہیوئی نے جو قندہار کا رہنے والا تہا اپنی بہائی کو ساتہ لیکر تلاش معیشت مین
مسافرت اختیار کی حیدرآباد اور مختلف مقامات مین رہکر سرمایہ کافی حاصل کرکے قندہار واپس
ہوا ان دونون بہائیون کو اولاد نہ تہی اور ان کے پاس دو ہزار روپیہ سے زاید سرمایہ موجود
تہا انہون نے رانی دہرتپا بائی کو دو سو روپیہ نذرانہ دیکر اپنے مکانون کے پاس حضرت سالار
سلطان کے روضہ کیجانب مین کے دائرے کے روبرو شارع عام پر دلو ر ملک کا چلہ قایم کیا
اور اسپر خوشنما گنبد بنوایا یہہ گنبد بابن جی لسپر گنیش ننگیا ساہوکار کی اہتمام سے سنہ ۱۲۵۹ ہ
مین تیار ہوا ہے۔

راجہ ہیراسنگہ جاگیردار و قلعدار

راجہ ہیراسنگہ ایوان راجگی قندہار کا جہلملاتا ہوا آخری چراغ تہا اسکی سوتیلی مان دہرتپا بائی نے
اسکے فروغ نہ پانیکی بہت تجاویز سوچ رکہے تہے مگر راجہ کے خیرخواہ ایکی کامیابی کی کوشش مین مصروف تہے
راجہ رام بخش بہادر کی پیشکاری اسعرصہ مین ۱۱ شعبان سنہ ۱۲۵۹ ہ کو نیارا راجہ چندو لعل بہادر خدمت
پیشکاری سے علیحدہ ہوئے اور اسی تاریخ راجہ رام بخش بہادر پیشکاری کی خدمت پر سرفراز ہوئے
اس عزل و نصب کی پیرایہ مین راجہ کے سچے خیرخواہونکی کوشش کارگر ہوگئی اور سنہ ۱۲۶۰ ہ مین
پیشگاہ اعلیحضرت نواب ناصر الدولہ بہادر نظام الملک نظام الدولہ میر فرخندہ علیخان فتح جنگ
آصف جاہ بہادر سے بہ مہر نیابت دیوانی راجہ رام بخش بہادر پیشکار سند جاگیرداری و
قلعداری سرفراز ہوئی۔ ہیراسنگہ مستقل راجہ ہوگیا یہہ راجہ نہایت سنجیدہ اور حلیم الطبع تہا
اسنے اپنی سوتیلی مان دہرتپا بائی اور دو متوفی بہائیون کے بیویان رانی لسنت کنور بائی
و رانی سیوسندرا بائی کے ساتہ عمدہ سلوک کیا اور انکی اطاعت گذاری مین سرموفرق نکیا
رانی دہرتپا بائی کی موت بوڑہی دہرتپا بائی کو دو جوان بیٹیون کے مرنیکے غم کے علاوہ سوتیلے
بیٹے کو راج کرتے ہوے دیکہکر سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ بیمار ہوگئی اور ایک سال تک عارضہ تپ دق
مین مبتلا رہکر سنہ ۱۲۶۱ ہ مین دنیا کو چہوڑا اسکا سمادہ بہی راجاؤن کے احاطے کے پاس ہے۔
ہیراسنگہ کی عملداری مین بہوسلے سنگہ کوتوال شہر اور رامان پور یت جی کارپرداز مقرر ہوے

شیخ لاڈلے دسکھ اور بندہ علی دونو صاحب امتیازی ملازمین مین شامل تھے جلال بیگ۔ گولہ انداز میر آتش مقرر ہوا جملہ کارخانجات کے ملازمین بدستور اپنی اپنی خدمتون پر کارگذار رہے

راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ

دہرتیا بائی کے مرنیکے بعد ہی راجہ کو خانگی جھگڑادن سے فرصت نہ ملی بعض راجپوت لبسنت کنور بائی زوجہ راجہ گلاب سنگہ کے طرفدار بنے ہوے رانی کو ہیرا سنگہ کا مخالف بنانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ خیال تھا کہ اگر ہیرا سنگہ مسند راجگی سے اٹھ جائے تو رانی کو خود مختار حاکم بنے رہنے کا حق حاصل ہو۔ یا نہین تو وہ اپنے بھائی ہمن سنگہ کو راجہ بنا سکتی ہے۔ اہین خیالات والے طرفدار راجپوتون نے موقع پاکر راجہ پر قاتلانہ حملہ کردیا مگر عین موقع پر راجہ کے خیر خواہ ملازمین بھی پہونچ گئے طرفین سے تلوارین کھنچین۔ راجہ کو کسیطرح کا گزند نہین پہونچا مصلحتاً راجہ نے اپنی بہاوج سے صفائی حاصل کرلی اور اسکی اطاعتگذاری مین کوتاہی نکی۔

راجہ پر دوسرا حملہ

پہلے واقعہ کو گذرے ہوے ابھی ایک سال پورا نہ ہوا تھا کہ ایک روز عین دوپہر کے وقت اپنی بہاوج لبسنت کنور بائی کی طلبی پر راجہ گلاب محل مین گیا۔ وہان بجاے لبسنت کنور بائی کے رتن سنگہ راجپوت کو مسلح پایا۔ راجہ اس راجپوت کی تیور بدلی ہوئی دیکھکر واپس ہوا چاہتا تھا کہ راجپوت نے راجہ پر وار کردیا۔ راجہ پھرتی سے وار خالی دیکر دروازہ کے باہر ہوگیا۔ راجہ کے زندہ بچ جانے سے راجپوت پر خوف کے آثار نمایان ہوگئے راجہ کے حکم سے فوراً گرفتار کرلیا گیا۔ کچہری مین راجہ نے اپنے معزز ملازمین اور عام سپاہیشہ کو جمع کرکے اس راجپوت کے چالبازی اور دغا دہی سے سبکو مطلع کیا۔ اور اس کے سیدھے ہاتھ کے پانچ انگلیون مین مشعل باندہکر جلوادیا اور قلعہ سے نکالدیا اس سزا نے دوسرے مخالف گروہ کے دلپر خوف پیدا کردیا پھر کسیکو راجہ کے خلاف سازش کرنیکی جرأت نہین ہوئی۔

مستان شاہ صاحب کا وصال

بتاریخ ۷ شوال ۱۲۶۷ھ حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب کا قاضی محلہ کی مسجد مین انتقال ہوا آپکی لاش تیلی گھاٹ کے پاس تالاب کے کنارے دفن کی گئی ہے۔

قوم روہائل کا حملہ اور ہمنت سنگہ کی حکومت

ہمنت سنگہ[۱] دابکہ کا جاگیردار راجہ اجی چند گور راجہ قندہار کے اولاد سے تہا خاندان راجگی کے خانگی جہگڑے ضعف حکومت اور رعایا کی بددلی کے واقعات سن سن کر قندہار کے راجگی کی ہوس اسکو پیدا ہو گئی۔ مگر اس خیال کو پورا کرنیکے لئے زر کی ضرورت تہی اور اسی ضرورت نے اسکے دلی جوش کو سرد کردیا۔ اسعرصہ مین داجی راؤ محرر و بہادر راؤ پٹواری لوہا گماشتہ دیسمکہ جنکو گلاب سنگہ کے عہد حکومت سے خاندان راجکے ساتہہ دلی عداوت تہی ہمنت سنگہ کے پاس پہونچے اور راجہ کی بے سرو سامانی کی حالت سے خبردار کرکے قلعہ قندہار پر حملہ کرنیکی ترغیب دی اور کامیابی تک اخراجات جمعیت کے خود کفیل بننے کا وعدہ کیا۔
ہمنت سنگہ کے خیال کو اس غیبی تائید نے باثر بنا دیا اور اسنے نہایت خوشی کے ساتہہ اپنی مستعدی ظاہر کردی یہہ وہ غیر اطمینان زمانہ تہا کہ اضلاع مرہٹواڑی مین قوم روہائل اور پنڈارے لٹیرے غول کے غول لوٹ مار کرتے ہوئے گشت لگاتے پہرتے تہے۔ اور ان لٹیرے سرغنونکی یہہ عین خواہش ہوتی ہے کہ کوئی سرپرست مل جائے اور وہ اپنے ناجایز حقوق کیلئے کسی قصبہ کے راجہ اور دیسمکہ پر حملہ کرے تو یہہ جماعت ان کے لوٹنے اور بستی کو تاراج اور برباد کرنے مین شامل ہو داجی راؤ اور بہادر راو نے اپنی کفالت پر لسین خان جمعدار روہائل کے توسط سے قریب پانسو روہیلے کے فراہم کرلیا اور بیقاعدہ جمعیت دابکہ کو جمع ہوئی اس مشورہ سے گوبند بڑدائی اور چنتامن بچپوار ساہوکاران قندہار واقف تہے انہون نے اپنا اثاثہ و زیورات و نقدی موضع گولی گانون مین جو قندہار سے جانب غربی۔

---

[۱] راجہ اجی چند گور کے بیٹے تیج سنگہ ان کے چار بیٹے - بیجے بہادر لاولد فوت ہوئے (۲) موتی سنگہ جاگیردار دابکہ (۳) کنور جی سنگہ جاگیردار قندہار (۴) دیپ سنگہ لاولد فوت ہوئے - موتی سنگہ جاگیردار دابکہ کے دو فرزند ایک ہمنت سنگہ جس نے قندہار پر فوج روہائل کی حمایت مین قبضہ کرکے قید کی سزا پائی دوسرا کندن سنگہ اور کندن سنگہ کے بیٹے فتح سنگہ اور ان کے فرزند سونے سنگہ جاگیردار دابکہ ہین ۷ شوال ۱۳۱۵ھ مین بمقام کولاس مجہہ سے ملاقات ہوئی ہے خوش اخلاق ملنسار خوبصورت ہین عمر تخمیناً بیس سال ہوگی ۱۲

چار میل پر ہے۔ نیلکنٹھ بہاؤ دار الیسونت راؤ وکیل لمیسمکہ کے اطمینان پر رکہوا دیا تہا۔
غرہ صفر سنہ ۱۲۶۲ھ مین یہہ فوج ہمنت سنگہ کی اخیری سے شب کے اول حصہ مین چاری دروازہ سے
قصبہ قندہار مین داخل ہوئی۔ بہوتے سنگہ کوتوال بہاؤ براؤ ٹپواری سے ملا ہوا تہا جمعیت کی
آمد آمد کی خبر سنکر راجہ کے علاقہ کے جوانون کو چاوڑی سے اوٹہالیا اور قلعہ مین چلا گیا۔

سید علی صاحب کی شہادت

سید علیصاحب راجہ کے قدیمی ملازم اور نہایت جری و عالی حوصلہ
شخص تہے۔ اگرچہ بڑہاپے نے اپنا پورا پورا اثر کر لیا تہا تاہم انکی جرأت اور بلند ہمتی مین
فرق نہ آیا تہا ان کے دو فرزند سید ولی اور سید محی الدین راجہ کے پاس فوجی ملازم تہے دروازہ
شہر پناہ کی نگرانی اور شہر کی گشت ان کے سپرد تہی۔ اتفاقاً اس روز یہہ دونون سپاہی راجہ کے
پاس شہر کی امن کی رپورٹ دینے گئے تہے۔ راجہ نے انہین اپنے پاس قلعہ مین رکھہ لیا تہا
فوج روہیل کی داخل آبادی ہونیکی خبر سید علی صاحب کو ملی۔ اس بزرگ نے قیاس کیا۔
کہ ضرور دروازہ شہر پناہ پر اپنے دونو بہادر بیٹون سے مقابلہ ہوا ہوگا اور یہہ بہی اطمینان
تہا کہ ان دونون کے زندہ رہتے تک ممکن نہین کہ یہہ فوج آگے بڑہی ہو بیٹون کی مارے
جانیکا یقین ہو گیا سر زنگار گلی کے قریب آپ نے تلوار کہینچکر روہیلون پر حملہ کیا روہیلون نے
ہر چند منع کیا اور ہٹانا چاہا لیکن آپ نے نمانا ایک تو حیدری شجاعت کا غلو دوسرے بیٹون کی مارے
جانیکا غم بہلا کب ہٹ سکتے تہے۔ وار اپنے شروع کر دئے بیچارے تنہا اور وہ پانچسو روہیل
کا کردہ کیا ہو سکتا تہا سید تو تبہے ہی شہادت[1] نصیب ہوئی روہیلون کا تسلط تمام شہر مین ہو چکا۔
ہمنت سنگہ راجہ بنے ہوئے تہے ان کے دو وشیر داجی راؤ محمد رو بہاؤ راؤ ٹپواری دستور مین
دستور لیا لبنی پر حکومت کر رہے تہے قلعہ مین ہیرا سنگہ اپنی تہوڑی سی فوج سے محصور ہو گیا
اسوقت ہمنت سنگہ ٹہاکر رانی لبمنت کنور بائی کا بہائی موضع تلیگاؤن مین تہا ہیرا سنگہ نے اسکو
بلوالیا روہیلون نے چوکی پہرا اور مناسب مقامات پر ناکہ بندی کی۔ اور قلعہ مین رسد
نہ پہونچنیکا بندوبست کیا اگرچہ کسی پر ظلم و زیادتی نہین کیگئی۔ مگر ان کے خوف سے رعایا و
خوشباش لوگ دوسرے بستیونکو چلے گئے۔

[1] آپ کا مدفن عیدگاہ کی جانب کمان دروازہ کے اندر ہے ۱۲

محمد امین الدین خاں کثرت کی وفات

ادہر تو یہہ ہنگامہ برپا تہا کہ دوسرا سانحہ یہہ پیش آیا ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۲ھ کو مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب المتخلص کثرت برادر محتسب قندہار کا بعارضہ بخار انتقال ہوا۔ آپ مشہور شاعر و عالم و فاضل تہے۔ آپکی علمی لیاقت و فضایل کمالات کی وجہ سے تمام روہیل آپ کے معتقد ہوگئے تہے بہت تکلف سے آپکی لاش قاضی محلہ کی مسجد مین دفن کیگئی۔

قلعہ قندہار کے محاصرہ کو پانچ مہینے گذر چکے۔ راجہ ہیرا سنگہ کی ہمراہی محصوری سے تنگ آگئے۔ رسد ختم ہوچکی ادہر ہمنت سنگہ بہی روہیل کی تنخواہ کے تقاضہ سے متردد ہوگیا تہا۔ ہیرا سنگہ اور ہمنت سنگہ نے صلح کر لی۔ ہمنت سنگہ قلعہ مین داخل ہوگیا۔ اور زمام حکومت اسکے قبضہ مین آگئی روہیلون کو ماہوار نقلی ہمنت سنگہ بہی طرح دیگیا۔ روہیلونکا تقرر داجی راؤ اور بہاؤ راؤ کی کفالت پر ہوا تہا روہیلون نے ان دونوا افسرونکو گرفتار کرلیا۔ اور تنخواہ کے طالب ہوئے جس قدر انکی ہتی اطاعت کی اسیقدر انکے ساتہہ سختی اور مخالفت شروع کی۔

غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی

قندہار کے معتبر ساہوکارون کے مکان لوٹے جانا اور اہل ہنود کو اقسام کی اذیت پہونچنا اور انکی عورات کی بے حرمتی ہونا۔ اسکا الزام گروہ روہیل پر نہین آتا اسکو بانی وہی دونو مفسد داجی راؤ محرر و بہاؤ راؤ گہڈاری ہین۔ روہیلون نے مطالبہ تنخواہ مین ان دونوکو پکڑ لیا اور اذیت رسانی شروع کی۔ ان مفسدون نے معتبر ساہوکارون اور برہمنون کے مکانات کی نشاندہی کی جب غارتگری اور لوٹ شروع ہوگئی تو روہیلونکی خصوصیت باقی نرہی سبہی قوم کے لٹیرے جمع ہوگئے اور اطمینان کے ساتہہ سارا گاؤن لوٹ لیا انہین خوفناک دنومین گوبندجی بہالنک کا اجدادی دفینہ جسکی تعداد چہ سو ہزار نو سو ستانوے روپیہ چہ آنے بیان کی جاتی ہے بہت مشکل اور اذیت رسانی سے نکلوایا گیا۔ مثنا بہالنک کا بہی چار ہزار کا دفینہ سوائے اثاثہ و زیور کے لوٹا گیا۔ انہین پر منحصر نہین ہے سبہی مہاجن بقال و برہمن لوٹے گئے باوصف اسقدر غارتگری کے روہیلے اپنی تنخواہ ازروی حساب ان دونون افسرون سے مانگے جاتے تہے

گرلے گاؤن کی تاراجی

روہیلون کی تنخواہ کے تصفیہ کیلئے داجی راؤ اور بہاؤ راؤ نے ہیبت راؤ نایک جانشین ناگوجی راؤ نایک متوفی سے مشورہ لیا۔ انہین یہہ خبر تہی کہ قندہار کے مہاجن کا اثاثہ

ولندی کو لیگانو مین پوشیدہ کیا گیا ہے۔ نایک نے اسکی نشان دہی کردی اسلیے ہمنت سنگہ کے جانب سے نیلکنٹ بہادر راؤ کو لکہا گیا کہ جو کچہہ قندہار کے ساہوکارون کا مال بنظر حفاظت دہان رکہا گیا ہے بہیجدیا جاوے۔ ورنہ جبراً چہین لیا جائیگا۔ نیلکنٹ راؤ نے موجودگی مال سے انکار کردیا اسلیے ہمنت سنگہ کے حکم سے شیوپرشاد کارپرداز و مہتاب سنگہ و جیت سنگہ جمعدار سکہان و یلیین خان جمعدار روہل نے اپنی اپنی جمعیت کے ساتہہ کولیگانون پہونچکر گڈہی کا محاصرہ کرلیا۔ گڈہی نہایت مستحکم تہی اور اسکے حفاظت پر دکنی اور کولی سپاہی متعین تہے انہون نے گولی چلائی روہیلے زخمی ہوئے مگر روہل کا گروہ زیادہ تہا گڈہی پر سخت حملہ کیا گیا۔ ایک کولی سپاہی نے اپنی بندوق سے بارہ روہیلے مار ڈالے تاہم روہیلون نے گڈہی فتح کرلی نیلکنٹ بہادر راؤ اور اسکے ہمراہی موقع پاکر بہاگ گئے۔ فتحیاب گروہ نے خاطر خواہ تمام بستی کو لوٹ لیا اور اسکی بربادی مین کوئی کمی نکی۔ روہیلے پہر قندہار مین جمع ہوگئے اور تنخواہ کا تقاضا پہر اپنے افسرون پر شروع کردیا۔

نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور روہل کا اخراج

نواب سراج الملک کی وزارت ۷ اذیقعدہ ۱۲۶۲ھ چہارشنبہ کے روز نواب سراج الملک بہادر عہدہ دیوانی پر ممتاز ہو چکے تہے اور پیشکاری کی خدمت بدستور راجہ رام بخش بہادر کے سپرد تہی۔ اور پرگنہ قندہار کے دیہات و تعلقہ دیگلور وغیرہ کی تعلقداری بمدت نواب اعتضاد جنگ بہادر کے تفویض تہی گوسے گاتون کے لوٹے جانے سے ساہوکارون نے نواب صاحب کے خدمت مین عرضیان پیش کین نواب نے عالیجناب مدار المہام سے روہیلون کے اخراج کے لئے جمعیت کی امداد چاہی۔ اسعرصہ مین وقایع نگارون نے قندہار کی تاراجی اور روہل کے ظلم و زیادتی کی کیفیت دربار مدار المہامی تک پہونچائی۔ روہل کے اخراج کیلئے دفتر دیوانی سے نوابصاحب کے نام حکم پہونچا۔ اور جمعیت بہی امداد کے لئے ملی۔ نوابصاحب موصوف چارسو جمعیت پیدل علاقہ دیوانی اور دوسو پچاس سوار اور دو توپ ساتہہ لئے ہوئے فاینہ قندہار ہوکر عیدگاہ کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ ہمنت سنگہ نے روہیلون کو قلعہ مین جمع کرلیا اور مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا نواب کی امداد

سکے لئے مسٹر جان ٹیگلس کپتان صرف خاص کے علاقہ کے چار سو جوانان لین باقاعدہ جگدیسر سنگہ
صوبیدار ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۳ھ مین داخل قندہار ہوئے - اور نواب صاحب نے مورچہ
عیدگاہ کی ٹیکری پر جانب غربی و جنوبی قلعہ بمقابل دشمن توڑ توپ قایم کیا اور گولہ اندازی
شروع ہو گئی - اندنون فوج کنٹجنٹ متعینہ چھاؤنی ہنگولی سرکوبی روہیلان اور پنڈارے
والیٹرے کیلئے اضلاع مرہٹواڑی مین گشت لگایا کرتی تھی - سرکار عالی کے حکم سے باقاعدہ
لین کی چار کمپنیان اور چار توپ بیل گاڑی بسرکردگی کپتان ایڈے صاحب بہادر و اول رسالہ
کا ایک اسکوارڈن یعنے دو سو سوار جسمین مرزا واحد علی بیگ جمعدار بہی تھے - قندہار پہونچین -
کنٹجنٹ کی فوج نے تالاب کے کنارے پر بمقابلہ عنبر شاہی توپ مورچہ قایم کیا - اور توپین
استوار کر کے چہہ گولے بم کے مسلسل قلعہ مین اوتارے چار گولے تو بیکار گئے مگر دو گولے
قلعہ کے بیچ مین اوتر کر اپنی عادت کے موافق پھٹے محصورین کو ضرر نہین پہونچا قلعہ کے محفوظ مقامات
مین لوگ چھپے ہوئے تھے مگر اونکی مہیب آواز نے قلعہ والون کے دلون مین ہیبت ڈالدی
ہمت سنگہ نے اپنی فوجکو ہیبت زدہ دیکھکر صلح کا سفید جہنڈا عنبر شاہی برج پر کہڑا کیا
تمام لشکر مین امن و صلح کی شہرت ہو گئی اور جگدیسر سنگہ صوبہ دار لین نے قلعہ مین جاکر ہمت سنگہ
سے صلح کے شرائط پیش کئے - فوج افغان و سکہہ نے بعوض عطائے تنخواہ بقایا قلعہ خالی کرنے پر
رضامندی ظاہر کی - نوابصاحب نے تنخواہ دینے کا وعدہ کر لیا - روہیلے اور سکہہ قلعہ کے باہر
ہو گئے - نواب نے ہمت سنگہ کے فوجکی کل تنخواہ کا تصفیہ کر کے آنکا اخراج کیا - راجہ ہیرا سنگہ
و ہمت سنگہ - جان ٹیگلس کے لین کے ساتہہ جگدیسر سنگہ کی نگرانی مین حیدرآباد بہیجے گئے
کنٹجنٹ کی فوج معہ افسر اپنے مستقر پر واپس ہو گئی - نواب صاحب کا قبضہ قلعہ پر ہو گیا -
نوابصاحب نے قندہار کے مسلمانونکی دعوت تکلف کے ساتہہ سراج محل مین کی -

راجہ ہیرا سنگہ کا دوبارا قبضہ

ہمت سنگہ کے غاصبانہ قبضہ اور قندہار کی غارتگری کی تحقیقات اجلاس مدار المہامی مین
شروع ہوئی - قندہار سے شریعت پناہ اور معزز ساہوکار بلوائے گئے اگرچہ خدمت قضاۃ

قاضی غلام محمد صاحب مولانا غلام علی صاحب کے بیٹے اور محمد سراج الدینصاحب کے پوتے کے نام تہی مگر بذات خود قاضی سراج الدینصاحب اور محمد رحیم الدینصاحب محتسب قندہار حیدرآباد آئے اور مینر رام مہاجن علاقہ ہریاجی مہاجن دستیاجیں مہاجن دبالاجی سیٹیہ وناگوجی مقدم وامرت راؤ پٹوارہی پانڈری دہبا دیو راؤ پیٹہ اری کا لی شہادت مین حاضر ہوئے اس دریافت کا سلسلہ چہہ مہینے تک جاری رہا ہنمنت سنگہ پر جرم ثابت ہوا اور وہ مقید کردیا گیا اور اسکی جاگیر موضع دابکہ بالعوض رقم ہرجانہ ہیرا سنگہ کے تفویض کردیگئی رقم تنخواہ رواہل دا ... جات فوجکشی اٹہارا ہزار روپیہ ہیرا سنگہ کی جانب واجب الادا ٹہرائے گئے اور اس رقم کی ادائی پر دوبارا قبضہ قلعہ قندہار پر دلانیکا حکم ہوا۔ ہیرا سنگہ نے بذریعہ اودے سنگہ ٹہاکر جمعدار چمنی لعل گماشتہ ساہوکار سے بکفالت محاصل مالگذاری تعلقہ قندہار قرض حاصل کیا اور رقم خزانہ سرکار مین داخل کردیگئی اور راجہ ہیرا سنگہ دوبارہ خدمت قلعداری وجاگیرداری سے سرفراز ہوکر قندہار واپس آیا اور موضع دابکہ کے ضبطی کی تاکید مورخہ غرہ رجب سنہ ۱۲۶۳ھ راجہ ہیرا سنگہ کو ملی مگر موضع مذکور پر ہنمنت سنگہ کا بہائی گندن سنگہ قابض رہا۔ قندہار پر چمنی لعل گماشتہ ساہو کے جانب سے محمد عبد اللہ ولد محمد حسین نائب مقرر تہا۔

سید شاہ صاحب پیران حسینی سجادہ کی وفات

سنہ ۱۲۶۴ھ مین ۱۰ ذیحجہ کو سید شاہ صاحب پیران حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ نے وفات پائی آپکو کوئی اولاد نہ تہی اسلئے آپ کی اہل برادری سے سید شاہ حید رضا ابن سید شاہ غلام علی صاحب مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔

سندہیوں کا ابتدائی قبضہ اور راجہ ہیرا سنگہ کا انتقال

ہیرا سنگہ کو دوبارہ راج پائے ہوئے تہوڑے ہی دن گذرے تہے کہ بقایائے رقم دربارخرچ وچوتہہ وتاوان گومی کا تقاضا دفتر مال کیجانب سے شروع ہوا۔ اور دفتر مال راجہ رام پرشاد لالہ بہادر سے متعلق تہا اور سندہیوں کے سررشتہ کا تعلق ان کے بہائی راجہ اجاگر چند رائے بہادر سے تہا۔ اسلئے راجہ محمد بچل خانصاحب رسالدار سندہیو نکو حکم دیا کہ رقم بقایائے مذکور کے وصول کیلئے ہیرا سنگہ جاگیردار قندہار پر جوانان سندہی سزاول کیئے جائین۔ رسالدار کے حکم سے فتح محمد جمعدار معہ دس جوان سندہی قندہار پہونچے۔ اور اوسے رقم کا تقاضا کیا اسوقت راج کی حالت ابتر تہی ساہوکار کا

کارپرداز محمد عبداللہ مالگذاری کی تحصیل پر پورا قابض تہا- اخراجات معینہ کے سوائے-
ہیرا سنگہ کو جاگیر سے کچہہ بہی نہین ملسکتا تہا اپنے خاندانکی پرورش بہت کفایت اور تنگی سے
کیا کرتا اس نئے تقاضے اور جہانان سزاولی کے اخراجات سے پریشان ہوگیا اور بدرجہ
مجبوری باستصواب راجہ صاحب موصوف محمد بچل خان رسالدار سے قرضہ لیکر چمنی لعل
کی استصوابی رقم دیتا یا سرکاری دفاتر کی ادائی- اور اوسے قرضہ مین اپنی موروثی
جاگیر رہن دیدی صرف ایکسو روپیہ ماہوار اپنے خاندان کی پرورش کیلئے لیا کرتا اور قلعہ قندہار
مین اپنے بزرگون کے پرانے مکانون پر قبضہ کئے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہا تہا
نہایت تنگدستی - پر ملک محمد جعفر دار و سہرتہ اس راؤ پٹیکار منجانب محمد بچل خان رسالدار مقرر
ہوئے تہے - بے لطفی سے زندگی بسر کرتے ہوئے راجہ کو زیادہ سال نہ گذرے ہتے کہ اسکا مزاج
علیل ہوگیا - اور تمام جسم پر آبلے پیدا ہوگئے اور ان آبلون مین بلاکی سوزش ہوتی تہی - آخر جلن
اسقدر بڑہ گئی کہ اسکے صدمہ سے راجہ جانبر نہو سکا اور ۱۲۶۵ھ مین مرگیا اس آخری راجہ
جلی ہوئی راکہہ کی سمادہ بہی اسکے بزرگون کے دائرہ قبور مین بنائی گئی ہے-

محمد بچل خان سندہی رسالدار کا قبضہ

ہیرا سنگہ کے مرنیکے بعد ہٹا کرنین سنگہ نے اپنی بہن لبنت کنور بائی زوجہ گلاب سنگہ کو مالک بناکر
خود اسکی جانب سے حکومت کرنی چاہی - مگر اس تمنا کے پورے ہونے کیواسطے روپیہ کی
ضرورت تہی - اور روپیون کا اس خاندان مین قحط تہا تاہم نین سنگہ رسالدار کے خلاف
سازشون مین شریک تہا اور جو معاہدہ ہیرا سنگہ اور محمد بچل خان مین ہوا تہا ہٹا کرنین سنگہ
نے اسکے خلاف عمل کرنا چاہا - اس لئے ماضیہ زمانہ کے طرز پر مصلحت وقت کے لحاظ سے رسالدار
نے نین سنگہ کو نظربند کرادیا اور برائیون پر بہی نگرانی رکہی کہ وہ کسی سے ملنے اور مشورہ کرنے
نپائین - اس جاگیر کی کفالت پر رسالدار بہت سا روپیہ قرضہ دیچکا تہا اسکے وصول کے علاوہ
ایسی زرخیز جاگیر و مشہور قلعہ کو واپس دینا کب پسند ہو سکتا تہا-

راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرفرازی

راجہ رام بخش بہادر بعد معزولی دوسرے مرتبہ ۲۳ شوال ۱۲۶۵ھ

مین خدمت دیوانی پر سرفراز ہوچکے ہتے۔ رسالدار کو مناسب موقع مل گیا۔

تبدیل سند جاگیر

اور اسنے کوشش کرکے سند جاگیرداری و قلعداری بشمول خرچ احشام وتنخواہ جوانان سندہیان بہ مہر نیابت دیوانی راجہ بہادر موصوف ۱۹ ذیحجہ ۱۲۶۵ھ کو اپنے بیٹے عمر خان ثانی کے نام پر حاصل کی۔ رسالدار کیجانب سے ملک محمد جمعدار نائب قلعہ قندہار مین مقیم ہتا۔ اور سرینواس راؤ بدستور پٹیکاری کی خدمت ادا کرتا ہتا ۱۲۶۱ف مطابق ۱۲۶۸ھ تک ملک محمد جمعدار نے بہایت دیانت داری سے اپنی خدمت کو انجام دیا۔

محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا ماضیہ حال

محمد عمر خان[1] ضلع لاڑ سندہ حیدرآباد کا رہنے والا ابتدا مین دوسو جوانان سندہی سے دکن مین آیا۔ اور سرکار نظام کے زمرہ ملازمین مین شامل ہوا اون ایام مین قلعہ کہم کے زمیندار نے بغاوت کی ہتی اور اسکی گرفتاری کیلئے فوج شاہی متعین ہوچکی ہتی مگر وہ گرفتار نہین ہوسکتا ہتا۔ محمد عمر خان نے اپنے علاقہ کے منتخب ستر[؟] سپاہیونکو ساتہہ لیکر قلعہ مین گہسکر زمیندار کو پکڑ لیا اس کامیابی کیوجہ سے محمد عمر خان کو رسالداری ملی اور رفتہ رفتہ اٹہارہ سو سپاہیونکا افسر ہوا۔ رسالدار کو کوئی اولاد نرینہ نہ تہی۔ محمد یحل خان اسکا ہمشیرہ زادہ اور داماد ہتا رسالدار کے انتقال کے بعد یہی وارث قرار پایا۔

لاکہنا کا سندہ سے آنا اور سندہیونمین نفاق پیدا ہونا

اسعرصہ مین مسمی لاکہنا سندہی رسالدار مرحوم کا برادرزادہ[2] وطن سے آکر اپنے حقوق کا خواستگار ہوا اور سندہیون مین خانہ جنگی کی نوبت ہونچی اور یہہ معاملہ مہاراجہ بہادر کے روبرو پیش ہوا اور مہاراجہ بہادر نے عطائی خدمت رسالداری کیلئے ایک لاکہہ روپیہ نذرانہ سرکاری پیش کرنیکا حکم دیا۔ محمد یحل خان نے ساٹہہ ہزار روپیئے فوراً نذرانہ کے داخل کردیئے اور چالیس ہزار بعد دینے کا وعدہ کرلیا اسوجہ سے جمعیت سندہیون کی رسالداری کیخدمت اونکو سرفراز ہوئی اور حسب الحکم مہاراجہ بہادر رسالدار مرحوم کے جائداد سے دسہزار روپیہ مسمی لاکہنا سندہی کو دیکر اسکے وطن کو واپس کردیا گیا اور محمد یحل خان جملہ ملک واملاک پر قابض ہوگیا سادہ چالیس ہزار روپیہ لقایا سے

[1] محمد عمر خان رسالدار سندہی کا حال تاریخ گلزار آصفی مین لکہا ہے ۱۲

[2] بعض لوگ ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہین ۱۲

نذرانہ سرکاری بھی مہاراجہ بہادر نے معاف فرما دیا - باوجود اس تصفیہ کے بعض متعصب سندہیون نے رسالدار مرحوم کی بڑی بی بی کو کچہہ کا کچہہ سمجھا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ رسالدار مرحوم کا لاکہنا سندہی برادر زادہ ہے اور اسکے حقوق بہ نسبت محمد بچل خان کے زیادہ ہین اسکو ملک و املاک کا مالک بنایا جائے - چنانچہ بڑی رسالدارنی اور محمد بچل خان رسالدار مین کیقدر رنجش بھی پیدا ہوگئی تہی - اس لئے سندہیونمین دو فریق ہوگئے کچہہ تو مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار تہے اور کچہہ محمد بچل خان کیجانب دار رہتے - یہہ خانگی مناقشہ کی چہیڑ ہو چکی تہی مگر محمد بچل خان رسالدار سنجیدہ اور دوراندیش شخص تہا - اسنے مرحوم رسالدار کی بی بی سے مخالفانہ برتاؤ نہین کیا ملایمت سے پیش آتا رہا - اس لئے فریق مخالف کا پورا داؤ نہ چل سکا - رسالدار نے حکمت عملی سے مفسدون کے استیصال کی راہ نکالی اور ایک ایک کرکے کام سے علیحدہ کرتا گیا -

ملک محمد جمعدار کی بغاوت

ملک محمد جمعدار کے مخالفین نے اس موقع پر رسالدار کو سمجہا دیا کہ ملک محمد بہی فریق مخالف سے ملا ہوا ہے اور اسکے ساتہہ یہہ بہی ظاہر کر دیا کہ ملک محمد رقم سرکاری اپنے ذاتی مصارف مین لاتا ہے اور راتی لسبنت کنور بائی سے سازش رکہتا ہے مخالفین کی پر اثر تقریر نے رسالدار کے خیال کو ملک محمد کیجانب سے پلٹا یا اور اسنے بدگمان ہوکر سیری لواس رائے پیشکار کو معہ دفتر بغرض تفہیم حساب طلب کیا فریق مخالفین نے پیشکار پر سات سو روپیہ کی بدر نکالی اور اسکی اذیت رسانی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا مگر پیشکار نے جمعدار کے خلاف کچہہ بہی نہ کہا - آخر پیشکار کو مقید کرکے ادخال رقم بدر کیلئے قلعہ قندہار مین بہیجدیا -

غلام محمد نائب کا تقرر

خدمت نیابت اور پیشکاری قندہار پر غلام محمد ساکنہ آندول کا تقرر ہوا اور اسنے دیوان باڑہ[1] مین اپنی کچہری قایم کی - مالی و عدالتی اختیار نائب کو حاصل تہا - ملک محمد کے جملہ اقتدار سلب کردئے گئے اور وہ بحیثیت ایک فوجی افسر کے قلعہ مین تہا - سری نواس راؤ نے ملک محمد کو خبردار کر دیا اور رسالدار اور اسکے طرفدار ونکا جو کچہہ اونکی نسبت خیال تہا وہ بہی بیان کیا - ملک محمد صاحب عزت آدمی تہا اقتدار کے چہن جانے سے اوسکو سخت خفت ہوئی - علاوہ اسکے پیشکار کے

[1] دیوان باڑہ آبادی قندہار مین ایک سرکاری مکان ہے راجاؤن کے دیوان اور کار پرداز اس مکان مین رہکر سرکاری کام انجام دیا کرتے تہے ۱۲

خوف دلانے سے اوسکو خیال ہوا کہ کہین رسالدار کے ہاتون آبرو ریزی نہو اسنے رانی لبنت
کنور بائی اور ٹہاکر مین سنگہ سے مشورہ کیا ان دونون نے اوسکو اپنے مفید مطلب خیال کرکے
خوب بہرکایا اور رسالدار کی برائیان اور بدعہدی اور خودغرضی جتاکر بغاوت کرنیکی ترغیب دی
مین سنگہ نے تسلی آمیز الفاظ مین ناندیڑ سے سکہون کی جمعیت بلوانے اور بذات خود مقابلہ کیلئے
مستعد رہنیکی حامی بہری - اور یہہ بہی کہا کہ مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار سندہیون کو اپنی
جانب کرکے باقی سندہیون کو قلعہ سے نکال دیا جاوے - بعد کامیابی اس قلعہ اور جاگیر کے مختار
رسالدار کی بی بی اور اوسکا فرزند متبنی لالا کہتا سندہی ہوسکتا ہے -

قلعہ پر سکہون کا قبضہ اور ٹہاکر مین سنگہ کی حکومت

ملک محمد کے دل پر رانی لبنت کنور بائی اور ٹہاکر مین سنگہ کے خیرخواہانہ مشورہ نے پورا اثر کیا
اور مین سنگہ کو سکہون کے طلب کرنیکی اجازت دیدی اور انجام کچہہ نہ سوچا - سکہونکے قلعہ
قندہار مین داخل ہونیکی تاریخ ۳ چیت بدی ۱۹۰۵ سمت مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۲۶۵ھ بر
روز چہارشنبہ اوایل حصہ شب قرار پائی - مین سنگہ نے تاریخ اور وقت درج کرکے ڈیڑہ سو سکہون کیلئے
بقرارداد تنخواہ بارہ ۱۲ پندرہ ۱۵ روپیے منسا سنگہ جمعدار سکہان ناندیڑ کو خط لکہا - اور ملک محمد کا
مہری خط بہی اپنے خط کی تائید مین ملفوف کیا - یہہ خط موتی جی پٹیل موضع مانسپورے کے ذریعہ
صیغہ راز مین بہیجا گیا تہا - ملک محمد جمعدار نے اپنے مشورے مین سید حسن علیشاہ سندہی اور
بقادار شاہ سندہی کو بہی شریک کرلیا تہا - جن لوگون پر اعتماد نہ تہا انہین رخصت دیکر مکانون کو جانیکی
اجازت دیدی - تہوڑے سے سندہی قلعہ مین رہ گئے تہے - تاریخ مقررہ کے نوبجے شب کو ڈیڑہ سو
سکہ بسرکردگی سدا سکہہ امرتسری ناندیڑ سے آکر قلعہ کے قریب جام باغ مین ٹہرے رہے ملک محمد
کو اسکی خبر پہونچا دی گئی - قلعہ کے پچہلی جانب سے کمندین لگاکر قریب ایکسو سکہ کے اندر بلوالئے گئے
باقی سکہ وقت کے منتظر باغ مین جمع رہے - جب ملک محمد جمعدار کو سکہون کی فوج سے اطمینان ہوا
اسنے سندہیون کو جمع کرکے اپنا منشا ظاہر کردیا - ناواقف سندہی یکایک اس واقعہ کو سنکر
اور سکہون کو دیکہکر سخت متردد ہوے - محمد سمرن و محمد علی نمازی اور چند اشخاص اس

تجویز سے ناراض ہو گئے - ملک محمد جمعدار نے اونہین قلعہ سے نکالدیا - اور نین سنگھ کی بیرٹی کا ٹکر
ہتیار دے - قلعہ پر سکہون کا قبضہ ہو گیا -

نین سنگھ نے مخالف سندہیون کو قلعہ کے باہر بہیجکر دروازون پر سکہون کے پہرے لگادئے
رات کے بارا بجے کا وقت تہا - اسیوقت نین سنگھ قلعہ کے باہر نکلا عظیم خان روہیلے نے
اسپر حملہ کیا - سکہون نے اسکو زخمی کردیا - اس واقعہ کے بعد دوسرے سندہی جو مقام جنبی
کے پہرہ پر متعین تہے منتشر ہو کر چپ چاپ چلدئے - سکہہ لوگ جو جام باغ مین ٹہرے ہوئے تہے
نین سنگھ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ یہ چہوٹی سی فوج لیکر بہادرپورہ کو جو قلعہ سے تہوڑے
فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے پہونچا - رعایا کے مکانون اور ساہوکارونکی دوکانون سے جسقدر
غلہ فراہم ہو سکا اٹہوا کر قلعہ مین بہیجدیا - اس ضروری کام سے اطمینان حاصل کرکے آبادی قصبہ
کیجانب متوجہ ہوا اور درگاہ محلہ مین شیخ حسین و محمد موسی کے مکان کا محاصرہ کیا کیونکہ اون سے
اسکو دلی عناد تہا مگر وہ نہ ملے وہان سے دیوان بارٹے پر غلام محمد نائب کی گرفتاری کی غرض سے
پہونچا - اس کے قبل ہی نایب اور سید احمد ڈنڈیہ[1] بہاگ گئے تہے جب نین سنگھ کو انکا پتا نچلا تو
چاوڑی پر پہونچا چاوڑی کے محافظ سندہی بہی چلدئے تہے نین سنگھ نے سکہو نکا تہانہ بٹہا
دیا - صبح ہوچکی تہی ٹہاکر نین سنگھ ملک محمد کے عمدہ گہوڑے پر سوار ہو کر سکہون کی فوج جلو
مین لئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتہہ تمام بستی مین پہرا اور مناسب جائے دیکہہ دیکہکر ناکہ
بندی کردی قلعہ اور بستی پر ٹہاکر نین سنگھ کی حکومت اور سکہون کی عملداری ہو گئی ملک محمد
منہہ دیکہتا رہگیا

غلام محمد نائب قندہار نے نین سنگھ کے ہاتون جان بچاکر حیدرآباد کی راہ
لی اور محمد بخل خان رسالدار کے پاس پہونچکر پورا واقعہ بیان کیا قندہار سے گئے ہوئے سندہی
حقیقہ لاٹ تعلقہ سارٹہ بارٹہ مین جمع ہوئے اور اپنی دردآمیز کہانی رسالدار کو لکہی -

سراج الملک کی وزارت

راجہ رام بخش بہادر ۲ ذیحجہ ۱۲۶۶ کو خدمت دیوانی سے معزول ہوچکے
تہے - اور نواب سراج الملک بہادر ۲۰ شعبان ۱۲۶۷ سے دیوان بنائے گئے تہے محمد بخل خان

[1] راجاونکی عملداری مین ڈونڈیہ اس کامدار کو کہتے تہے جو چاوڑی پر حاضر رہکر ہر ایک کام کیا کرتا تہا جیسے ڈپٹی
مین مذکوری ہوتا ہے ۱۲

رسالدار نے وثیقہ جاگیرداری نواب موصوف کے ملاحظہ مین پیش کرکے مین سنگہ کی خودسری اور غاصبانہ قبضہ کی کیفیت اور سکہون کی زیادتی اور رعایا کی پریشانی کا حال عمدہ الفاظ مین نواب موصوف سے عرض کیا اور رینن سنگہ سے مقابلہ کرکے قلعہ واپس لینے کی تحریری اجازت چاہی نواب صاحب نے رسالدار کی خاطرخواہ احکام لکہدیئے حکم کے ساتہہ ہی رسالدار نے اپنے آورد ہ سندہیون اور سوارون کو جو متفرق مقامات پر متعین ہتے قصبۂ لاٹ پر جو قندہار سے (۸) میل ہے جمع ہونیکا حکم دیا ڈونگر سنگہہ کے علاقہ کے پچیس راٹہور دس دس روپئے ماہوار پر ملازم رکہہ لئے اور طرۃ باز خان جمعدار و نورخان رسالدار رو اہل کی علاقہ سے چارسو روہیلے لیکر یہہ معاہدہ کیا گیا کہ قلعہ قندہار پر قبضہ ہونیکے بعد پانچہزار روپیہ دیئے جاینگے یہہ سب کی سب فوج قصبہ لاٹ پر پہنچ گئی جسکی تعداد بشمول پیدل و سوار دو ہزار تہی اور یہہ فوج جیون خان جمعدار سندہی کے ماتحت آخر حصہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۵۹ھ مین لاٹ سے سرحد قندہار پر پہونچی۔

سندہیون اور سکہون کا فوجی مقابلہ | مین سنگہ کو سندہیون کے ارادہ کی خبر مل چکی تہی اس لئے قلعہ مین رسد بہم پہونچانیکا مناسب انتظام کرلیا اور سکہون کو توپین سر کرنے اور رنیکلے چلانیکی اس تہوڑی سی مہلت مین اچہی طرح تعلیم کی۔ اور اس مختصر مگر دل والی فوجکو ترتیب دیکر قلعہ اور شہر کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ جب سندہیونکی فوج قندہار کے قریب پہونچی گول ٹیکری کے پاس سے اس فوج کے دو گروہ ہوئے۔ گروہ سواران امرت کنڈہ تالاب شہر کے قندواری دروازہ کے جانب رجوع ہوا اور دوسرا گروہ پیدلون کا اورنگ پورہ کی فصیل کے نیچے نیچے ہوتے ہوئے کوٹ بازار تک پہونچا۔ سوارون کی فوج ہاتی نالہ عبور کرکے دامن تالاب مین پہونچی۔ قلعہ سے گولہ باری شروع ہوگئی مگر سوار بہت تیزی سے میدان کنارہ تالاب سے نکل گئے تہے توپ کے گولون سے انہین کسیطرح ضرر نہین پہونچا البتہ ایک حجام کا لڑکا یا لو سوار اون سوارون فوجکے پیچہے چلا آرہا تہا توپ کا گولہ اپنی قوت زایل ہونیکے بعد زمین بوسی کو جہک رہا تہا یالو کی پیٹہہ کے پچہلے حصہ کو دہکا دیتا ہوا آگے بڑہ کے گرگیا اس صدمہ سے یالو تو مرگیا مگر سوار محافظ حقیقی کے حفاظت مین رہا۔ اور ادہر اودہر چلدیا۔ سوارونکی فوج فصیل کے قریب

فتح برج کے مقابل پہونچی سکہون نے بندوقین سرکین - ادہر سے بہی جواب ملا - آنے والی فوج نے
تیزی سے آگے بڑہتے ہوئے جلد جلد بندوقین فیر کین تعداد بہی زیادہ تہی - آخر سکہون کو برج
چہوڑنا پڑا - سب سکہون نے جمع ہوکر بدداری دروازہ پر غنیم کے سوارون کو روکنیکی کوشش
کی مگر بیکار گئی - سوار بالکل قریب پہونچ گئے اسقدر فوج کے روبرو تہوڑے سے سکہونکا
مقابل ٹہرنے رہنا قرین مصلحت نہتہا - جان بچاکر جادڑی کے متعینہ سکہون کو ساتہ لیکر قلعہ
کیجانب چلدئے - سندہیون نے بستی پر قبضہ کرلیا شاہ قرار کی مسجد اور جادڑی کے مابین سلی
سونکر کسی سکہہ کی گولی سے مارا گیا پیدل سندہیونکی جماعت کا جو کوٹ بازار تک پہونچ گئی تہی نین سنگہ
کے ساتہ مقابلہ ہوا - اور اس معرکہ مین عمر سندہی داماد جیون خان اور اللہ رکہا سندہی و محمد ہاشم
سپاہی مارے گئے اور سندہی آگے بڑہتے چلے نین سنگہ سکہون کو قلعہ کے نزدیک ہٹا لایا سندہی
بستی مین گہس گئے - قصبہ پر سندہیونکا قبضہ ہوگیا اور سکہون نے قلعہ سنبہالا -
ان تینون سپاہیون کے لاشین توپون کے زد مین پڑی ہوئی تہین ان نعشون کے مطالبہ کیلئے
جیون خان جمعدار نے محمد پیر خادم درگاہ مذکر شاہ درویش کو نین سنگہ کے پاس بہیجا نین سنگہ نے
اپنی فوجکی تعداد مین بہی تین سکہونکی کمی پائی اونکی نعشین مسلمانون سے طلب کین - جب بستی
مین سندہیون نے سکہون کی تلاش کی وہ تینون سکہ سری چند ساہوکار کی حویلی مین چہپے
ہوئے تہے زندہ دستیاب ہوئے - سندہیون نے ان تینون سکہون کو قتل کرکے نعشین نین سنگہ
کے پاس بہیجدین اور سندہیون کے تین نعشین سکہون سے لیکر دفنا دین -
سندہیون نے قلعہ کے اطراف دور دور تک ناکہ بندی کرکے رسد روکدی تہی - نین سنگہ نے
کئی بار سکہونکی جمعیت لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکلکر سندہیون پر حملہ کیا مگر اسکو کامیابی نہین
ہوئی - جب محاصرہ مین دن زیادہ گذر گئے - نین سنگہ اپنی بہن بسنت کنور بائی کو ساتہ لیکر سکہونکے
مختصر جماعت کے ساتہ رات کیوقت قلعہ سے باہر نکل گیا اسکا یہ قصد تہا کہ نانڈیڑ جاکر سکہون کو فراہم
کرکے اپنی جمعیت کی تعداد بڑہائے اور بہن کو حیدرآباد لیجاکر درداشت اور حق رسانی کی دادخواہی کرے
اندہیری رات نصف کے اوپر گذر چکی تہی مگر رو ہیلے و سندہیون نے اس مختصر جماعت کو گہیر لیا اور
آگے بڑہنے ندیا - چالاک نین سنگہ اپنی بہن کو سنبہالے ہوئے قلعہ مین واپس آگیا اس معرکہ مین

سندہیون کے ہاتون دو سکہہ مارے گئے۔

قلعہ پر سندہیون کا تسلط راجہ کے خاندان کی بربادی اور محمد بچل خان سندہی رسالدار کی عملداری۔

چھہ مہینے کے محاصرہ نے سکہون کو تنگ کر دیا اور غذا کے نہ ملنے سے انہین مونہ کے درخت کی جڑین اور مختلف چیزین کہاتے پڑین۔ بیمار ہوتے ہی چلے مختلف قوم و پیشہ کے لوگ جو قلعہ مین جمع تھے غذا نہ ملنے سے باہر نکل گئے۔ بلا ہتیار آنے والونکی سندہیون نے مزاحمت نہ کی۔ قلعہ مین ہتن سنگہ اور خاندان راجہ کے لوگ اور سکہہ سپاہی رہ گئے تھے۔ جیون خان کی تحریک پر محمد پیر صاحب خادم روضہ بزرگ اور مذکر شاہ درویش نے صلح کار بنکر سکہون کو سمجہایا سکہون نے تنخواہ کے دئے جانے پر قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور جیون خان نے سکہون کی تنخواہ دلوا دی۔ سکہہ قلعہ سے نکل گئے۔ ٹہاکر ہتن سنگہ کو سندہیون نے قید کر کے قلعہ مین روک لیا اور رانی بسنت کنور بائی ہتن سنگہ کی بہن اور راجہ گلاب سنگہ کی بی بی سندہیونکی حراست مین محمد بچل رسالدار کے پاس بہیجدی گئی۔ رانی روپ کنور راجہ سجان سنگہ کی بی بی اور اوسکی لڑکی شام سندر اور رانی چمپا بائی ہیرا سنگہ کی مان موضع بہوسی مین جاکر سکونت پذیر ہوے۔ اور اس خاندان کے باقی سب لوگ موضع دابکہ کو چلے گئے ملک محمد جمعدار کو سندہیون نے ہر چند تلاش کیا مگر اسکا پتا نہ چلا۔ اتنی خبر ملی کہ کئی دن آگے ہی وہ قلعہ سے نکل گیا تہا سندہی اور روہیلے قلعہ پر قابض ہو چکے جیون خان جمعدار نے روہیلون کو قلعہ سے علیحدہ کرنا چاہا اور پانچہزار روپیئے وعدہ کے موافق قطرہ باز خان اور انور خان کے پاس رسالدار نے بہیجے مگر روہیلون نے اس عذر پر روپیہ لینے سے انکار کر دیا کہ محاصرہ قلعہ مین چھہ مہینے گذر چکے اور چار سو روہیلے اس مدت تک تسخیر قلعہ کے لئے جان لڑاتے رہے۔ اس صورت مین پانچہزار روپیہ خرچ کیلئے کافی نہیں ہین آخر یہ طے ہوا کہ چار سو روہیلون کی تنخواہ چھہ مہینے تک کی

سلہ رانی بسنت کنور بائی حیدرآباد مین کچہہ دنون رہکر پہر موضع دابکہ کو واپس آئی اور ۱۲۸۳ھ مین مرگئی۔

رسالدار سے دلادی گئی۔ اور روہیلے قلعہ سے نکل گئے۔ جب سندھیونکا پورا تسلط ہوگیا تو جیون خان
جمعدار اپنی اصلی خدمت جمعداری پر واپس ہوا امدادی فوج اور دوسرے تعلقات کے
متعینہ سندھی اپنی جگہ روانہ ہوگئے

احمد خان نائب

محمد بچل خان رسالدار نے حفاظت قلعہ اور خدمت نیابت پر احمد خان کو
مقرر کیا صرف دو مہینے تک اسنے کام انجام دیا۔ رسالدار نے احمد خان کو حیدرآباد بلوایا

محمد عثمان نائب

احمد خان کی علیحدگی کے بعد محمد عثمان جمعدار کا تقرر ہوا۔ آدمی دیانت دار اور
نرا سپاہی تھا سندہ سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ ملکی زبان سے بھی ناواقف
تھا بنابت جاگیر کا کام پٹیکار کے اطمینان پر چلتا تھا۔

ٹھاکر بین سنگہ کا محبس سے فرار ہونا

پچھلی دروازہ سے آگے مہاکال دروازہ کے مقابل دیوار شمالی سے
راستہ جنوب تک چار کمانین پختہ لداوی ہین۔ جن مین سے ایک کمان کھلی ہوئی ہے۔ اور تین بند
ہین قدیم سے اسکو انبارخانہ کہتے ہین اون بند کمانون مین سطح زمین سے پانچ گز بلندی پر
ایک ہاتھہ عرض وطول کے تین دریچہ تھے۔ بین سنگہ اس انبارخانہ مین قید تھا دروازہ سنگ خشت سے
بند کردیا گیا تھا۔ اور دریچہ مین سے اسکے ہم قوم آدمی کے ہاتھہ سے پانی اور غذا جس مین آٹا
کم اور نمک زیادہ ہوتا دیجاتی تھی۔ یہہ مضبوط قیدی کبھی کبھی ہوا کھانیکے لئے اوس دریچہ سے
سر نکالا کرتا۔ اس مصیبت مین چھہ مہینے گذر گئے سنہ ۱۲۶۹ھ مین رات کا نصف حصہ گذرنیکے
بعد جوانان پہرہ کو غافل پاکر دریچہ کے پتھرونکو نکال لیا جو کئی دن آگے سے ہی ان پتھرونکے
اور اینٹون کے علیحدگی کا سامان فراہم کرچکا تھا قیدخانہ سے نکل کر شمال رویہ خندق کیجانب
جہان پانی کی خزانہ کا ستون ہے پہونچا اور کنگرہ دیوار پر کوٹ سے اپنی پگڑی باندہی۔
اور اسکے سہارے سے پاؤن مین زنجیر پہنے ہوئے خندق مین اوتر رہا تھا کہ پگڑی ٹوٹ
گئی اور دہم سے خندق مین گر پڑا اس دہماکے کی اواز سے خندق دروازہ کے پہرہ والے
ہشیار ہوئے مگر انہون نے اسوجہ سے توجہ نہین کی کہ اکثر بڑی بڑی مچھلیان شب
کیوقت خندق مین اوچھلا کرتی ہین خندق مین پانی کمر سے زاید تھا بین سنگہ خندق کے حصہ
کو طے کرکے باہر آگیا اور قلعہ سے تہوڑے فاصلہ پر جانیکے بعد بیڑی توڑ ڈالی اور

موضع پہول بیل کے جنگل مین ایک شبانہ روز پوشیدہ رہا۔

یہان عثمان خان جمعدار کو صبح خبر ہوئی جو انان محافظ حراست مین سب کہے گئے۔ رسالدار کو رپورٹ کیگئی۔ ہین سنگہ صحرائے پہول بیل سے ناندیڑ گیا۔ تنا سنگہ جمعدار سکہون کے پاس چند روز رہا۔ پہر حیدرآباد آگیا۔ سندہیون نے مختلف وقت اسکی گرفتاریکی کوشش کی اور گہیر بہی لیا۔ مگر ہین سنگہ اونکے ہاتہہ نہ آیا۔ جب ہین سنگہ کو ہر طرح سے ناکامیابی ہوئی تو اپنے خاندان کے ساتہہ موضع ڈابکہ مین رہنے لگا۔

ہین سنگہ کے فرار ہونے سے غفلت اور لاپروائی کا دہبہ محمد عثمان جمعدار کے نام سے مٹ نہین سکتا تہا اور ملکی زبان نہ جاننے سے جاگیر کے انتظام مین خرابیان پیدا ہوگئی ہتین۔ اس لئے رسالدار نے خدمت نیابت جاگیر و حفاظت قلعہ پر امام بخش جمعدار سندہی کا انتخاب کیا۔ سنہ ۱۲۶۹ھ کے اوایل حصہ مین امام بخش جمعدار نے جائزہ خدمت حاصل کیا اور جمعدار کی ماتحتی مین غلام محمد کارپرداز مقرر ہوا۔

وزارت نواب سرسالار جنگ بہادر و پیشکاری مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر

سنہ ۱۲۶۹ھ مین ۷ شعبان کو پنجشنبہ کے دن نواب سراج الملک بہادر نے رحلت فرمائی اور ۲۲ شعبان سنہ مذکور کو نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر شنبہ کے دن خدمت دیوانی و وکالت سے سرفراز ہوئے اور اسی تاریخ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر عہدہ پیشکاری پر ممتاز ہوے۔

امام بخش جمعدار نایب قندہار

امام بخش جمعدار ایک سپاہی منش اور دلیر آدمی تہا گو لکہنے پڑہنے مین مہارت نہ تہی مگر معاملہ فہم خوب تہا۔ قندہار مین قلعہ کے اندر راجاؤن کے محل مین رہتا تہا اسکی طرز حکومت کا طریقہ

۱؎ ہین سنگہ کو مولف نے دیکہا ہے گندمی رنگ مایل بسیاہی اوسط قامت چوڑے سینہ والا مضبوط شخص تہا اسنے لڑائی کے واقعات جنو ساہوکار کے مکان پر میرے روبرو بیان کئے ہتے۔ اور اپنے جسم سے دوہرا انگرکہ نکالکر متعدد زخم کے علامات دکہلائے تہے اور یہہ بہی ذکر کیا تہا کہ سندہیون نے قید مین بہت تکلیفین دین اور غذا مین ایک حصہ آٹا اور دو حصہ نمک دیاجاتا تہا ہین سنگہ سنہ ۱۳۱۱ھ مین بمقام ڈابکہ فوت ہوا ۱۲

راجاؤن کی عملداری کیطرح رہا گولا انداز اور کمند انداز جو قلعہ کی دیوارونکی گہانس اور
جہاڑیون کو صاف کرتے ہین بدستور مامور رہے - قلعہ کی مسجد مین بدستور پیش امام اور موذن
کا تقرر ہوا ۔ اور پنج وقتہ بانگ و صلوٰۃ پابندی کے ساتھ ہونے لگی -

نقار خانہ جدید | نقار خانہ قدیم جو قلعہ کے اندر تہا امام بخش نے قلعہ کے لوہے دروازہ پر قایم کیا جسمین حسب
عملدر آمد قدیم پانچ وقت نوبت بجائی جاتی ہتی -

جوگنی دیوی | راجاؤن کے عملداری مین قلعہ کے دروازہ کے پاس جینی کے سفالپوش مکان کے
سامنے پیپل و نیم کے درخت کے نیچے پتھرونکے تراشے ہوئے بت بہت سے رکہے تہے اور
سب بتون کے بیچا بیچ ایک خوبصورت زنانی مورت تہی - کسی قدیم بت تراش نے بہت ہی
صفائی سے بنایا تہا اس دیوی کا نام جوگنی تہا اور راجپوت اسکی پرستش کیا کرتے تہے -
امام بخش نے سب کے سب توڑا کے پہنکدئے - البتہ مہکالی دروازہ کے پاس مہکالی دیبی
کا چبوترہ قایم رکہا - اور قدیم عملدر آمد کے موافق ہندوؤں کی عید دسہرہ کے روز اس دیبی کے پاس
پٹیل و پٹواری وغیرہ جمع ہو کر بہینسہ قتل کروایا کرتے -

تبدیل نشان قلعہ | راجاؤن کی عملداری مین قلعہ کے برج پر سالانہ دسہرہ کے روز گیروا رنگ کا
نشان کہڑا کیا جاتا تہا - امام بخش نے اپنی عملداری مین سبز رنگ کا نشان بنوایا -

عاشور خانہ ڈہال صاحب | امام بخش جمعدار نے جینی کے روبرو ایک عاشور خانہ بنوایا ہے - تالاب کے
بینڈ پر ایک پرانی مسجد کالے آسودیول کے پاس تہی مسجد کی چہت گر گئی تہی صرف دیوارین کہڑی
تہین - جمعدار نے ان دیوارون کے پتھر منگوا کے اس عاشور خانہ کی دیوارونمین لگائے اور
بہت ہی سرگرمی سے اسکو تیار کیا - ماہ محرم مین پانچوین تاریخ ایک چوڑی سپر کو سیدی سیف
بیچ مین اور دو تیغے دو بازو اور اسکے قریب دو جمبیہ باندکر علم استادہ کیا - جسکو عوام ڈہال صاحب
کا علم کہنے لگے اسکے قریب مٹی کا شیر ہی بنایا تہا اور جدید نقار خانہ ہی تیار کیا تہا بہر حال عشرہ
شریف کے تکلف اور سوانگ کو اونہون خوب ترقی دی -

ہرن کے سینگونکا برآمد | جمعدار کو نشان اندازی کی پوری مشق تہی شکار کا بہت شوق تہا اسکی

سنہ ۱۲۷۷ھ مین اس ہی نمونہ کا علم بنایا گیا ہے جسکو سنتو لوہار نے تیار کیا وہ ابتک موجود ہے ۱۲

ہاتون سرزمین قندہار کے اسقدر ہرن شکار ہوئے کہ ہرن کے سینگونکو فراہم کرکے بجاے چوبی کلچیون[1] کے سینگون سے چھوٹا سا برآمدہ تیار کیا گیا تہا۔

سید حیدر علیصاحب کی وفات | سنہ ۱۲۷۱ھ مین ۲۷ شعبان کو حاجی سید حیدر علیصاحب کا انتقال ہوا یہ مشائخین قندہار سے تہے جنکا مکان عقب روضہ بزرگ ہے آپکے پانچ فرزند ہوئے (۱) سید شاہ ولی الدین[2] صاحب (۲) سید اکبر علیصاحب جو اپنے والد کے روبرو قضا کر گئے (۳) سید شاہ ماجد حسینی صاحب بہت ہی لایق حلیم الطبع و نیک نفس ہین آپ سر رشتہ پٹہ سرکار عالی مین سمت جنوبی و سمت شمالی کے مہتمم کی خدمت پر مامور رہے اب قندہار مین مقیم ہین کتاب نغمہ پیر آپ ہی کی تصنیف کی ہوئی ہے (۴) سید مشایخ حسینی صاحب آپ سمت مین رہتے ہین اور اپنے خالہ زاد بہائی سید شاہ عفیف الدین قادری کے جانشین اور ان کے معاش پر قابض ہین (۵) سید پیران حسینی صاحب حیدرآباد مین مقیم تہے انکا انتقال ہوگیا۔

رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر | ماہ رمضان شریف کی ۲۲ تاریخ سنہ ۱۲۷۳ھ مین نواب ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر نے انتقال فرمایا عمر آپکی ۶۶ برس کچہہ مہینونکی تہی - ۲۸ برس دس مہینے پانچ روز بادشاہت کی - بعد انتقال کے غفران منزل آپکا لقب مشہور ہوا صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین آپکا مقبرہ ہے آپ کے دو[3] فرزند تہے۔

فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر

افضل الدولہ بہادر نواب ناصر الدولہ کے فرزند ہین سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ مین پیدا ہوئے

[1] جسکو اہل دہلی و لکہنو کھپچیان کہتے ہین [2] سید شاہ ولی الدین صاحب کو گلبرگہ شریف کے مشایخ سید شاہ عز الدین صاحب اولاد حضرت قطب العالمین سید شاہ صالح الدین حسینی تیغ برہنہ قدس سرہ کی لڑکی منسوب تہی اور آپ مرید و خلیفہ اپنے خسر شاہ عز الدین صاحب کے تہے بہت دنون تک آپنے حیدرآباد مین رہکر عروج حاصل کیا بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے کہتے ہین کہ سیدی عنبر خان سامان علاقہ نواب مختار الملک مرحوم آپکے زمرہ مریدین مین شامل ہوا تہا بتاریخ ۲۲ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ آپکا انتقال ہوا آپکی قبر آپکے مکانکے صحن مین ہے آپکے انتقال کے چار روز بعد ۲۶ رجب کو آپکی بی بی مریم بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا تہا دونو قبرین برابر بنی ہوئی ہین [3] ایک نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر (۲) نواب میر جہانگیر علیخان و ثنا الدولہ

بعد انتقال اپنے والد کے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ کو تخت پر جلوس فرمایا۔

اٹھارا روہیلونکے مارے جانیکا واقعہ

اسی ۱۲۷۳ھ مین روہیلون کی قوم نے باغیری محبوب خان جمعدار روہیلہ اضلاع مرہٹواڑی کے مختلف مقامات پر خوب لوٹ مار مچائی اور بہت سے بستیان ویران ورعایا کو تاراج کر دیا۔ مقامی جمعیت سے اسکا انتظام نہو سکا۔ روز بروز روہیلون کی ظلم وزیادتی بڑھتی چلی اسلیئے لٹیری جماعت کی سرکوبی کیلئے فوج کنٹجنٹ متعینہ ہنگولی کو کرنل ولاٹم صاحب بہادر نے تعلقات مرہٹواڑی پرگشت کرکے روہیلونکو گرفتار کرنیکے لئے مقرر کر دیا تھا۔ ضلع ناندیڑ کے تعلقات کے انتظام کیلئے چار کمپنیان مقرر کیگئی تھین سید علی ورام دین لالہ دسرنام سنگہ چھتری ومسٹر ٹاماسرل یہہ چارون کمپنی کے صوبہ دار دو ضرب توپ کے ساتھہ ہنگولی سے سندگی ہوتے ہوئے ناندیڑ پہونچے۔ وہان سے مانجرم و سلگرہ آئے سلگرہ مین شب کیوقت توپ کی گاڑی کے چار بیل چوری ہوگئے۔ دوسرے بیل اسی موضع سے تجویز کرکے یہہ جمعیت ناندیڑ واپس ہوا چاہتی تھی کہ اس اثنا مین خبر ملی کہ قصبہ بارآہلی کی گڈھی پر روہیلون نے قبضہ کرلیاہے بلغار پہونچکر فوج نے گڈھی کا محاصرہ کرلیا۔ روہیلون نے مقابلہ کیا بہت سے مارے گئے تہوڑے سے مجروح ہوکر گرفتار ہوئے اور باقی موضع لنگی کی جانب بھاگ گئے۔ اس معرکہ مین فوج کنٹجنٹ کا ایک سوار مارا گیا موضع لنگی کا محاصرہ کرکے فوج نے روہیلون کو گھیر لیا جمعدار محبوب خان اور اوسکے ہمراہی روہیلے گرفتار ہوگئے اون قیدیونکو ناندیڑ مین لاکر بمقام سراکنارہ رود گنگ رکھا گیا اس عرصہ مین جو فوج دہارور سے روہیلونکی گرفتاری کیلئے متعین تھی قیدیونکو لیکر ناندیڑ پہونچی بارش کا موسم شروع ہوچکا تھا۔ پندرہ ۱۵ روز تک یہہ فوج سکھون کے باغ مین ٹھہری رہی۔ بندگان سرکار سے قیدیون کو حبس قندہار مین رکھنے کا حکم پہونچا لہذا قیدیون کو عربونکے تفویض کرکے فوج کنٹجنٹ ہنگولی کیجانب چلی گئی۔ عربونکی حراست مین یہہ روہیلے قیدی قندہار پہونچے۔ امام بخش جمعدار نایب قندہار نے اون قیدیونکو قلعہ کے محبس مین جو ایک خوفناک اور محفوظ مقام ہے مقید کر دیا قیدیونکی نگرانی پر سرکاری عرب کا پہرہ متعین تھا۔ انکو صبح

یہہ قیدی محبس قلعہ مین رہے - دوشنبہ کے روز قصبہ مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے - خرید و فروخت کیلئے اطراف دیہات سے آدمی جمع ہوتے ہین - اوس دن اتفاقاً عرب محافظ سب کے سب بازار چلے گئے - صرف ایک عرب اطمینان کے ساتہہ مسمی کیرو حجام کے روبرو بیٹہا ہوا سر کے بال کتروا رہا تہا - روہیلے موقع پاکر محبس کا دروازہ توڑ کر نکل گئے - حجام تو بہاگ گیا مگر اس سپاہی کو روہیلون نے پتہر سے مار ڈالا - اور قہوہ خانہ مین گہس کر عربون کے ہتیارون پر قبضہ کرلیا اور قلعہ کے دروازہ کیجانب بڑہے اوسوقت امام بخش جمعدار کچہری مین بیٹہا ہوا تہا حجام غل مچاتا ہوا بدحواس پہونچا روہیلے بہی قریب ہی آچکے تہے - جمعدار نے حواس قایم رکہکر قلعہ کا دروازہ بند کروادیا - اور نہایت پہرتی اور جرأت سے اپنا ہمی برج کے راستہ سے گلاب محل پر چڑہ گیا - اس عرصہ مین محبوب خان جمعدار اور اوسکے ہمراہی روہیلے کچہری کے روبرو پہونچ گئے محبوب خان روہیلون کے جمعدار نے دروازہ قلعہ کیجانب بڑہنے کا قصد کیا - محمد امام بخش جمعدار سندہی بلند اور محفوظ مقام پر پہونچ چکا تہا اوپر سے تاک کر محبوب خان کو گولی ماردی مجروح محبوب خان زخم خوردہ شیر کیطرح قاتل کیجانب جہپٹا - مگر امام بخش نے اتنی مہلت ندی دوسرا فیر کر دیا رہا محبوب خان اور چند روہیلے مارے گئے باقی روہیلے فصیل قلعہ کیجانب پلٹ گئے اور خندق مین کود کر نکل جانیکی کوشش کرنے لگے اس عرصہ مین قیدیون کے فراری کی کیفیت مشہور ہوگئی محافظ عرب و جوانان سندہی جمع ہوگئے اور روہیلون کو گہیر لیا بہرحال اس ہنگامہ مین اٹہارہ روہیلے مارے گئے اور باقی مجروح و گرفتار ہوکر داخل محبس ہوے -

عمر باڑی | سنہ ۱۲۷۰ھ مین سرزمین قندہار مین دو باڑیان آباد ہوئین - سانیا جنگم مسونی نے ایک آبادی قایم کی - اور اسکا نام عمر باڑی رکہا گیا کیونکہ جاگیردار قندہار محمد عمر خان رسالدار تہا اس کے نام پر یہہ آبادی قایم ہوئی - پٹیلگی کی سند سانیا جنگم کے نام - ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۷۰ کو منجانب جاگیردار لکہدیگئی تہی اور اس مزرعہ کا محاصل (۳۱ ما روپیہ)

له سندہو نکی عملداری بدل جانے سے باڑی کا نام ہی بدل گیا ہے بجاے عمر باڑی جنگم باڑی کے نام سے مشہور ہے ۱۲

قرار دیا گیا۔ اسکی حدبندی اسطرح پر ہوئی مغرب کی جانب زراعت گرماجی پٹیل اور مشرق کے جانب سرحد باچوٹی اور جنوب کے جانب سرحد ہول بیل اور حد شمالی پر پنیار ندی ہے۔

امام باڑی سنہ ۱۲۷۴ھ مین مزرعہ دہنگر باڑی کا نام امام بخش کے نام کے لحاظ سے امام باڑی قرار دیا گیا۔ اور سند ٹیلنگی کی ۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ کو منجانب جاگیردار لکہدیگئی اور مزرعہ کا محاصل دوسو پچاس روپیہ قرار پایا حدبندی اسطرح پر کیگئی جانب مشرق پہاڑ اور نگ پورہ شمال کیجانب۔ موضع ہوسی کی کہنڈی جنوب مین باتی نالہ مغرب کی سرحد راستہ دہرما پوری۔

تین قیدیونکو پہانسی کی سزا گولی پورہ کے پاس کرڑوڑی کے راستہ پر املی کے پانچ درخت تہے جسمین سے اسوقت تین درخت باقی ہین حکامان سلف خونی قیدیون کو اسمقام پر پہانسی کی سزا دیتے تہے اور راجاؤنکی عملداری مین بہا وہی مقام قصاص گاہ تہا۔ امام بخش جمعدار کے عمل مین تین ڈاکو خونی۔ الہم صاحب کے گرفتار کئے ہوئے بغرض حفاظت قلعہ قندہار کی مجلس مین ناندیڑ سے بہیجے گئے تہے جسمین ایک مرہٹا اور ایک روہیلہ اور ایک دکہنی سپاہی تہا سنہ ۱۲۷۵ھ مین انکے جرایم کی تحقیقات کی تکمیل ہوی۔ اور مثل مقدمہ نواب سرسالارجنگ بہادر مدارالمہام سرکار عالی کے ملاحظہ مین پیش ہو کر ان کے قتل کا حکم جاری ہوا اور یہہ حکم بتوسط محمد یحیٰی خان رسالدار امام بخش جمعدار کے پاس پہونچا۔ جمعدار نے قدیم دستور کے موافق ان درختون مین تینون قیدیونکو پہانسی دیدی

قاضی محمد سراج الدینصاحب کی وفات شریعت پناہ قاضی محمد سراج الدین صاحب ثانی ابن محمد بدرالدین کا ۱۲ ذیحجہ کو سنہ ۱۲۷۶ھ مین انتقال ہوا۔ آپ مولوی محمد حفیظ الدینصاحب محتسب قندہار کے نواسے اور مولانا شاہ رفیع الدینصاحب کے داماد تہے آپ کے دو فرزند ہوے (۱) بڑے فرزند قاضی غلام علی صاحب استاد نواب خورشید جاہ بہادر تہے انکے دو فرزند قاضی غلام محمد اور نور الحسین دونو والد کے روبرو قضا کر گئے (۲) شریعت پناہ کے چہوٹے فرزند مولوی حافظ محمد شجاع الدینصاحب تہے آپ کے دو فرزند بڑے فرزند مولوی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر استاد حضور پرنور صاحبزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی آپ کے فرزند قاضی عبدالقدوس تہے جو عین عالم شباب مین مدینہ منورہ مین انتقال کر گئے حافظ محمد شجاع الدین صاحب کے چہوٹے فرزند مولوی محمد امیر اللہ صاحب ہین جو اسوقت مسند قضارت پر جلوہ افروز ہین۔

تقرر عبدالقادر منشی و تبادلہ پٹیکارسان جاگیر

۱۲۷۸ھ مین امام بخش جمعدار نے غلام محمد منشی کی شکایت مین رسالدار کے پاس رپورٹ پیش کی جسپر منشی مذکور خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور عبدالقادر ساکن نسیمت کو وہ جاے ملی۔ اور راجیسر راؤ پٹیکار کا تقرر ہوا دو سال تک راجیسر راؤ کار گزار رہکر ۱۲۷۹ھ مین امام بخش جمعدار کی تحریک پر خدمت سے موقوف کیا گیا اور اس جاے پر رامراؤ پٹیکا مقرر ہوا۔

سید شاہ حیدر صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی کی سجادہ نشینی۔

۱۲۷۸ھ مین سید شاہ حیدر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی آپ لاولد تھے اسلئے اُنکی اہل برادری سے سید شاہ رحمت اللہ حسینی سجادہ نشین ہوئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب سید شاہ برہان اللہ حسینی کے فرزند تھے برہان اللہ حسینی صاحب کا ۵ محرم ۱۲۷۰ھ مین انتقال ہوچکا تہا اسلئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب نے خلافت و اجازت سید شاہ بدیع الدین صاحب[1] ابن سید شاہ غلام محمد صاحب[2] سے حاصل کی اور سجادہ نشین ہوئے سید شاہ بدیع الدین صاحب مشائخین روضہ خورد اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے ہین۔

درویش بالنوا اور اہل طبقات کا جھگڑا

بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۷۹ھ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے عرس مین فقراے بالنوا اور اہل طبقات مین بڑی لڑائی ہوئی۔ قدیم سے دستور ہے کہ عرس کے ایام مین دور دور سے ہر ایک طریقہ کے فقیر جمع ہوتے ہین۔ اور روضہ مقدس کے

---

۱ سید شاہ بدیع الدین صاحب کا تاریخ ۵ محرم ۱۳۰۹ھ بمقام حیدرآباد انتقال ہوا شاہ صاحب موصوف مولف کے حقیقی ماموں تہے آپ کے دو فرزند اور ایک دختر بڑے فرزند سید شاہ عنایت اللہ صاحب المعروف صاحب عالم صاحب اور چہوٹے فرزند سید شاہ ہدایت اللہ صاحب المعروف سید یعقوب صاحب دختر کا نام روشن بی بی صاحبہ تہا اور وہ مولف کے برادر کلان مولوی محمد امین الدین صاحب سے منسوب ہوئی تہین ۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ مین عارضہ ہیضہ سے انہون نے قضا کی قبر قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

۲ سید شاہ غلام محمد صاحب کا ۴ شوال ۱۲۷۲ ہجری مین انتقال ہوا آپ کی قبر حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے گنبد کے پیچھے ہے۔

بیرونی خانقاہ میں جو فقیروں کا چوک کہلاتا ہے قیام فرماتے ہیں ناندیڑ میں فقیروں کے دو گروہ ہیں - ایک بانوا فقیر کی جماعت ہے جس میں قادریہ و چشتیہ وغیرہ طریقہ کے فقیر شامل ہیں اور انکے سرگروہ کا مستقر ناندیڑ ہے سنہ ۱۲۷۹ھ میں بانوا گروہ کے سرگروہ انگارہ شاہ صاحب درویش تھے دوسری جماعت اہل طبقات کی ہے جس میں مداری فقیر شامل ہیں - اور ناندیڑ گروہ اہل طبقات کا بڑا مقام ہے یہاں حضرت شاہ میران مکہاولی قدس سرہٗ کا مزار ہے اور اس پر بہت بڑا گنبد بنایا گیا ہے - حضرت مکہاولی صاحب فرقہ عاشقان نو پوزی اہل طبقات سے ہیں اور حضرت عبد الغفور داد اکپور گوالیاری کے طریقے پر ہوستہ اور حضرت شاہ مرتضےٰ دین پناہ قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں - جنکا سلسلہ طریقت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ سے ملتا ہے اور حضرت شاہ میران مکہاولی کے خلیفہ و جانشین جو یکے بعد دیگرے گذرے ہیں وہ اپنی عمر عالم تجرد میں صرف کرکے "شاہزادہ بند" کہلاتے ہیں - ان کا جانشین ان کا مرید و خلیفہ ہوتا ہے اسوقت شاہ جعفر صاحب درویشان اہل طبقات ناندیڑ کے پیشوا تھے گروہ بانوا کے سرگروہ کا دستور ہے کہ جب کسی بزرگ کا عرس ہو - اپنی جماعت کے ساتھ ہر چوک و چوکنڈی پر تشریف فرما ہوتے ہیں - اور ان کے جلوس کے ساتھ جو لوازمہ فقرائی رہتا ہے اگر اسکو شاہانہ تزک کہا جائے تو نامناسب نہوگا - نقیب و چوبدار و کوتوال و خزانہ دار یا بخشی جسکو بھنڈاری کہتے ہیں انکے ہمراہ رہتا ہے ضرورت کے وقت یہ اپنے ماتحت فقیروں پر فوجداری عمل کرنیکے بھی بطور خود مقتدر ہیں یہ سب فقیر ان کے حکم کو واجب التعمیل جانتے ہیں کسی فقیر کو گروہ فقرا سے علیحدہ اور خارج کرنیکا انکو حق حاصل

بنائے فساد اہل بانوا و اہل طبقات | ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۸ھ میں عید کی نماز ادا کرنیکے لئے شاہ جعفر صاحب پالکی میں سوار ہوکر اپنے گروہ اہل طبقات کو ساتھ لئے ہوئے عیدگاہ جا رہے تھے - اور انکی

(۱) حضرت میراں مکہاولی صاحب کا بتاریخ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۸۰ھ وصال ہوا انکے خلیفہ حضرت شاہ فتح اللہ صاحب نوری نے سنہ ۱۱۲۶ھ میں رحلت فرمائی ان کے خلیفہ شاہ عبد اللہ صاحب نے سنہ ۱۱۱۶ھ میں وفات پائی اور انکے خلیفہ حضرت شاہ عظمت اللہ صاحب نے سنہ ۱۱۴۳ھ میں انتقال کیا - ان کے خلیفہ شاہ عبد الملک صاحب نے سنہ ۱۱۶۳ھ میں وفات پائی ان کے خلیفہ حضرت شاہ سرفراز صاحب نے سنہ ۱۱۸۰ھ میں دنیا کو چھوڑا - انکے خلیفہ قایم شاہ صاحب نے سنہ ۱۲۴۳ھ میں ملک جاودانی کو سدہارے انکے خلیفہ شاہ جعفر صاحب جنکے وقت میں گروہ اہل بانوا سے بمقام قندہار تنازع واقع ہوا تھا سنہ ۱۲۷۹ھ میں جنت نصیب ہوے ان کے خلیفہ حضرت حاجی شاہ امیر الدین صاحب ناندیڑ میں موجود ہیں ۱۲

سواری کے ساتھ نقیب بولتا جارہا تھا۔ اُن دنوں قلندر شاہ نامی بانوا درویش قادریہ طریقہ کا حضرت میٹھے شاہ صاحب حیدرآبادی کے زمرۂ مریدین سے اتفاقیہ طور پر ناندیڑ آگیا تھا اسنے اہل طبقات کے ساتھ نقیب کا رہنا سخت اعتراض کی نظر سے دیکھا اور اسکو یہہ طریقہ خلاف طریق نظر آیا۔ اور اسیوقت درویشان اہل بانوا سے مخاطب ہوکر کہا کہ اہل طبقات نقیب ساتھ رکھنے کے مجاز نہیں ہیں اور نقیب اہل بانوا کیلئے مخصوص ہے اس تقریر کو کچھ ایسے موثر الفاظ میں ادا کیا کہ بہت سے درویشان بانوا اسکی جانب دار ہوگئے۔ جب قلندر شاہ نے اپنی جماعت کو مستعد دیکھا تو غیظ وغضب کے جوش میں مختصر سی جماعت کے ساتھ اہل طبقات کے نقیب پر حملہ کیا مگر فریق مقابل کی تعداد زیادہ تھی یہہ کوشش بیکار ہی نہیں گئی بلکہ خفت وندامت بھی اوٹھانی پڑی قلندر شاہ اسکی تلافی قندہار کے ایام عرس پر منحصر رکھکر حیدرآباد چلا گیا اور اس فساد نے ہر دو فریق کے دلوں میں عداوت کا بیج بودیا ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے سنہ ۱۲۷۹ھ میں جب عرس کا میلہ ہوا۔ اور ہر یک طریق کے فقرا چوک میں جمع ہوئے شاہ جعفر صاحب بھی گروہ اہل طبقات کے ساتھ پہنچے اس روز قلندر شاہ موجود نہ تھا اسلئے کوئی نئی بات نہیں ہوئی دوسرے روز (چراغوں کے دن) قلندر شاہ حیدرآباد سے داخل چوک درویشاں ہوا۔ بانوا نفیر ونیں ایک تازہ جوش پیدا ہوا اور وہ ہمہ تن مستعد ہوکر وقت کے منتظر رہے۔ تیسرے روز جب حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے قل کی فاتحہ ہوچکی تو شاہ جعفر صاحب بغرض زیارت روضہ حضرت شاہ رفیع الدینصاحب قدس سرہٗ پالکی میں سوار ہوکر جارہے تھے انکے نقیب کی صدا کے ساتھ ہی قلندر شاہ اور درویشان بانوا کا جوش موجزن ہوا۔ اور انہوں نے نقیب اور شاہ جعفر صاحب کی پالکی پر حملہ کردیا ادہر بھی جماعت برابر کی تھی دونوں فریق کے فقیروں نے دنیاداروں کے طرح خوب دل کہول کر ہاتھا پائی کی اور لکڑیوں اور لاٹھیوں سے لڑائی میں کام لیتے گئے اس ہنگامہ میں شاہ جعفر صاحب کی پالکی کی لکڑی ٹوٹ گئی جب بلوہ عظیم ہوگیا تو سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم برآمد ہوئے اور امام بخش جمعدار بھی موقع واردات پر پہونچ گیا۔ اور یہہ ہنگامہ فرو ہوگیا اور شاہ جعفر صاحب اس واقعہ کے دوسرے دن جانب ناندیڑ روانہ ہوئے

انکا تو اسی سال انتقال ہوگیا مگر انکے جانشین حاجی شاہ امیر الدین[1] صاحب قندہار کی چوکس پر نہین آئے

وفات محمد رحیم الدین صاحب[2] محتسب قندہار

مولانا مولوی محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار کا بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۲۷۷ھ انتقال ہوا انکے فرزند حاجی مولوی بہاو الدین صاحب ۱۲۸۰ھ مین حسب سلسلہ بموجب سند محی الدولہ محمد یار خان بہادر صدر صوبہ جات دکن مورخہ ۵ ذیحجہ ۱۲۸۰ھ کے خدمت محتسبی قندہار پر مقرر ہوئے جو اسوقت مسند عہدہ احتساب پر رونق بخش ہین

ضلعبندی

نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ملک کی قدیم انتظام کی اصلاح کے متعلق اسکیم تیار کی اور قدیم آئین ضلع داری و نیابت کو جدید قواعد و ضوابط سے بدل دیا۔ ملک کے حصون کو چودہ ضلع پر تقسیم کیا۔ اور ہر ضلع مین کئی تعلقہ ضرورت کے موافق قرار دئے ممالک محروسہ مین ضلعبندی کا زبردست بندوبست قایم ہوگیا[3] اور ۱۲۸۲ھ مین ناندیڑ مستقر ضلع قرار پایا۔ اور مسٹر برزوجی ویکاجی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ مقرر ہوکر آئے اور انہون نے باضابطہ جدید قواعد جاری کئے۔ اس نئے انتظام کے لحاظ سے پرگنہ قندہار ایک تعلقہ تحت ضلع ناندیڑ مقرر ہوا۔ چونکہ قصبہ قندہار رسالدار سندہی کی جاگیر تہی اور محمد بچل خان رسالدار کا مدار المہام سرکار عالی کے پاس رسوخ تہا۔ اسلئے تحصیل کچہری کا مستقر قصبہ مکہیڑ قرار پایا اور مرزا علی اکبر بیگ اس تعلقہ کے تحصیلدار ہوئے اور نیا قانون جاری ہوا۔

رحلت نواب افضل الدولہ بہادر

۱۲۸۵ھ مین تیرہ ذیقعدہ کو جمعہ کے دن نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی۔ آپکی عمر (۴۲) سال کی تہی ۱۲ سال ایک مہینہ ۲۰ روز بادشاہت کی بعد انتقال کے مغفرت مکان آپ کا لقب مشہور ہوا۔ صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین دفن کئے گئے۔

---

[1] مجکو حاجی شاہ امیر الدین صاحب سے سننے کا اتفاق ہوا ہے آپ نہایت متقی اور پابند صوم و صلواۃ حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہین آپکی سواری کا جلوس بہی مین نے دیکھا ہے جلوس مین سب سے پہلے اونٹ پر نقارہ بج رہا تہا اور مداری فقیر ڈنکا جہگہٹ خوب ہی تہا ونگا شاہ فقیر بہی پابو پر سوار جلو مین تہا آپکی پالکی کے آگے ماہی مراتب تہا اور نقیب بہی صدائین لگا رہا تہا۔

[2] مولانا رحیم الدین صاحب کا مزار قاضی محلہ کے مسجد مین ہے۔

[3] از تاریخ مختار الاخبار

تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

ماہ ذیقعدہ کی ۶ تاریخ کو اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر[1] فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنے باپ کی جائے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اجرائی جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان و صدر تعلقداران

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ م ۱۲۷۹ف کو جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جاری ہوا اور قدیم مجلس مالگذاری برخاست کیگئی۔ اور چار صدر المہام مقرر ہوئے۔ ایک صدر المہام مالگذاری۔ دوسرے صدر المہام کوتوالی۔ تیسرے صدر المہام عدالت۔ چوتھے صدر المہام متفرقات اور ملک کے پانچ سمت قرار دیکر پانچ صدر تعلقدار کا تقرر ہوا صدر تعلقدار سمت غربی کا مستقر بیدر رہا۔ ضلع ناندیڑ اسی سمت مین شامل ہوا۔ اسی سبب سے تعلقہ قندہار صدر تعلقدار سمت غربی مستقر بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ مولوی محمد عبد الکریم صاحب صدر تعلقدار اور مولوی آزاد حقانی صدر مددگار عدالت بتقریب دورہ قندہار تشریف لائے تھے۔

غلام جیلانی صاحب کی وفات

۱۲۸۶ھ مین غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوا مادہ تاریخ وفات دغمیرن ہے آپ مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت کے منتخب شاگردون سے بڑے عالم تھے بہت سے لوگون نے آپ سے تعلیم پائی ٹھہر استاد آپ کا لقب مشہور تھا آپکے فرزند حسین الدین صاحب بہت خوبیونکے آدمی تھے علمی لیاقت آپکی اچھی تھی آپ نے بھی خوب مدرسی کی انکا انتقال ہوگیا ہے ان کے فرزند غلام حسین حیدر موجود ہین۔

وفات شاہ راجو حسینی صاحب و مسند نشینی شاہ اسد اللہ حسینی صاحب

۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ کو حضرت سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ العزیز نے دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد الحسینی نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔

تقرر و تبدل پیشکاران قندہار

محمد بچل خان رسالدار نے رام راؤ پیشکار کی جائے پر وٹھل راؤ کا تقرر کیا اس تقرر کو ایک سال گذرا تھا کہ وہ ناقابل ثابت ہوا اور راشنڈ راؤ کا تقرر کیا گیا۔

---

[1] نواب میر محبوب علیخان بہادر بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ سہ شنبہ کے دن پیدا ہوئے ۱۲

امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا نیابت قندہار پر تقرر

نواب سر سالار جنگ بہادر کی مدبرانہ طرز حکومت اور روشن خیالی نے قانون اور ضابطہ سے امن وچین کی روشنی تمامی قلمرو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ مین پہیلا دی ہتی - ہر ایک موضع کی رعایا کی نظرون سے پہلی جابرانہ طرز حکومت کی تاریکی شگفتی ہتی اور اون کو عدالت اور انصاف کے دروازہ کہلے نظر آنے لگے تہے اور آزادانہ زندگی بسر کرنیکا مزا مل چکا ہتا - جب دیہات خالصہ سرکاری تعلقہ قندہار کے رعایا کی زندگی اطمینان سے بسر ہونے لگی تو اسکا اثر خاص قصبہ قندہار کی رعایا اور ساہوکارون پر پڑا - اور اونکو امام بخش جمعدار کی جابرانہ حکومت کی برداشت نہو سکی رعایا اور ساہوکارون مین تشویش پہیل گئی باوجود اس کے امام بخش جمعدار نے اپنا طرز عمل نہ بدلا - قدیم آدمی تہے قدیم وضع کے پابند رہے - آخر انکی سخت گیری کا یہہ نتیجہ نکلا کہ تمامی رعایا و ساہوکاران قندہار ایکدل ہوکر بعرض استغاثہ جاگیردار کے پاس حیدرآباد روانہ ہوئے - محمد یحل خان رسالدار نے ساہوکارون اور رعایا کو سمجہایا اور دلاسا دیا اور امام بخش جمعدار کو تبدیل کردیا اور نیابت قندہار پر محمد باگو - عرف بابو میان مقرر ہوکر آئے جو محمد یحل خان رسالدار کے نسبتی بہائی ہتے گو تحریر سے عاری ہتے مگر تیز فہم ہشیار رتنہ کی ہتے - باوجود لکنت کے بڑا اثر تقریر مین ساہوکارون اور رعایا کی دلجوئی اور اظہار ہمدردی کیا کرتے - خلیق اور حلیم الطبع تہے - نیابت جاگیر کا کام بہت ہی خوبی سے انجام دیکر نیکنام رہے - انکے عمل مین پیشکاری قندہار کی جاے بہاؤ راؤ کو ملی

محمد یحل خان رسالدار کا قندہار آنا۔

قندہار کی خوبی اور جنگی قلعہ کے اوصاف اور بزرگان دین کے مقدس مزارونکی زیارت کے شوق مین محمد یحل خان رسالدار قندہار ۱۲۸۰ھ مین آئے قندہاری سندہیون نے اپنے سلیقہ کے موافق شہر اور قلعہ کی صفائی کا اہتمام کیا اور رسالدار کو بڑی دہوم دہام و فوجی احتشام کے ساتہ آبادی قندہار سے گذرتے ہوے قلعہ مین لیگئے رسالدار نے

سلہ قندہار پر ضبطی سرکاری ہونے کے بعد امام بخش جمعدار آکر قیام پذیر ہوئے جب خالصہ سرکاری ہوگیا تو امام بخش یہین مقیم رہے معمولی حیثیت سے رہا کرتے تہے قندہار مین انتقال ہوا کوٹ بازار کے پاس انکا مزار ہے ۱۲

اطمینان کے ساتھ قلعہ کی سیر کی۔ اور بزرگان دین کے مقدس مقبرون کی زیارت سے مشرف ہوکر۔ ہر ایک روضہ مین غلاف و نذرانہ پیش کیا کچھ دنون قندہار مین رہکر پہر حیدرآباد واپس چلے گئے۔

تقرر پٹہ خانہ ۱۲۸۵ ف م ۱۲۹۳ھ بماہ شہریور قندہار مین ہنگامی پٹہ خانہ قایم ہوا محمد شریف الدین متصدی کا تقرر ہوا۔ ایک سال گذرنیکے بعد دسے ماہ الہی ۱۲۸۶ ف کو یہان مستقل پٹہ خانہ مقرر کیا گیا

محمد لشکریخان کی حکومت محمد لشکریخان محمد یحیٰ خان رسالدار کے چہوٹے بیٹے تہے۔ بغرض تفریح اپنے متعلقین کے ساتھ یہان آئے۔ اور قلعہ کے گلاب محل مین سکونت اختیار کی مگر جب یہانکی آب وہوا موافق آئی اور حکومت کا مزا ملا تو آپنے یہین قیام فرمایا ان کے عمل مین دیوان باڑے کی مرمت کروائی گئی اور اونہون نے شیخاپور کے جانب ندی کے کنارہ کی زمین سیٹھی کو انعام دیدیا تہا محمد باگو برائے نام نائب تہے۔ محمد لشکری خان سے عیش و حکومت کا لطف خوب ہی حاصل کیا۔

محمد یحیٰ خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی

بتاریخ ۱۰ رجب سنہ ۱۲۹۱ھ محمد یحیٰ خان رسالدار کا حیدرآباد مین انتقال ہوچکا تہا۔ انکے خاندان مین خانگی تنازع پیدا ہوگئی۔ مگر دو سال تک انکے بیٹے محمد عمر خان کا قندہار پر قبضہ رہا اور محمد باگو اور محمد لشکری خان قلعہ قندہار مین بدستور رہے۔ دو سال کے بعد بموجب احکام سرکار مورخہ ۲۸ صفر سنہ ۱۲۹۳ھ شامراؤ رامچندر تحصیلدار تعلقہ قندہار اور سید علی موسی رضا صاحب اول تعلقدار نے قصبہ قندہار کو ضبط کرلیا اگرچہ محمد لشکریخان کو قبضہ دینے مین تامل تہا اور بمقابلۂ سرکار آمادۂ فساد تہے مگر ان کے بہائی محمد عمر خان رسالدار نے انکو بلوالیا۔ وصول مالگذاری کیلئے پانڈورنگ راؤ وبہاگوز راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوئے مگر جابرانہ حرکات کیوجہ سے زیادہ روز نہ رہ سکے انکے بعد تلونت راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا سنہ ۱۲۹۴ھ مین بسبب امساک باران قحط ہوا اور صدہا جانین تلف ہوئین۔

سلہ ڈاکخانہ

سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی

سنہ ۱۲۹۵ھ مین ۲۲ جمادی الثانی کو دوشنبہ کے دن سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت سانگڑے سلطان نے ۶۲ سال تین مہینے کی عمر مین انتقال کیا آپ کے فرزند سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کم عمر تھے اپنے باپ سے بیعت اور خلافت حاصل نہ کر سکے اس لئے سید شاہ عالم صاحب[1] سے خلافت حاصل کر کے بتاریخ ۱۶ رجب سنہ ۱۲۹۵ھ سجادہ نشین ہوئے جو اسوقت تک مسند سجادگی پر متمکن ہین

سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی

سنہ ۱۲۹۶ھ مین ۲۲ رجب کو سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حاجی سیاح سرور مخدوم نے عالم جوانی مین دار فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی بڑے میان سید شاہ محمد حسینی صاحب سجادہ مقرر کئے گئے۔

تقرر مدرسہ سرکاری

اسی سنہ ۱۲۹۶ھ مین مدرسہ سرکاری قایم ہوا اور سید لعل صاحب مدرس مقرر ہو کر آے اور کچھ دنون کے بعد شیخ حسین صاحب مدرس کے مددگار مقرر ہوے تو مدرسہ کو ترقی ہوئی۔

تقرر مجلس امتحان طلباء مدرسہ

ماہ جمادے الثانی سنہ ۱۲۹۸ھ مین بموجب مراسلہ مہتمم صاحب مدارس و معتمد صاحب صدر تعلقات سمت غربی مدرسہ قندہار کے طلباء کے ہر سہ ماہی امتحان کیلئے ایک مجلس مقرر ہوئی جسکے اراکین حسب ذیل تھے۔ تحصیلدار صاحب میر مجلس محمد سالار صاحب گشت ممتحن۔ سید صاحب حسینی صاحب معتمد۔ غلام محی الدین صاحب رکن محمد عبد الواحد صاحب رکن شاہ غلام انبیا صاحب رکن۔ ضبطی کارکن رکن۔ کوتوال قصبہ رکن۔

صوبہ بیداری اورنگ آباد کا تعلق

جب سنہ ۱۲۹۸ھ کے اواخر اور سنہ ۱۲۹۹ھ کے اوایل مطابق سنہ ۱۲۹۱ف مین محکمہ صدر تعلقداری سمت غربی تخفیف ہوا۔ ضلع ناندیڑ اور ہمارا قندہار صوبہ بیدار صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہو گیا بلونت راو ضبطی کارکن نے کوئی دو سال کام کیا۔ اسکے بعد

[1] سید شاہ عالم صاحب ابن سید شاہ عبد القادر صاحب شاہ یکتین روضہ خورد اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے تھے آپ کا انتقال ۲۲ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ کو ہوا آپکی کوئی اولاد نہین ہے ۱۲

بالکشن راؤ ضبطی کارکن کا تقرر ہوا - اس کے ایک سال بعد ۱۳۰۱ھ مین نارآین راؤ کو ضبطی کارکنی کی خدمت ملی -

سر سالار جنگ مختار الملک کا انتقال

۱۲۹۹ھ مین نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر کا ۲۶ ربیع الاول کو بروز پنجشنبہ انتقال ہوا - مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار منصرمانہ خدمت مدار المہامی کا کام انجام دیتے رہے - اسی سنہ مین دنبالہ دار ستارہ آسمان پر نمود ہوا تھا -

جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

سنہ ۱۳۰۱ھ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی اور اسی سنہ کی تاریخ ۱۶ ماہ صفر کو آپنے کلکتہ کا سفر کرکے لارڈ رپن گورنر جنرل سے ملاقات کی اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے ریاست کے نظم و نسق کے کل اقتدارات عطا ہوئے آپنے تخت نشینی کی تقریب مین شریک ہونیکے لئے لارڈ صاحب بہادر کو دعوت دی اور ۷ ماہ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ کو آپ بڑے تکلف سے تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوئے - لارڈ صاحب بہادر اس تقریب مین شریک تھے - اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے حضرت کے کمر مین تلوار باندہی اور مبارکباد کے ساتھ اقتدار ریاست آپکے سپرد کئے اس جلسہ کا تکلف اور شان و شکوہ شاہانہ طریق کے موافق قابل دید تھا

وزارت نواب لائق علیخان بہادر

اعلیحضرت نے زمام اقتدارات شاہی قبضہ مین لیتے ہی نواب میر لائق علیخان بہادر کو عہدہ دیوانی پر سرفراز فرمایا اسکے عہد مدار المہامی مین ہمارا قندہار بدستور ضبطی سرکار مین رہا - نارآین راؤ ضبطی کارکن کی معزولی کے بعد سیتارام چند سے منصرمانہ کام کرتا رہا - آخر ۱۳۰۲ھ مین پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا - اور مناسب طور پر جملہ کام انجام دیتا رہا -

وزارت نواب سرآسمانجاہ بہادر

سنہ ۱۳۰۴ھ مین ۲۴ رجب کو نواب میرلایق علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنت بہادر خدمت دیوانی سے سبکدوش کیے گئے - اور نواب محمد مظہر الدینخان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر سرآسمانجاہ بہادر ۴ شوال سنہ ۱۳۰۴ھ مین خدمت دیوانی پر ممتاز ہوئے - قندہار ضبطی سرکار مین تہا اور پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن سنہ ۱۳۰۷ھ تک کارگذار رہا اسکے بعد مادہو دیو راؤ کا تقرر ہوا

قندہار شریک خالصۂ سرکاری ہوگیا

ضبطی قندہار کی مثل نواب مدار المہام سرکار عالی کے زیر ملاحظہ تہی - بعد تحقیقات یہہ ثابت ہوا کہ قصبہ قندہار در عیوض تنخواہ جوانان سندہی محمد یحیل خان رسالدار سندہیان کے قبضہ مین دیا گیا تہا چونکہ سندہی جوانون کی تنخواہ کا تعلق محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہوگیا تہا اس لئے محمد یحیل خان کی اولاد کے حقوق اس جاگیر پر ثابت نہین ہوئے اسکے متعلق تفصیلی گذارش بذریعہ نواب مدار المہام سرکار عالی اعلیحضرت بندگانعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوئی اور پیشگاہ سرکار سے قصبہ قندہار شریک خالصہ کرنے کا حکم نافذ ہوا اس عرصہ مین نواب معتقد جنگ بہادر صوبیدار صوبہ اورنگ آباد بہ تقریب دورہ قندہار تشریف فرما ہوئے تہے - سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۲۹۸ف مین بموجب حکم سرکار قصبہ قندہار نے شریک خالصہ ہونیکی عزت حاصل کی - لالہ بشیشر ناتہہ تحصیلدار اور سید امر اللہ شاہ صاحب اول تعلقدار نے حکم فرمان سرکار کا اعلان کیا اور ضبطی کارکن کو علیحدہ کرکے کاروبار قصبہ پٹیل وپٹواری کے سپرد کردیا - آبادی مین چادرڈی پر نصف جوق کوتوالی کا تہانہ قایم رہا - قلعہ ویران اور بیچراغ ہوگیا

بدلدیتا ہے اپنا رنگ دم بہر مین جہان کیا کیا	دکہا دیتے ہین نیرنگی زمین وآسمان کیا کیا
وہی گلشن جو تہا پہولا پہلا اپنی بہارون سے	ہوا ہے دیکہتے ہی دیکہتے وقف خزان کیا کیا

انقلاب زمانہ

زمانہ کا رنگ عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی عروج و زوال کا چکر نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی تمامی افراد کے ساتھ برابر لگا ہوا ہی۔ وہ قندہار جو ایک زمانہ مین عروج و شان کی آسمان کا آفتاب تھا جسکا جنگی قلعہ اور بہادر سورما شہرہ آفاق تہی۔ جسکی دولت و سطوت اور سامان عیش کی انتہا نہ تہی۔ جسمین بڑے بڑے نامور بہادر بڑی بڑی لایق صاحبدل بزرگ اچھی اچھی علماء و فضلا اور بڑے بڑے امرا جلیل القدر رہتی تہی جنکی سامان عیش و رنگ رلیان راجہ اندر کی محفل کا نمونہ تہین جس شہر کی وسعت سرسبزی اور جسکی باغات کی خوبی اور دلفریبی دیکھکر جنت صبا یاد آتی تہی۔ آج وہ مقام وہ نزہت گاہ ایک چھوٹا سا قصبہ اور برای نام تعلقہ ہے۔ جسکے باغات کے نشان اور عمارات کے نقش صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہین جو باقی ہین وہ بہی چند روز مین مٹے جاتے ہین کوئی جانتا بہی نہین کن اولوالعزم ہاتون نے انکو آراستہ کیا۔ اور کن منچلون نے انہین بسایا تہا۔ قندہار کی خاک مین کیسی کیسی لایق و فایق اشخاص ملے ہوئے ہین اور ان مین کا ہر ایک ذرہ اور ہر ایک کنکر کسی ایسی پرانی عمارت کا جزو ہے کہ اگر حرف ہوتا تو اپنی گذشتہ عظمت کی کارنامے خود ہی ظاہر کرتا یہ عظیم الشان قلعہ سیاہ رنگ کے مضبوط پتھرونکی کالی وردی پہنے ہوئے استقلال اور عظمت و شان سے اپنے بہادرونکے دل بڑہاتے اور ضرورت پر انکی حفاظت کا کفیل اور ذمہ دار بننے رہنیکے لئے مستعد کہڑا تہا اب ان بہادرون اور جوانمردون کے چل بسنے سے وہی قلعہ بھیانک صورت بنائے ہوئے غبار آلود حالت مین پڑے پڑے ہرے ہرے درختون اور سوکہے گہانس کی چادر کے تودہ کے تودہ خجالت سے اوڑہے ہوئے اونچی اونچی دیوار و کنگرہ سے گردن اوٹہا اوٹہاکے محرابون اور روزنونکی انکہون کو پہاڑ پہاڑ کر اپنے بنانے والے اور اپنے لئے جان فدا کرنیوالے بہادرونکو دیکہہ رہا ہے مگر افسوس ہے کہ ایسے بڑے وقت مین کوئی قدردان نظر نہین آتا۔ زمانہ کے ہاتون وہ گردنیان کہائین کہ جا بجا سے چولین اوکہڑ گئین۔ اور صورت بگڑ گئی افسوس ہے کہ جو قلعہ ایک زمانہ مین وسیع آبادی اور بہادر سپاہیون اور لایق علماء و فضلا کے جان کی حفاظت کرتا تہا۔ آج بے سروسامانی اور زمانہ کی کایا پلٹ سے خود ہی اپنی حفاظت کا محتاج ہے۔

قندہار کی سرزمین نہ صرف بہادر اور شیر دلون کی رزم گاہ تہی بلکہ بہت سے مقدس اور صاحبدل ہی اسکی تسکین بخش خاک کے دامن مین استراحت فرما ہین اور بہت سے ایسے بے بہا اور انمول جواہر مدفون ہین جنکی نظیر اب شاید ہی مل سکے بستی کے آباد اور ویران حصے اور اس کے حدود کے باہر جابجا اُن بزرگوارون کے چہوٹے بڑے شاندار پُر انوار اور خوبصورت مزار ایسی بات کا پتا دیتے ہین کہ ان کے تقدس اور پاک باطنی کے کرشمون نے یک زمانہ کو اپنا معتقد اور مسخر بنا لیا تہا اور اب تک بہی عوام الناس اُن کے روحانی فیوض سے محروم نہین ہین کچہ حضرات تو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ کے پہلے رونق افروز ہوئے اور اکثرون نے آپکی تشریف فرمائی کے بعد اس مقدس سرزمین کو باعث انوار برکات خیال فرما کے ہمیشہ کے لئے استراحت فرمایا ان حضرات نے دنیائے فانی سے نفور رہکر اپنی شہرت نہ چاہی اور اپنے طرز عمل کو بالکل پوشیدہ رکہا جیسا کہ اولیاء باخدا لوگون کا عام طریقہ ہے یا شاید حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے دینی کمالات اور دنیوی فیض و کرامت اور عام شہرت کے مقابلہ مین انکو فروغ نہ ہوسکا یہانتک کہ ان بزرگوارون سے کسی کے ملفوظات اور ان کے حالات کا ذخیرہ قندہار مین باقی نہین رہا۔

ہماری اس تحریر کے ایکسو آٹھ سال پہلے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ نے قدیم
بیاضون اور اپنی قوت کشف و اشراق سے چند بزرگوارون کے مختصر حالات اور بعض کے نام
و قبور کا پتا کتاب انوار القندہار مین تحریر فرما دیا ہے اور یہ بات مان لی گئی ہے کہ قندہار
کی تاراجی کے باعث بزرگان دین کے ملفوظات برباد ہو گئے انوار القندہار فارسی مین لکھی
گئی ہے جو ابتک چھپی نہین اس لئے ہم اپنی کتاب کے آخیر حصہ مین تیمناً و تبرکاً بزرگان دین
اور اولیا رکاملین کا تذکرہ لکھدیتے ہین کتاب انوار القندہار کے علاوہ دوسرے قدیم بیاضون
اور کتابون سے جو کچھہ کیفیت ملتی ہے وہ بھی درج کردیجاتی ہے۔

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی کفار بہنجن[1] قدس سرہ

آپ حسینی سادات سے ہین آپکا شجرۂ نسب (۴۲) واسطون سے جناب سید الشہدا حضرت
امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

شجرۂ نسب حضرت سید سعید الدین ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی ابن حضرت
سید محمد رفاعی ابن حضرت سید یحیی رفاعی ابن حضرت سید عبد اللہ رفاعی ابن حضرت
سید ابراہیم الاعزب قدس سرہ ابن حضرت علی السکران رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید السادات
سید احمد کبیر معشوق اللہ رفاعی قدس سرہ العزیز ابن حضرت سید ابی حسن علی نور الدین مکی
ابن حضرت سید یحیی ابن حضرت سید ثابت ابن حضرت سید حازم ابن حضرت سید
ابی علی ابن حضرت سید حسن معروف سلطان مہدی ابن حضرت سید ابو القاسم محمد ابن حضرت سید حسین
ابن حضرت سید احمد الاسد ابن حضرت سید موسی الثانی ابن حضرت سید ابراہیم مرتضی المشہور بالمجاب
ابن حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت

[1] بہنجن لفظ سنسکرت ہے جسکی معنی توڑنا۔ یا توڑنیوالا ہے قدیم محاورہ مین لفظ بہنجن بجاے لفظ
کشندہ کے کہا جاتا تہا یعنے کفار کش چنانچہ ابتک بہنجن کے لقب سے آپکو یاد کیا کرتے ہیں ۱۲

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ ابن سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت حضرت خاتم المرسلین سید الاولین و الآخرین ابو القاسم حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حضرت مخدوم کا سلسلۂ خلافت

آپ کا سلسلہ خلافت اسطرح ہے آپ مرید اور خلیفہ اپنے پدر بزرگوار حضرت سید ابراہیم نجم الدین کے ہین اور وہ خلیفہ اپنے بہائی حضرت سید شمس الدین یحیی کے وہ خلیفہ اپنے بہائی حضرت نجم الدین عبدالرحیم کے وہ خلیفہ اپنے خالو حضرت تاج الدین محمد کے اور وہ خلیفہ اپنے چچا حضرت شمس الدین احمد کے اور وہ اپنے بہائی حضرت نجم الدین احمد کے وہ اپنے چچا حضرت قطب الدین ابی حسن علی کے اور وہ اپنے بہائی حضرت سید محی الدین ابراہیم کے (بعض کتاب مین فخر الدین لکھا ہے) وہ اپنے چچا حضرت سید مہذب الدین عبدالرحیم کے وہ اپنے بہائی حضرت سید سیف الدین علی کے وہ اپنے خالو حضرت سید السادات سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہتے ۔

حضرت سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلۂ خلافت

۱ حضرت سید احمد کبیر رفاعی ۲ حضرت شیخ علاء الدین علی القاری الواسطی ۳ حضرت ابی الفضل محمد بن کامخ ۴ حضرت شیخ ابی علی المعروف بالعلام ۵ حضرت شیخ علی لبانہ بادی ۶ حضرت شیخ مجلی العجمی ۷ حضرت شیخ ابو بکر محمد شبلی ۸ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ۹ حضرت شیخ ابی عبداللہ سری السقطی ۱۰ حضرت شیخ معروف الکرخی ۱۱ حضرت امام علی موسی رضا ۱۲ حضرت امام موسی کاظم ۱۳ حضرت امیر المومنین جعفر صادق ۱۴ حضرت امام باقر ۱۵ حضرت امام زین العابدین ۱۶ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۱۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ۔

حضرت سرور مخدوم کا مادری نسب نامہ

حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے آپ کا نسب نامہ مادری اسطرح لکھا ہے ۔ آپ کی والدہ فاطمہ بی بی بنت شیخ المشایخ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ ابن حضرت سلیمان ابن حضرت شیخ شعیب ابن حضرت شیخ قاسم ابن حضرت شیخ عبداللہ ابن حضرت فرخ شاہ ابن حضرت

ابو محمد واعظ ابن حضرت قاسم ابن حضرت عبد اللہ ابن حضرت سالم ابن حضرت عبد اللہ ابن حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ

اختلاف کتاب اخبار الاخیار۔ و کتاب تذکرہ مشایخ مین حضرت گنج شکر قدس سرہ کی دختر حضرتہ فاطمہ بی بی صاحبہ کا عقد بدر الدین اسحاق سے ہونا بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر

مولا بخش چشتی نے کتاب تذکرۃ المشایخ مین اور نیز مولف مناقب المحبوبین نے بحوالہ بیان حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی لکہا ہے کہ حضرت گنج شکر کے بہت سی حرم تہین۔

ا شیخ کے بڑے فرزند کا نام نصیر الدین جنکے والدہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ایک (کنیز) تہین) بعضون کا قول ہے کہ (ام کلثوم) جو ایک بیوہ شیخ کے نکاح مین آئی تہین انکے پہلے شوہر سے نصیر الدین ہین جنکو شیخ نے بمنزلہ اپنے فرزند کے پرورش کیا ہے۔ ۲ دوسرے فرزند شیخ کے شہاب الدین ہین جنکے پانچ لڑکے ہوئے۔ ۳ تیسرے فرزند بدر الدین سلیمان تہے انکے چہ لڑکے۔ اور پانچ لڑکیان تہین۔ انکی اولاد قصبہ تاج سرور مین مقیم ہے ۴ چوتھے فرزند شیخ کے نظام الدین انکے دو بیٹے ہوئے۔ ۵ پانچوین فرزند شیخ یعقوب یہہ سب سے چہوٹے اور اپنے باپ کے محبوب اور منظور نظر تہے انکے بہی دو بیٹے تہے حضرت شیخ فرید شکر گنج کی تین دختر تہین۔

۱۔ پہلی دختر کا نام بی بی مستورہ یہہ شیخ عمر صفوی سے منسوب تہین انکو ایک فرزند ہوا جسکا نام شیخ محمد تہا ۲ دوسرے بیٹی کا نام بی بی شریفہ تہا جو عین جوانی مین بیوہ ہو گئین اور پہر دوسرا نکاح نہین کیا۔ ان کے شوہر کا نام کتاب اخبار الاخیار مین مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ بتلایا ہے ۳ تیسری دختر شیخ کی فاطمہ بی بی تہین جنکا عقد سید بدر الدین اسحاق سے ہوا تہا ان کے دو فرزند ہوئے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ یہہ دونو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تہے۔

بی بی عایشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج کتاب تذکرۃ المشایخ اور مناقب المحبوبین مین حضرت

گنج شکر کے اولاد کا جسقدر حال لکھا ہے اوپر بیان کر دیا گیا لیکن بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت
شکر گنج کا ان کتابون مین ذکر نہین ہے اس کتاب کی تالیف کیوقت مجھکو قدیم کتب اور
بزرگان دین کے پرانے ملفوظات کی تلاش تھی اور اس شوق کی تکمیل کے لئے بہت سے قدیم
قلمی کتابون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب مجھے یہہ کیفیت ملی کہ جناب ردنق علیصاحب
صدر مدرس مدرسہ سرکاری خلد آباد - بزرگان عظام و اولیار کرام خلد آباد کا تذکرہ لکھہ رہے
ہین اور قدیم ملفوظات کا ان کے نزدیک بڑا ذخیرہ جمع ہے تو مین خلد آباد گیا اور صاحب
موصوف سے ملا آپ نہایت وسیع معلومات کے ذی علم لائق و فاضل ہین اور اعلی درجہ کے
خوش اخلاق و ذی مروت ہین آپ نے خلد آباد کے بزرگان دین کا تذکرہ بہت عمدہ طرح
پر مرتب کیا ہے آپ کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ مین فتوح اولیا ایک قدیم کتاب دیکھی گئی
جسمین حضرت سید علاء الدین نبیرہ حضرت بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج
کا حال لکہا ہے اس مین شک نہین کہ یہہ کیفیت دلچسپ ہے مگر طوالت کے لحاظ سے
اور نیز اس خیال سے کہ میری اس کتاب سے اسکو چندان تعلق نہین ہے مین پورا واقعہ
بیان کرنا ضرور نہین سمجھتا البتہ اسکی خلاصہ کیفیت عرض کئے دیتا ہون -
حضرت برہان الدین غریب نے جب دولت آباد کے جانب ارادہ کیا تو ان کے مرشد نظام الدین
اولیا نے ارشاد فرمایا کہ پیرزادی صاحبہ (عائشہ بی بی) دولت آباد مین ہین انکی اطاعت
اور خدمت گذاری کیا کرنا حضرت برہان الدین غریب دولت آباد پہونچنے کے بعد
مرشد کے ارشاد پر بی بی عائشہ صاحبہ کے خدمت مین جمعہ کی نماز کے بعد حاضر ہوا کرتے
تھے اور بی بی صاحبہ کو خواجہ صاحب کے مانند تصور کر کے حق خدمت بجا لاتے تھے - بی بی
عائشہ صاحبہ کی صاحبزادی چہار دہ سالہ عابدہ و زاہدہ تھین اور سیاہ لباس مین
رہا کرتی تھین ایکروز شاہ برہان الدین غریب کی نگاہ صاحبزادی صاحبہ پر پڑی -
آپ نے تبسم فرمایا بی بی صاحبہ نے برہان الدین غریب سے ملتانی زبان مین کہا
(اسان - دہے - سکھے - دس - جي - ضرورت - کیڑہی - آہے) جسکا یہہ مطلب
تہا کہ " میری لڑکی کے طرف دیکھنے کی ضرورت کیا ہے شاہ برہان الدین غریب کے

جسم مین لرزہ پڑگیا اور آپ سے معافی چاہکر عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ صاحب زادی صاحبہ کے بطن مبارک سے ایک ولی مادر زاد پیدا ہوگا اور تبسم حیرت آمیز اسلئے تہا کہ صاحبزادی کا ارادہ نکاح کرنے کا نہین ہے پھر وہ ولی کسطرح پیدا ہوگا۔ صاحب زادی صاحبہ نے استخارہ کے بعد دوسرے دن والدہ کے اصرار پر فرمایا کہ عنقریب ایک شخص اس شکل و شمایل کا آنے والا ہے میرا نکاح اس سے ہوگا۔ حاصل یہہ کہ حضرت ضیاء الدین شاہ صاحب تشریف فرما ہوے اور بی بی صاحبہ نے گھر سے کہنہ بوریا بیچکر بہت خاطر سے دروازہ کے باہر بٹھایا برہان الدین غریب تشریف لائے اور کشف باطنی سے انکو پہچانا اور بی بی صاحبہ سے مشورہ کرکے نکاح کا وقت مقرر کیا بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کا سیاہ لباس نکالکر برہان الدین غریب کو دہونے کے واسطے دیا اور مولانا اسکو دہونے کیلئے لے چلے تہے مگر اس عرصہ مین مریدین جمع ہوگئے اور انکو واپس لائے بعد ازان سامان نکاح فراہم کرکے صاحبزادی کا عقد حضرت ضیاء الدین صاحب سے کردیا تین روز تک دولہا و دلہن ملکر رہے اس کے بعد صاحبزادی صاحبہ عبادت مین مشغول ہوئین اور ضیاء الدین صاحب سیاحی کو نکل گئے۔ صاحبزادی کی بطن سے مدت ختم ہونے کے بعد حضرت سید علاء الدین صاحب مادرزاد ولی پیدا ہوے جنکا ذکر تلاندہ و منعمت حضرت خواجہ رکن الدین گجراتی قدس سرہ سے ملتا ہے آپ کے گرامی خلفا مین سید نظام ادریس ہتے موئیگی پٹن مین انکی قبر ہے حضرت سید علاء الدین صاحب کا مزار موضع روضہ پڑارٹہ تعلقہ انبڑ ضلع اورنگ آباد مین ہے بی بی عائشہ اور انکی صاحبزادی کی قبر خلد آباد کے حصار کے باہر گوشہ غرب و جنوب مین امیر حسن صاحب شاہ دہلوی کے مزار سے جنوب کے طرف واقع ہے۔

مضمون بالا نقل کرنے سے میری یہہ غرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کثیر العیال تہے اہل تصانیف کو جو کچھہ حالات کی صحت ہوئی ہے وہ اپنے کتاب مین درج کردیئے ہین اس لئے اکثر کتب مین لکہا ہے کہ انکی تین صاحبزادیان تہین مگر مولف فتوح اولیا نے چوتہی دختر کی بہی نشاندہی کی ہے جسکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے جو حضرت سرور مخدوم کو حضرت شیخ فرید شکر گنج کا نواسہ لکہا ہے تعجب نہین کہ کوئی اسی قسم کی قدیم کتاب آپ کے نظر سے گذری ہوگی آپ نے اس سے مضمون لے لیا ہے لیکن

اس وقت وہ کتاب ہمیں نہیں مل سکی مولانا صاحب خود صاحب باطن تھے البتہ انہوں نے تحقیقات اور اطمینان کے بعد ہی لکھا ہوگا

حضرت سرور مخدوم کی حالات آپ کے بزرگ ملک عراق۔ اور بصرہ کے رہنے والے تھے پھر
ہند میں آکر دہلی کی اقامت اختیار کی حضرت مخدوم کو سیاحی کا شوق تھا بہت سے ملکوں کی
سیر کرکے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ تک اقامت فرمائی پھر دہلی میں تشریف لائے
اگرچہ آپکو خرقۂ خلافت اپنے والد بزرگوار مولانا ابراہیم نجم الدین قدس سرہ سے ملا ہے
مگر حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر استفادہ حاصل کیا

واقعہ از مکتوبات حضرت مخدوم حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے ایک موقع پر اپنے مکتوب میں یوں
تحریر فرمایا ہے کہ میں ایکروز حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہٗ کی خدمت
میں حاضر تھا دیکھا کہ بہت سی مخلوق خدا خدمت میں حاضر ہے۔ اور ہر ایک آگے بڑھ بڑھ کے
آپ کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کر رہا ہے حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف مخاطب ہوکر
فرمایا اے حاجی سعد الدین جانتے ہو یہ مجمع خلق کیوں ہے میں نے عرض کیا کہ یہ مریدین درگاہ
حسن عقیدت سے حاضر ہوئے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہر ایک شخص کا آنا غرض سے خالی نہیں
مگر اہل ارادت بہت ہی کم ہیں۔ اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد جب حضرت شیخ کا وصال
ہوا درمیان روز شب میں اسی مقام پر ٹھیرا یا تیسرے روز بوقت آخر شب مراقبہ میں کیا دیکھتا
ہوں کہ ایک محافہ آسمان سے زمین پر اترا میں نے اس محافہ کے نزدیک جا کر دیکھا تو
حضرت شیخ محافہ میں بیٹھے ہیں میں نے اپنے قدیم عادت کے موافق سلام ادا کیا
شیخ نے بھی قدیم رسم کے موافق خیریت پوچھی اور فرمایا کہ اے حاجی سعید الدین مجھکو تھام لو
تامیں وضو کرلوں میں نے حضرت کی بازو سنبھال کے صحرا میں اتارا اور وضو کرا دیا اور
مصلے بچھایا تاکہ شیخ نماز سے فارغ ہوگیا میں جب میں نے دوسرے جانب پلٹ کر
دیکھا تو اس پر فضا صحرا میں ایک عمدہ مکان بارہ دری کی وضع پر نظر آیا میں متحیر کھڑا تھا
کہ شیخ نے جا نماز کے نیچے سے کنجی نکالی اور مجھکو دیکر فرمایا کہ جا اور اس گھر کا دروازہ کھول کر
دیکھ کہ اس میں کیا ہے جب شیخ کے حکم کے موافق میں نے اس مکان کا دروازہ کھولا دیکھا
کہ اس مکان میں تین ٹوپی چھوٹی چھوٹی دیگچیاں ایک پر ایک رکھی ہوئی ہیں۔ جنکا سلسلہ

مکانکی چہت تک لگاہی جو کچہ دیکہا تہا شیخ سے عرض کردیا شیخ نے فرمایا کہ جا اور دیکہہ کہ اُن دیگچیونمین کیا رکہا ہے حسب ارشاد دیگچیونکو کہولکر دیکہا تو وہ تمام خالی ہین شیخ سے عرض کیا کہ وہ سب خالی ہین شیخ نے فرمایا کہ دروازہ بند کردے مین نے دروازہ بند کردیا اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ ارشاد فرمایا کہ محافہ مین سوار کرادے۔ مین نے حضرت کو محافہ مین سوار کرادیا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ بہی ہمراہ چلے اسپر ارشاد فرمایا کہ دابہی تجہکو کام ہے اسلئے ساتہہ آنے کی اجازت نہین دیجاتی) ہ ہمنکر مین اسیطرح کہڑا رہ گیا شیخ کا محافہ آسمان کی طرف چلا گیا دیکہہ رہا ہون کہ حضرت کے محافہ سے بہت آدمی لپٹ گئے ہین اور محافہ پکڑے ہوئے لٹک رہے ہین۔ جیسے جیسے محافہ بلند ہوتا گیا ایک ایک شخص اس محافہ سے جدا ہوکر گرنے لگا اسیطرح بہت سے شخص نیچے گر پڑے اور بہت ہی کم اس محافہ کے ساتہہ چلے گئے۔ جب مراقبہ سے ہوش مین آیا تب مجہکو حضرت کا وہ ارشاد یاد آیا جو حضرت نے فرمایا تہا کہ (اہل ارادت معدودے چند ہین) مین نے خیال کیا کہ وہی اہل ارادت کامل تہے جو شیخ کے محافہ کے ساتہہ چلے گئے اور وہی لوگ رہ گئے جو خالی دیگچیونکی طرح جمع تہے۔ اس مکتوب کے مضمون سے آپکا دہلی مین قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے

دکن مین تشریف آوری اور قندہار مین قیام

جب ۷۲۵ سنہ ہجری مین حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا قدس سرہ کا دہلی مین وصال ہوا۔ اور اسی سال غیاث الدین تغلق کا بہی انتقال ہوا اور اسکے بیٹے سلطان محمد تغلق نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا۔ اس بادشاہ نے دکن کی جانب توجہ کی اور دیوگیر کا نام دولت آباد رکہہ کر اوسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور تمام دہلی کے باشندون کو دولت آباد جانے کا حکم دیا اسی زمانہ مین حضرت مخدوم حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار کے ساتہہ دہلی سے نکل گئے اور ملتان پنجاب اور مختلف مقامات پر فوج اسلام مین شامل ہوکر کفار کے ساتہہ آپ نے جہاد کیا اسوقت دکن مین مسلمانون کی ابتدائی عملداری تہی۔ راجہ بیجن مہاراجہ کرناٹک کی فوج اور مختلف راجاؤن کے چہوٹے چہوٹے گروہ اسلامی فوج پر حملہ کرتے تہے جب آپ دکن مین آئے تو اپنی ذاتی بہادری سے مخالف فوجونکے نامور افسرون کو قتل کرکے ان کے لشکر کو پریشان اور منتشر کردیا اسلئے آپ کا لقب **کفار بہنجن** یعنے کفار کش مشہور ہوگیا۔ آپ کے کرامات اور خرق عادات کو

دیکہہ کر بہت سے کافرون نے اسلام قبول کیا۔ انہین دنون مین حضرت سید یوسف حسینی المعروف شاہ راجو قتال قدس سرہٗ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے والد ماجد اپنے کنبے کے ساتہ فائز دولت آباد ہو چکے تہے۔ اوسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۴ سال کی تہی۔ اور حضرت شیخ الاسلام شیخ بابو قدس سرہ بہی دولت آباد مین موجود تہے۔ حضرت سرور مخدوم مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے اپنے کنبے کے ساتہ رونق بخش قندہار ہوئے اور اپنے قیام گاہ کیلئے اس مقام کو پسند فرمایا اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے بہی حضرت کے ساتہ یہین اقامت اختیار کی اسوقت قندہار راجہ ورنگل کے قبضہ سے نکل چکا تہا۔ اور قندہار بیدر۔ دولت آباد وغیرہ پر سلطان محمد تغلق شاہ کی جانب سے قتلغ خان صوبہ دار مقرر تہا قندہار ہندؤنکا معبد تہا یہان مہادیو کا بہت بڑا مندر تہا بعض کہتے ہین کہ دیول کی عمارت راجہ بہاڑپت کے وقت کی تہی۔ بعض لکہتے ہین کہ گنپتی دیو راج مہاراجہ ورنگل نے یہ مندر بنایا تہا۔ اس مندر کے علاوہ سیاہ پتہر کا بہت بڑا دیوتا مانس پور کے قریب بنا ہوا تہا جسکے مختلف اعضا کے ٹکڑے اس مقام پر ابتک موجود ہین حضرت کے فیض قدوم نے اون سب بت خانون کو ویران و تباہ کر دیا اور انوار کرامات نے یہانکی ظلمت کفر کو نور اسلام اور فیض و برکات سے منور کیا۔ حضرت مخدوم نے اوس مہادیو کے پنڈت کو نکال کر اسی مندر مین قیام فرمایا جب آپکے کشف و کرامات کی شہرت ہوئی تو معتقدین اور ارادتمند ہر طرف سے جمع ہونے لگے ہزارہا مخلوق کو ذات بابرکات سے دولت دارین حاصل ہوتی رہی۔

حضرت مخدوم کا وصال اور دفن

جب آپ کا وقت وصال قریب پہونچا تو اپنے چہوٹے پوتے سید شاہ نجم الدین کو پاس بٹہلاکے اپنے سر کا عمامہ لیکے سر پہ رکہا اور تسبیح مسواک۔ مصلی۔ عصا مرحمت کیا۔ اسلئے شاہ نجم الدین کی اولاد مین سجادگی کا سلسلہ جاری ہے اور بڑے پوتے سید سراج الدین کی اولاد معاش و جاگیر پر قابض رہی اور سجادگی سے اونکو کوئی تعلق نہ تہا۔ ۷۳۱ہجری ۱۲ ماہ رجب مین آپکا وصال ہوا۔ کتاب انوار القندہار مین مولانا شاہ رفیع الدینصاحب قدس سرہٗ نے اور کتاب تحفۃ الاحمدی مین مولانا محمد بن۔

یہ دیوتا بدہ مذہب والون کے عہد کا پایا جاتا ہے ۱۲

سید حسینی احمدی رفاعی نے آپکی تاریخ وفات (۱۷) ماہ رجب ۱۲۳۶ھ لکھی ہے۔
(خلیل اللہ) ۱۲۳۶ مادہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے فرزند نے جسم مبارک کو غسل دیا اور
مریدین و معتقدین کے ساتھ نماز پڑھی اور اس پرانے مندر سے چند قدم فاصلہ پر دفن
کیا مزار مبارک پر خوش وضع عالیشان گنبد تیار کیا گیا۔ اور اوس قدیم مندر کی مسجد
بنائی گئی جسمین حضرت نے ابتداً اقامت فرمائی تھی چنانچہ اتبک اس مسجد مین جو اپنی پرانی
مندر کی وضع پر ایک مستحکم عمارت ہے پنجگانہ نماز باجماعت ادا ہوا کرتی ہے۔
مادہ تاریخ وفات گنبد کے دروازہ کے پتھر پر (خلیل اللہ) کندہ ہے جب اس تحریر کو
کوشش کے ساتھ بغور دیکھا گیا تو حروف کی شکل حسب ذیل نظر آئی کیونکہ امتداد زمانہ
کی وجہہ سے اکثر حروف گھس گئے ہین (با لی ماسی خلیل اللہ ۱۲۳۶ھ ۱۹ رمضان)

حضرت مخدوم کی اولاد کا ذکر

حضرت مخدوم کے دو فرزند تھے (۱) بڑے فرزند سید شاہ زین الحق جنکا کمسنی
مین انتقال ہوگیا (۲) سید شاہ عز الحق المعروف عزیز الدین صاحب جو
صاحب خلافت ہوئے۔

حضرت عزیز الدین صاحب کے تین فرزند (۱) حضرت سید شاہ زین الدین صاحب
(۲) حضرت سید شاہ سراج الدینصاحب (۳) حضرت سید شاہ نجم الدینصاحب۔ حضرت شاہ زین الدینصاحب نے اپنے والد کے روبرو انتقال کیا۔ حضرت شاہ سراج الدین صاحب
اور حضرت شاہ نجم الدینصاحب یہہ دونو صاحب خلافت ہوئے۔

سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ سراج الدین کے دو فرزند۔ بڑے فرزند حضرت
شاہ شمس الدینصاحب۔ چھوٹے فرزند حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب*
حضرت شمس الدین صاحب کے فرزند حضرت سید قاسم شاہ محی الدین مخدوم صاحب۔ انکے فرزند
حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ قمر الدین صاحب ان کے
فرزند حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ الحسن صاحب انکی

* سید فتح شاہ بابو صاحب کی اولاد ناندیڑ مین مقیم ہے اور جاگیر موضع پلکا لون سے
حصہ پاتی ہے۔

فرزند حضرت سید شاہ محمود صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب تھے۔

حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب کی ایک لڑکی تھی جسکا نام عائشہ سلطان بی صاحبہ تھا وہ حضرت شاہ قطب عالم صاحب سے منسوب ہوین ان سے ایک فرزند حضرت شاہ باجن صاحب* اور تین لڑکیان پیدا ہوئین (۱) حضرت خونجانی صاحبہ ۲ حضرت سلطان بی صاحبہ ۳ حضرت بادشاہ بی صاحبہ انکے بعد اس خاندان کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ میان یوسف الدصاحب۔ اُن کے فرزند حضرت سید شاہ حسین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ ارشد الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ برہان صاحب ان کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی۔ اور دوسرے حضرت سید شاہ اسمعیل صاحب۔ سید شاہ اسمٰعیل صاحب کی ایک لڑکی بی بی فتح شاہ صاحبہ تہین جو لا ولد رہین حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی کے فرزند حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی تھے انکو اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرت ننہی بی بی صاحبہ تہین جو حضرت سید محمد بندگی شاہ صاحب سے منسوب ہوئین۔ سید بندگی شاہ صاحب مشائخین گلبرگہ کی اور حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز قدس سرہٗ کی اولاد مین تھے۔

سید بندگی شاہ صاحب کی اولاد

حضرت سید بندگی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ سعد اللہ صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب لکلوٹ ان کے فرزند حضرت سید شاہ درویش عز الحق صاحب انکے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف دیوان صاحب دوسرے شاہ غلام نبی صاحب جنکی ایک لڑکی حضرت سلطان بی صاحبہ تہین حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب کے ایک فرزند اور ایک لڑکی تہین جو سجادہ نشین صاحب

---

* حضرت باجن صاحب کا مزار قندہار کے محلہ تہائی پورے مین ہے ۱۲

* کتاب انوار القندہار مین (سید شاہ محمد انکے فرزند شاہ سعد اللہ) لکھا ہے مگر اسس خاندان کے شجرہ نسب مین (شاہ محمد سعد اللہ) ایک ہی نام درج ہے۔

بیجاپور سے منسوب ہوئین اور لڑکا جنکا نام سید شاہ عزالحق تہا - یہہ بارہ سال کی عمر مین سجادہ نشین ہوا - مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ رسالہ انوار النعمان کی تالیف سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین ہوئی اسوقت سجادہ نشین شاہ اعزالحق صاحب کی عمر چودہ سال کی تہی - حضرت شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی صاحب کا عرف صاحب بادشاہ تہا بتاریخ ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۲۴۵ ہجری بمقام حیدرآباد آپکا انتقال ہوا آپکی لاش سونپ دیگئی تہی پہر بلدہ سے قندہار مین لاکر ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین حضرت مخدوم کے روضہ کے احاطہ مین دفن کیگئی آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے - اور ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۸ مین رحلت فرمائی - آپ کے دو فرزند تہے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد محمد الحسینی جو اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے جب انکا ۲۲ ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین انتقال ہوا تو آپکے چہوٹے بہائی بنے میان سید شاہ محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے - ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۱۵ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی - آپ کے دو فرزند تہے پہلی بی بی فاطمہ بی کے بطن سے سید شاہ احمد محمد الحسینی جو مجذوب صفت ہین اس لئے چہوٹی بی بی صفیہ بیگم صاحبہ دختر مولوی یعقوب علی ابن مولوی حیدر علی صاحب کی بطن سے جو فرزند سید راجو محمد محمد الحسینی معمر دہ سالہ تہا مسند نشین کیا گیا مگر کم سن سجادہ نشین کا ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین انتقال ہو گیا - اس خاندان مین سواے سید شاہ احمد محمد الحسینی مجذوب کے دوسرا شخص مستحق سجادہ نشینی کے نہ تہا اسلئے تمام عمائدین قندہار اور احکام ضلع نے حضرت مجذوب ممدوح کو بتاریخ ۱۶ رجب سنہ ۱۳۱۷ آنکو سجادہ نشین کر دیا جو اسوقت تک سجادہ نشینی پر متمکن ہین -

حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب کے اولاد کا ذکر

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تہے بڑے فرزند شاہ شمس الدین صاحب جنکی اولاد کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے اور چہوٹے فرزند سید فتح شاہ بابو صاحب ہتے شاہ بابو صاحب کے فرزند سید عبد اللہ شاہ عرف سیف الحق ان کے فرزند سید برہان الدین شاہ صاحب ان کے فرزند سید محمد صاحب ان کے فرزند سید عبد اللطیف صاحب ان کے فرزند سید سراج الدین صاحب ثانی ہتے -

سید سراج الدین صاحب کی سجادہ نشینی اور انکا اخراج

جب حضرت شمس الدین صاحب کی اولاد کا سلسلہ تو واسطون کے

بعد ختم ہوگیا اور حضرت سید شاہ نجم الدین کی اولاد مین سجادگی کا طریقہ بدستور جاری رہا حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تہی صرف ایک لڑکی حضرتہ نہنی بی بی صاحبہ تہین جو حضرت سید شاہ بندگی صاحب سے منسوب ہوئین سید سراج الدین صاحب ثانی۔ آبائی حقوق کے لحاظ سے حضرت شیخ بڑے حقانی کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اس تقریب سے موجودہ کارخانہ مین بہت انقلاب پیدا ہوگیا قدیم خاندان سجادگی کے خیرخواہ و ہمدرد لوگ نئے سجادہ صاحب کے طرز عمل سے بالکل ناراض ہوگئے اور اس قضیہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ عام لوگ بہی سجادہ صاحب کے خلاف ہوگئے اور بلوۂ عظیم برپا ہوگیا کہتے ہین کہ سجادہ صاحب پر مذہب امامیہ کے پیرو ہونے کا الزام لگایا گیا یہہ روشن زمانہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کی شہزادگی کا تہا اور شہزادہ کی توجہہ دکن کے اصلاح کے جانب مبذول ہو رہی تہی سجادہ صاحب کے خلاف محضر پیش ہوئے اور مشائخین گلبرگہ شریف کے تجاویز اور سعی کارگر ہوئی اور زور غالب آگیا۔ سید سراج الدین صاحب کے اخراج کا حکم ہوا سید سراج الدینصاحب ناندیڑ کے جانب روانہ ہوئے اور سید بندگی شاہ صاحب داماد سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کے قایم مقام ہوکر حضرت سرور مخدوم کے روضہ اور جاگیرات و مکانات پر قابض ہوگئے۔ سید سراج الدین صاحب نے اپنے کنبے کے ساتہہ ناندیڑ مین اقامت فرمائی اور بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر الزامات منسوبہ سے آپ کو بری ثابت کیا عالمگیر نے[1] مجملہ چہہ مواضع کے جو تحت روضۂ حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ تہے دو موضع ایک بلیگانون پرگنہ ناندیڑ اور دوم موضع دہالورہ من مضافات صوبہ ظفرآباد سیادت مآب شیخ سراج الدین ولد سید لطیف کی وجہہ معاش مین قبل از دہ سال جلوس عطا فرمایا اور سند لکہدی سید سراج الدینصاحب ناندیڑ مین مقیم رہکر ہر دو مواضعات پر اپنی زندگی تک قابض رہے اور قندہار کے جانب کبہی توجہ نہین فرمائی۔

سید سراج الدینصاحب ثانی کے دفن کا واقعہ

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تہے سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب جب سید سراج الدین صاحب نے انتقال فرمایا تو انکے

[1] سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین عالمگیر نے جلوس فرمایا ۱۲

دونون لڑکے مسلح سپاہیون کی کثیر جماعت کے ساتھہ خان زادون کی حمایت مین سید
سراج الدین صاحب کی نعش کو قندہار لے آئے اور ایسا معقول انتظام کیا کہ اسکی خبر
قندہار مین کسی کو کانون کان نہ ہوئی اور تیاری قبر کے لئے پتھر اور چونہ اور معمار وغیرہ
جملہ اشیاء ساتھہ لیتے آئے یہہ جماعت اچانک شب کے وقت قندہار پہونچی اور اس مین سے
تہوڑے سے ہمت والے اشخاص روضہ کے پچھلے جانب کے دو کانون پر سے احاطہ مین
سے گھس آئے اور دروازہ کہولیا اور اس جماعت نے روضہ کے اندر داخل ہوتے ہی۔
دروازہ بند کرلیا اور احاطہ کے اندر مغربی چہوٹے دروازہ کے مقابل مسجد کے دیوار کے ملحق
اطمینان کے ساتھہ سید سراج الدین کی نعش کو دفن کردیا اور پختہ سنگ بست قبر بہت ہی پہرتی
اور تیزی کے ساتھہ مستحکم تیار کردی جب صبح ہوئی تو بلوہ عظیم ہوا چونکہ سید شاہ بندگی صاحب کا
وصال ہوچکا تہا اور سید شاہ محمد صاحب کم عمر تہے اپنے ملازمین کو لئے ہوئے مکانات ملحقہ
روضہ کی حفاظت مین مصروف رہے مگر تمام بستی والے سپاہ پیشہ اور درگاہ محلہ کے باشندون نے
معرکہ آرائی پر کمربستہ ہوکر خانزادون کی جماعت کو گہیر لیا قریب تہا کہ طرفین سے تلوار کہنچ جائے
مگر عمائدین شہر نے سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب کو سمجہایا اور خانزادون کا قبضہ مقدس
روضہ سے اٹہوا دیا اور یہہ مقدمہ صدارت پناہ شرافت دستگاہ مولانا عبد الرحمن صاحب
صدر کے سامنے پیش ہوا حاصل کلام بہت سی کارروائی کے بعد سید حیدر صاحب اور سید
ابراہیم صاحب سے اقرارنامہ لکہوالیا گیا کہ وہ اور آیندہ انکی اولاد حدود پرگنہ قندہار مین
داخل نہ ہون اور بموجب فرمان بمہر محمد معظم شاہ بن عالمگیر بادشاہ غازی بدستخط خاص سرہ
طغرائی بہ رنگ سرخ بتاریخ ۹ شعبان سنہ جلوس ہر دو جاگیرات موضع بلیگانون و
دہانورہ کی سند محمد عثمان دیوان صوبہ نے بنام سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب
فرزندان سیادت ماب شیخ سراج الدین صاحب ولد سید لطیف صاحب اولاد
زبدۃ الواصلین سید سعید الدین مشہور حاجی سیاح قدس سرہ لکہدی اور وہ ہر دو مواضعات کے
قابض رہے - تنازعہ برادری اور کاغذات کی بربادی کے وجہ سے موضع دہانورہ تو
شریک خالصہ سرکاری ہوگیا لیکن موضع بلیگانون پر ابتک آپ کی اولاد قابض ہے

سید سراج الدین صاحب ثانی کی اولاد کا شجرہ

سید ابراہیم صاحب (لا) — سید نصیر الدین صاحب — سید شبیر صاحب (لا)

سید حیدر صاحب (لا) — سید شمس الدین صاحب — سید نجم الدین صاحب — غلام محی الدین صاحب (لا) — سید غلام حسن صاحب — نور بی صاحبہ

سید سراج الدین صاحب ثالث — سید قمر الدین صاحب — قمر الدین صاحب کی حبیب صاحبہ ایک دختر تھی جو سید نوازش علی صاحب سے منسوب ہوئی انکی فرزند میر شجاعت علی صاحب اور دختر موسی بی صاحبہ

سید سعید الدین صاحب — سید سرور صاحب — سید حسین صاحب گنج بخش — سید شریف اللہ صاحب گنج بخش — سید حیدر عرف حضرت صاحب — بند بی صاحبہ سرد بی صاحبہ بادشاہ بی صاحبہ

سید احمد صاحب گنج بخش — سید محمد صاحب گنج بخش — سید عباس علی صاحب — سید محمد صاحب کی دختر بند بی صاحبہ تھی انکی فرزند سید احمد ثانی گنج بخش تھے۔

سید اکبر علی عرف تقی صاحب گنج بخش — سید عارف عرف میاں صاحب گنج بخش — سید شریف اللہ عرف باوا صاحب گنج بخش — سید سرور علی صاحب عرف کمو میاں گنج بخش — عباس بی صاحبہ — سید احمد عرف بابا صاحب گنج بخش

میر دوستدار علی صاحب — حاجی بیگم صاحبہ — میر رحمان علی صاحب — سید ذوالفقار علی عرف بدو میاں صاحب — سید حسن علی صاحب — سید مومن علی صاحب

ف ۱ سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کے گنج بخش مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ سید معروف شاہ گنج بخش جو سید اسمٰعیل مرد صالح کی اولاد سے فرقہ امامیہ کے عالم مجتہد تھے اور مقبرہ شرمل میں رہا کرتے تھے نواب ضابط جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک میر ابراہیم بیگ خان دھونسہ خواجہ صاحب کے مرید و معتقد تھے خواجہ صاحب نے سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کو شرمل بلوا کے اپنی دو لڑکیاں فاضل بی صاحبہ اور بادشاہ بی صاحبہ کی شادی ۱۹ رجب سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں دونوں سیدوں سے کر دی اس تقریب سے ہر دو مخدوم زادے فرقہ امامیہ میں شامل ہو کر اپنے خسر کے معزز لقب سے ملقب اور مشہور ہوئے۔

۲ سید احمد بابا صاحب گنج بخش نے لاولد انتقال فرمایا انکی دو بی بیان تہین ایک حاجی بیگم صاحبہ پیر دوست علیصاحب کی بیٹی جو نہایت سخی اور عالی حوصلہ مشہور تہین دوسری مدار بی صاحبہ تہین اس خاندان کے کتب اور قلمی بیاض اور کاغذات کا ذخیرہ ان کے پاس تہا اور یہ نرمل مین رہتی تہین مولف کو نرمل جانیکی ضرورت ہوئی ان کے پاس کے کاغذات بذریعہ سید عبدالکریم صاحب ابن سید احمد صاحب احمد نگری انعامدار دیکھے گئے اور اپنی ضرورت کے موافق اس سے مضمون لیا گیا۔

۳ سید چراغ علیصاحب ابن سید عسکر علی صاحب ناندیڑ کے محلہ فتح برج مین رہتے ہین اور حضرت سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کی اولاد کہلاتے ہین ان کے پاس کے کاغذات دیکھے گئے انکا شجرۂ نسب اسطرح لکہا ہے کہ سید عبداللطیف صاحب کے چار فرزند تہے ۱ سید سراج الدین صاحب سجادہ معزول جنکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے ۲ سید حسن صاحب ۳ سید بڑے صاحب ۴ سید فتح صاحب۔ سید حسن صاحب کی اولاد مین چراغ علیصاحب ہین۔ سید چراغ علیصاحب بن سید عسکر علیصاحب بن سید محمد صاحب بن سید سیدن صاحب بن سید پیر صاحب بن سید میران صاحب بن سید حسن صاحب سید حسن صاحب کے اوپر کا سلسلہ بیان ہوچکا ہے۔

حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

آپ حضرت سید السادات قطب الاقطاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی اولاد سے ہین اس لئے آپکا اور حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی قدس سرہٗ کا سلسلہ جدی حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ سے ملتا ہے آپ کے جد اعلیٰ یعنے حضرت سیدی شیخ ابراہیم سپہ سالار حضرت سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ہم عصر تہے اور ان دونو بزرگوار دن نے مدت تک دہلی مین رہکر حضرت مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ سے فیض پایا ہے۔

شیخ کا لقب مشہور ہونیکی وجہ | حضرت سید ابراہیم سپہ سالار کا لقب شیخ مشہور ہونے

کے نسبت یہہ روایت ہے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی نظر فیض اثر آپ پر زیادہ تہی ہمیشہ آپکو شیخ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تہے جب حضرت ممدوح کے دربار سے آپکو شیخ کا لقب سرفراز ہوا تو آپنے اس لفظ کو اپنے نام کے ساتہہ تعظیماً شامل رکہا اور اوسی نام کے ساتہہ مشہور ہوئے۔ چونکہ یہہ خطاب ایک اعلی دربار سے عطا ہوا تہا اسلیئے اسکی ایسی کچہہ شہرت ہوئی کہ آپ کے اولاد کے نام کے ساتہہ بہی وہی لقب مشہور ہوتا گیا

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین آنا حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار بعد وصال حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ساتہہ قندہار دکن مین آئے۔ حضرت حاجی سیاح قدس سرہٗ نے تالاب کے کنارے شرقی حصہ مین دیول توڑ کر اقامت اختیار فرمائی۔ اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے تالاب کے کنارے غربی حصہ پر اپنی چہاؤنی ڈالی حضرت سپہ سالار کے فرزند سید محمد تہے جنکو حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ شیخ محمد ذکریا کے لقب سے یاد فرمایا کرتے۔ کیونکہ سید محمد بچپن ہی سے نہایت ذاکر اور شاغل تہے اور صلاح تقوی کیوجہ سے انکو حضرت سرور مخدوم بہت دوست رکہتے تہے اسلیئے یہہ آپکا عطا کیا ہوا خطاب ایسا معقول ہوگیا کہ سید محمد کے خاندان مین لفظ شیخ۔ اور ذکریا یہہ دو نو لقب جزو نام کے ساتہہ مشہور ہوگئے۔

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین انتقال ہوا اور پرگنہ کلیانی مین دفن ہوئے۔ شیخ محمد ذکریا اور انکے فرزند شیخ احمد ذکریا ان دونو بزرگون کے مزار قندہار مین ہین آپکے مزار پر گنبد تیار ہوا تہا مگر تہوڑے عرصہ کے بعد ٹوٹ گیا۔ حضرت شیخ احمد ذکریا کے فرزند حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان قدس سرہٗ ہین آپکا مولد و مدفن قندہار ہے آپ نے بہت سیاحی کی ہے اور خراسان پنجاب۔ سندہ وغیرہ مین مدت تک قیام فرمایا۔

سانگڑے سلطان لقب شہرت ہونیکا باعث آپکا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہونے کا یہہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پنجاب۔ اور سندہ کے جانب تشریف لیگئے اور کچہہ عرصہ تک قصبہ سنگڑہ مین مقیم رہے تو سانگڑے قوم کے لوگ آپ کے کشف و کرامات دیکہہ کر حسن عقیدت سے جوق جوق زمرہ مریدین مین شامل ہونے لگے۔ اونکے حسن عقیدت نے

یہہ موثر اثر دکھلایا کہ حضرت کا نام لیکر جو کچھہ دنیوی معاملات مین استمداد چاہتے حق تعالی جل شانہ انکے دلی مقاصد کو پورے کر دیتا۔ یہان تک کہ جوش مسرت اور کمال محبت مین نہایت خوش اعتقادی سے آپ کو سانگڑے سلطان کے لقب سے یاد کرنے لگے (قوم سانگڑے فرقہ اہل اسلام سے ہین ممالک سنده اور پنجاب مین۔ جانگڑے۔ رانگڑے۔ کانگڑے متفرق قومین بستی ہین) **دوسری وجہ** یہہ مشہور ہے کہ قلعہ دیوگڈہ یعنے دولت آباد مین سنگرام نام کا ایک شخص رہتا تہا جو ہنیر نجات کے باعث مشہور رہتا۔ اور بہت سے لوگو نکو بد عقاید بنا رکہا تہا آپ نے اوسپر غلبہ پایا اور وہ مارا گیا۔ اس لئے آپ کا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہوا قلعہ دولت آباد پر ایک چہوٹا سا مکان ہے جو راجہ رام دیو کے عہد مین گنپتی کا دیول کہلاتا تہا۔ آپنے اس دیوتا کو توڑ کر اوس جگہ اقامت اختیار کی اور عرصہ تک اسی مقام پر چلہ کش رہے اس لئے وہ مقام اب تک سانگڑے سلطان کے روضہ کے نام سے مشہور ہے **تیسری** روایت یہہ ہے کہ آپ سپاہی منش تہے اور ورزش کا زیادہ شوق تہا جہاد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے اور جب راہ چلتے تو آپ کے دو نو ہاتون مین دو (سانگ)[۲] رہا کرتے اور اسکے پہرانے اور اوسکے زد و ضرب کے قواعد دانی مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اس فن کے بڑے بڑے استادون نے آپکی شاگردی سے فخر حاصل کیا تہا۔ سب دکہنی سپاہیون نے آپکو (سانگڑے سلطان) بنالیا۔ یہہ دو نو (سانگ) ابتک آپکے مزار کے پاس موجود ہین۔

شجرہ نسب | سید شاہ شیخ علی ابن سید شیخ احمد ابن سید شیخ محمد ابن سید شیخ ابراہیم رفاعی سپہسالار ابن برہان الدین رفاعی۔ ابن سید شریف ابن سید احمد رفاعی۔ ابن سید تاج الدین رفاعی۔ ابن سید احمد رفاعی ابن سید نجم الدین رفاعی۔ ابن سید محمد رفاعی۔ ابن سید ابراہیم رفاعی۔ ابن سید مہذب الدین رفاعی۔ ابن سید احمد کبیر[۳] رفاعی (یہان سے آگے سلسلہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے بیان مین لکہا جا چکا ہے ملاحظہ فرما لیجئے)

---

[۱] سنہ ۱۳۱۵ہ مین مولف نے اس مقام کو دیکہا ہے [۲] سانگ برچہی کی وضع پر ہوتا ہے ۱۲

[۳] حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ سنہ ۵۰۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ روز پنجشنبہ وقت ظہر یا عصر وفات پائی۔

سلسلۂ طریقۂ قادریہ | حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

کو ہر چار طریقہ۔ رفاعیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ مین خلافت اور اجازت حاصل تھی۔ رفاعیہ طریقہ مین تو آپکو مسلسل نسبی خلافت حضرت سید سلطان احمد کبیر قدس سرہٗ تک برابر حاصل ہے مگر قادریہ وغیرہ طریق مین حضرت شاہ برہان الدین اولے کے بعد سے شجرہ خلافت قادریہ علیحدہ ہے اسمین قادریہ طریقہ کے خلفائے مقدس کے نام اسطرح مندرج ہین ۱ حضرت عاشق سبے ریا سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان حسینی الموسوی الرفاعی القادری قدس سرہٗ ۲ حضرت سید شاہ احمد ذکریا قادری قدس سرہٗ ۳ حضرت سید شاہ محمد ذکریا قادری ۴ حضرت سید شاہ ابراہیم سپہ سالار قادری ۵ حضرت سید شاہ برہان الحق والدین قادری ۶ حضرت سید شاہ نجم الدین قادری ۷ حضرت سید شاہ شمس الدین قادری ۸ حضرت سید شاہ محمد تاج الدین قادری ۹ حضرت ابو نصر محی الدین قادری ۱۰ حضرت سید شاہ عماد الدین ابو صالح نصر قادری ۱۱ حضرت سید شاہ عبد الرزاق قادری ۱۲ حضرت سید السادات سلطان الاولیا محبوب سبحانی معشوق ربانی میران محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ۱۳ حضرت خواجہ مصلح الدین ابو سعید بن مبارک المخزومی قدس سرہٗ ۱۴ حضرت خواجہ شرف الدین ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف القریشی ۱۵ حضرت خواجہ صدیق ابو الفرح محمد بن عبد اللہ الطرطوسی ۱۶ حضرت خواجہ ابو الفضل شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز ۱۷ حضرت خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی ۱۸ حضرت خواجہ جنید بغدادی ۱۹ حضرت خواجہ سری السقطی ۲۰ حضرت ابو المحفوظ خواجہ معروف بن فیروز الکرخی ۲۱ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ ۲۲ حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ ۲۳ حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۲۴ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۲۵ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۲۶ حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ ۲۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۲۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبین حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

سلسلۂ خلافت طریقہ رفاعیہ طریقہ رفاعیہ مین حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ سنے اپنے والد بزرگوار حضرت احمد ذکریا رفاعی سے بیعت اور خلافت حاصل کی ہے۔ اور حضرت احمد ذکریا سنے اپنے والد حضرت محمد ذکریا رفاعی سے اور انہون سنے اپنے والد شیخ ابراہیم سے سالا سے بیعت اور استفادہ حاصل کیا تہا اور انکو اونکے والد سید شاہ برہان الدین رفاعی سے اور انکو انکے والد سید شریف محمد سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد سے اور اونکو انکے والد سید تاج الدین سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد سے۔ اور اونکو انکے والد سید نجم الدین سے اور اونکو انکے والد سید محمد سے اور اونکو اونکے والد سید ابراہیم سے اور اونکو اونکے والد بزرگوار سید مہذب الدین سے اونکو اپنے والد سید السادات سید سلطان احمد کبیر رفاعی قدس سرہ سے خلافت ملی ہتی۔ ابتک آپکے خاندان مین خلافت طریقہ رفاعیہ کے شجرہ مین حسب بالا مقدس اسمأ درج ہوا کرتے ہین۔

کتاب مطلوب الطالبین مین مولانا حضرت شاہ ضیاء الدین عبدالکریم صاحب بیابانی ہی سلسلہ لکہا ہے۔ شاہ ضیاء الدین صاحب آپکے ہمشیرہ زادے اور خلیفہ تہے اور کتاب انوار القندہار* مین مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے ہی نسباً آپکا سلسلہ خلافت حضرت احمد کبیر رفاعی رح تک بتلایا ہے۔

حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر قندہار مین حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کے مقدس مزار کے بعد آپکا مزار پر انوار باعث نزول برکات و مستجاب الدعوات سمجہا جاتا ہے وہ بڑا روضہ۔ اور یہہ چہوٹا روضہ مشہور ہے۔ آپ نے ۵ صفر ۸۴۶ھ ہجری مین رحلت فرمائی آپکے انتقال کا مادہ تاریخ (مشکل کشا دین و دنیا) ہے بعض لکہتے ہین کہ (مشکل کشاے دین و دنیا) ۸۵۶ھ ہے غرض آپکی کرامت سے مادہ تاریخ مین بہی آپکی کمال فضیلت اور ولایت کا ثبوت ہے آپکی گنبد۔ خانقاہ و مسجد کو آپکے مریدین یا معتقدین مین سے ایک متمول

---

* مولف انوار القندہار نے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت سید احمد کبیر تک برابر تحریر فرمایا ہے مگر یہہ بہی لکہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ شیخ تہے لیکن یہہ معلوم نہین کہ فاروقی تہے یا صدیقی شاید آپ حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کے اولاد سے ہونگے ۱۲

تاجر نے بنوایا ہے کہتے ہین کہ وہ تاجر سستندہ کا رہنے والا قوم کا ساگر جہاز مین چلا جارہا تہا اتفاق سے اسکا جہاز طوفان مین آگیا تاجر نے آپکی استمداد چاہی فضل الہی سے اوس جہاز کو طوفان سے نجات ملی۔ چنانچہ بعد وفات آپکے اوس تاجر نے گنبد اور خانقاہ[۱] مسجد[۲] تیار کیا۔ اس تاجر کی قبر سنگ بست آپکے روضہ کے شمالی جانب تالاب کے کنارہ پر موجود ہے۔

آپ کے ازدواج اور اولاد آپ کے دو بی بیان تہین حضرت جمال بی بی صاحبہ بڑی بی بی۔ اور حضرت تارا بی بی صاحبہ چہوٹی بی بی تہین تارا بی بی صاحبہ سے کوئی اولاد نہ تہی۔ مگر بڑی بی بی صاحبہ سے تین فرزند ہوئے۔

شاہ دہڑک حضرت کے بڑے فرزند سید عظیم الدین المعروف شاہ دہڑک تہے انہون نے دنیوی حکومت کا بہت لطف اٹہایا کسی بادشاہ کے وزیر رہچکے ہین شاید خطابی نام سلطنت کے جانب سے کچہہ دوسرا ہوگا اسلئے صحیح پتا نہین چلتا کہ آپ نے کہان وزارت کی ہے آپکے عہد مین سلطان احمد بہمنی کی دکن مین بادشاہت تہی اور ہندوستان کے مختلف حصون مین طوایف الملوکی ہتی جب آپ امارت کی شان و تزک سے اپنے پدر بزرگوار کے روبرو حاضر ہوئے تو حضرت نے انکے لئے دعا کی معاً انکے دنیوی خیالات جاتے رہے امارت اور حکومت سے متنفر ہوکر تنہائی اختیار کی اور ذکر و شغل مین مشغول ہوگئے۔ حضرت کی توجہہ اور ذکر و شغل کی برکت سے دل دہڑکنے لگا اور تہوڑے ہی عرصہ مین آپ کا وصال ہوا۔

شاہ کڑک یہہ حضرت کے چہوٹے فرزند سید معین الدین شاہ کڑک انکا جلالی مزاج تہا انکی کرامات سے یہہ کرامت بہی مشہور رہے کہ انکے اشارے سے دیوار مثل ذیروح کی طرح حرکت کی تہی ان دونون بزرگزادون کے مزار محلہ غازی پورہ کے پاس ہین جو شاہ کڑک اور شاہ دہڑک کے نام سے مشہور زیارتگاہ ہین۔

حضرت شاہ منجلی جلدار آپ حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند تہے علوم ظاہر و باطن

---

[۱] خانقاہ مرمت طلب ہوگئی ہتی اور ایک حصہ ہی گر پڑا تہا شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین نے اوسکی تعمیر کرادی [۲] مسجد کی چہت گرگئی تہی اور دیوارین بوسیدہ ہوگئین تہین اسکی مرمت اور تعمیر شاہ عالم صاحب نے اپنے اہتمام سے کرائی — ۱۲

پر پورے حاوی اور شغل و اذکار و چلہ کشی مین ثابت قدم تھے اسلئے حضرت مشکل آسان نے خرقۂ خلافت و اجازت آپکو عطا فرمایا بعد انتقال حضرت قدس سرہٗ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ چھوٹے روضہ والے جسقدر مشائخ ہین وہ آپ ہی کے اولاد مین سے ہین اور ہر ایک کے پاس نسبی سلسلہ بھی موجود ہے۔ آپکا مزار حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے گنبد کے روبرو چھوٹی گنبد مین ہے

سجادگان روضہ مقدس کے نام حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کی اولاد مین جو جو یکے بعد دیگرے صاحب سجادہ ہوئے حسب ذیل اونکے نام ہین۔ حضرت سید شاہ منجھلے[1] چلہ دار کے بعد اونکے فرزند سید معین[2] الدین انکے بعد انکے فرزند سید میران[3] جی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[4] الدین حسینی۔ انکے بعد انکے فرزند۔ سید شاہ میران[5] ثانی۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[6] الدین۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ عبد الغنی[7] انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[8] حسینی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[9] مینی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[10] دستگیر انکے بعد انکے فرزند سید شاہ میران[11] حسینی صاحب یہ لا ولد تھے اسلئے انکے ابن سید شاہ حیدر[12] صاحب سجادہ نشین ہوئے انکو بھی اولاد نہ تھی اسلئے انکے بعد سید شاہ رحمت[13] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[14] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے اور اسوقت مسند سجادگی پر متمکن ہین۔

حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ

آپ کا مقدس مزار قلعہ کی خندق مین جنوب مغرب کے طرف ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب انوار القندہار مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ قندہار مین حضرت حاجی سرور مخدوم سے کئی سال پیشتر ہی تشریف فرما ہو چکے تھے اور پختہ قلعہ تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا تھا آپ قادریہ طریقہ کے بزرگ اور حاجی الحرمین شریفین تھے مولانا شاہ صاحب کے بیان

× سید شاہ حیدر سجادہ ابن سید شاہ غلام علی ابن سید غلام حیدر۔ ابن سید شاہ غلام علی سجادہ نمبر (۸)

×× سید شاہ رحمت اللہ حسینی ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ عبد الستار ابن سید شاہ برہان الدین حسینی سجادہ نمبر (۶)

تصدیق ایک قدیم بیاض کی تحریر سے ہی ہوتی ہے کہ جب دہلی کے شاہان خلجیہ کی توجہ دکن کے جانب ہوئی اور قندہار اور بیدر اور ورنگل پر مسلمانون کا غلبہ ہوگیا تو اس زمانہ مین آپ قندہار تشریف فرما ہوئے اسوقت قلعہ اینٹ اور مٹی کا تہا اور قدیم قلعہ کا دروازہ جنوب مغرب کیجانب تہا جب آپ نے رحلت فرمائی تو قلعہ کے دروازہ کے روبرو دفن کیئے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت شاہان خلجیہ سے نکلکر شاہان تغلق کے قبضہ مین آئی اور محمد شاہ تغلق دکن پر متسلط ہوگیا تو قلعہ اوسہ اور قلعہ قندہار کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ قندہار مین پختہ قلعہ بنایا گیا اور اوسکا دروازہ دہلی کے جانب شمال کیطرف رکہا گیا قلعہ کے اطراف گہری خندق کہودیگئی اور آپکے مقدس مزار کا پختہ چبوترہ اس خندق مین مستحکم اور خوش وضع تیار رہا جب خندق مین پانی بہرتا ہے تو یہ منظر دید کے قابل ہوتا ہے زایرین اکثر گہری بہکر تیجہ خوانی کرتے ہین مقبرے تک جانیکے لیئے خاص اہتمام سے لکڑیون کو رسیون سے باندہکر کشتی کا کام لیا جاتا ہے چبوترہ پر خوش وضع چاردیواری ہے اسمین آپ کا اور آپکے استاد کا مزار ہے اسی چبوترہ پر مقبرہ کے دروازہ کے روبرو برق انداز خان قلعدار کی قبر ہے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے چبوترہ ترمیم طلب ہوگیا تہا محمد یحیل خان رسالدار سندہی کی عملداری مین انکے نائب امام بخش جمعدار نے مرمت کروائی آپ کا عرس آٹہوین اور نوین محرم کو ہوتا ہے میر حقیقی بہائی محمد قمر الدین صاحب برادر محتسب قندہار اس روضہ کے منتظم ہین سالانہ بہت تکلف سے عرس کیا کرتے ہین۔

حضرت پیر جلال قدس سرہ

آپ مشاہیر اولیا رقندہار سے چشتیہ طریق کے مقدس بزرگوار گذرے ہین آپکا مزار قلعہ کے پاس جانب راہ مالس پور جام باغ مین واقع ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت آپ مکہ معظمہ سے قندہار تشریف لائے آپکے پاس ایک سبز پہتر تہا جو آپکے مرشد نے یہ کہکر دیا تہا کہ جس جگہ یہ پتہر تم سے اٹہ نہ سکے وہان تم اپنے قیام کی جگہ سمجہنا چنانچہ جب آپ قندہار پہونچے تو یہان وہ صورت پیش آئی ہرچند آپ نے اس پتہر کو اوٹہانا چاہا اوٹہ نہ سکا۔

آخر قندہار ہی مین آپ نے ہمیشہ کے لئے قیام فرمایا یہہ پتھر آپ کے مزار پر لگایا گیا ہے
آپکا عرس ۷ ربیع الثانی کو ہر سال ہوا کرتا ہے مزار کے متصل چھوٹی اور بڑی دو قبرین ہین
شاہ صاحب لکھتے ہین کہ شاید ان کی بی بی اور فرزند کے یہہ دو نو مزار ہونگی

حضرت حاجی مکی قدس سرہ

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ سے پہلے آپ مکہ معظمہ سے قندہار شریف مین تشریف فرما ہوے اور یہین انتقال فرمایا آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے آپکا مزار پر انوار تالاب کے کنارہ پر حضرت سرور مخدوم کے مقدس روضہ کے روبرو کچھہ فاصلہ سے نہایت نورانی نقشہ مین سادگی کے ساتھہ سرراہ پر فضا جگہہ پر واقع ہے آپ نہایت اہل کمال و صاحب باطن بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب آپکے کرامات کی بیان کے سلسلہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بارہا آپ کے مزار پر پانی کے چراغ روشن کئے گئے جو روغن خالص کیطرح جلتے رہے۔

حضرت سید السادات قدس سرہ

معلوم نہین آپ کا اصل نام کیا ہے سید السادات کے مقدس لقب سے مشہور رہین جو راستہ حضرت سرور مخدوم کے روضہ سے حضرت سانگڑے سلطان کے روضہ کے جانب جاتا ہے اوسی راستہ مین آپکا مزار ہے۔ انوار القندہار مین صرف اسیقدر آپکا ذکر ہے جو بیان کیا گیا۔

حضرت سید صاحب قدس سرہٗ

آپ کا مزار حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ کے روضہ کیجانب ہے جسکے پورے قبر کے چبوترہ کا ایک ہی پتھر ہے آپ بہت باکرامت صاحبدل بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدینصاحب تحریر فرماتے ہین کہ یہہ مشہور ہے جو جانور بیمار ہو آپ کے قبر کا طواف کرادینے سے وہ اچھا ہو جاتا ہے

حضرت پیر پالکی قدس سرہ

آپ بھی ایک مشہور اولیا رقندہار سے ہین شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کے باغ مین آپکا مزار ہے اور مزار کے پاس پتھر کی پالکی خوش وضع قرشی ہوئی رکھی ہوئی ہے مشہور ہے کہ چودہ سو اولیا کی پالکیان جب دہلی سے دکن مین آئین آپ بھی انہین پالکی سوارون مین سے ہین مزار نہایت پر فضا مقام پر ہے۔

حضرت پیر اوجالے اور حضرت پیر موسی قدس سرہما

کمانی دروازہ کے باہر عیدگاہ کے راستہ پر بہادر پورہ کو جاتے وقت بائین جانب ان دونو بزرگون کے قبرین ہین پیر اوجالے کے مزار کا تعویذ ملکی سفید پتھر کا ہے اور پیر موسی کے قبر کا تعویذ سیاہ پتھر کا ہے یہہ ٹوٹا ہوا اور بوسیدہ قبر کا چبوترہ اپنی قدامت کی شہادت دیتا ہے یہہ بھی قدیم بزرگان قندہار سے ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین فصیل شہر سے قریب پہلی قبر پیر اوجالی کی ہے اور اوسکے کچھہ فاصلہ پر پیر موسی کی قبر ہے۔

حضرت پیر شمس الدین قدس سرہ

آپ مشہور و معروف اولیا رقندہار سے ہین اپ کا مزار جامع مسجد کے صحن مین ہے قبر کا تعویذ نہایت خوش رنگ اور بڑا ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جو نقل حضرت پیر جلال قدس سرہ کے قبر کے پتھر کے نسبت مشہور ہے وہ نقل آپ کی قبر کے تعویذ کے لئے بھی مشہور ہے ہم نے قلعدارون کے سلسلہ مین آپ کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت شاہ سہج قدس سرہ

موضع بہوسی کے راستہ کے جانب گول ٹیکری ایک نہایت خوشنما پہاڑی ہے اور بہت ہی پر فضا اور دلچسپ مقام ہے آپ کا مزار اسی پہاڑی پر زیارت گاہ خلایق ہے۔

حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ کا حال اور سلیمان ٹیکری کا ذکر

قندہار کے مغربی دروازہ کے باہر جسکو (بدہ واری بیس) کہتے ہین سلیمان ٹیکری ایک پہاڑی ہے اسپر شاہ سلیمان کا مزار ہے اس مزار کے علاوہ اس پہاڑی پر ایک مٹی کا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے جو حضرت سلیمان پیغمبر کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے عوام کا خیال ہے کہ حضرت سلیمان کا ہوا اور کچھ دیر اس پہاڑی پر ٹھہرا تھا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ اس پہاڑی کے اطراف کے جنگل اور زراعتون مین بارش کے ایام مین اکثر لوگون کو خصوصًا زراعتونکی گھانس وغیرہ صاف کرنے والے مزدورونکو سلیمانی تسبیح کے منکے دستیاب ہوتے ہین گویا وہ پہاڑی سلیمانی تسبیح کے دانونکی کان ہے اور ہر سال منکے ملتے ہین مزدور لوگ اسکو فروخت کیا کرتے ہین مین نے بھی بہت سے سلیمانی دانے خرید کئے ہین حیرت انگیز بات کی ہے کہ ان دانون مین سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اور اسکے کئی اقسام اور کئی رنگ ہوتے ہین کوئی لمبا ہوتا ہے جسکو جیب کہتے ہین کوئی مدور رہتا ہے کسیکا سیاہ اور کسیکا سرخی مایل رنگ ہوتا ہے اسپر خوش نما لکیرین ہوتی ہین کتاب انوار القندہار مین جو ۱۲۱۳ھ مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے تصنیف فرمائی ہے لکھا ہے کہ انکے دادا کے زمانہ مین شاہ سلیمان صاحب موجود تھے اور وہ ابتدا مین ایک سپاہی پیشہ تھے مولد آپکا قرینہ سے پایا جاتا ہے کہ قندہار ہی تھا تلاش معیشت مین قندہار سے کسیطرف تشریف لیجا رہے تھے راستہ مین سلیمان ٹیکری کے پاس آپکے سواری کا گھوڑا بیٹھ گیا ہرچند آپنے کوشش کی مگر اوٹھ نسکا آپکا خیال یکایک دنیوی تعلقات سے ہٹ گیا سب سے قطع تعلق کرکے اور تمام مال و اسباب راہ خدا مین لٹا کر کامل فقیر ہوگئے اور سلیمان ٹیکری پر اقامت پذیر ہوئے تنہا پہاڑی پر رہا کرتے تھے آخر ایک خونخوار شیر کے پنجہ سے آپنے شہادت کا رتبہ حاصل کیا آپ بہت صاحب فضیلت بزرگ تھے۔

حضرت پیر بہاو الدین قدس سرہ

قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد ملک عنبر نے ۱۰۲۳ھ مین تعمیر کروائی ہے اس مسجد کے صحن مین۔

آپ کا مقدس مزار پر انوار بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حضرت یتیم شاہ مجذوب قدس سرہٗ

آپ نہایت پرجوش مجذوب تھے ہمیشہ دلی جوش اور مستانہ حالت سے ہر طرف بڑ لگاتے پھرتے تھے ہفتہ مین ایک وقت آپ بازار تشریف لاتے اور جو کچھ جنس غلہ و ترکاری وغیرہ ملتا وہ سب کا سب ایک ہانڈی مین ڈالکر پکاتے اور اول اُنہین کو جو ہمیشہ آپ کے پاس رہتی تھین کھلاتے اور پھر دوسرے آدمیون کو تقسیم کرتے اور کچھ خود بھی کہاتے تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بچپن مین شاہ صاحب کو دیکھا ہے لوگ کہتے تھے کہ شاہ صاحب کی دیوانی ہانڈی کا کہانا بہت ہی بامزہ ہوتا تہا۔ اگر کوئی شخص آپکے واسطے کہانا عمدہ پکوا لاتا تو اسکو لکڑی سے مارتے اور گالیان دیکر سامنے سے نکال دیتے۔

حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہٗ

حضرت یتیم شاہ مجذوب کے پاس مدار خان نامی سپاہی حاضر رہا کرتا اور مجذوب صاحب کا بہت معتقد تہا کسی وقت آپ سے علیحدہ نہین ہوتا ہر چند اسکو جھڑکتے مارتے گالیان دیتے مگر وہ آپ کے پاس سے نہ جاتا تہا مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اتفاقاً ایک رات مدار خان نیند سے ہشیار ہوا دیکھا کہ شاہ صاحب کی جگہہ پر ایک مہیب صورت قوی ہیکل شیر بیٹھا ہوا ہے بہت خوف زدہ ہوا اور یہہ سمجھ لیا کہ یہہ جنگلی شیر شاہ صاحب کو کہا گیا ہے اور اسیطرح خوف سے سکتہ کی حالت مین پڑا رہا تہوڑی دیر کے بعد نظرون سے شیر کی شکل غایب ہوگئی اور شاہ صاحب کو اپنی جگہ پایا۔ مدار خان شاہ صاحب کے قدمون پر گر پڑا شاہ صاحب نے اسکو سینہ سے لگایا۔ مدار خانکی حالت مین تغیر پیدا ہوا اور اوس نے سب دنیوی تعلقات چھوڑ دئے اس لئے مدار شاہ درویش لقب مشہور ہو گیا۔ اور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مدار شاہ ہوئے یتیم شاہ صاحب مجذوب اور مدار شاہ صاحب درویش کے قبرین حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ کے روضہ کے جانب شمال مین جو مسجد ہے اس مسجد کے صحن مین ہین

حضرت پیر بہاؤالدین خان قدس سرہ

آپ کا مقدس مزار نانڈیڑ کی دروازہ کے جانب کوٹ بازار کی آبادی کے قریب ہے قلعہ اردو کے ذکر مین آپ کا حال جتنے جو کچھہ معلوم ہوا لکھدیا ہے چونکہ الانوار القندہار کے بزرگواروں کی فہرست مین آپ کا اسم مبارک آگیا ہے اسلئے ہم نے اس موقع پر بھی آپکا نام مبارک درج کردیا ہے

حضرت پیر غیب

الانوار القندہار مین لکھا ہے کہ مانس پورہ مین کوئی ہندو دیوار کا پایہ کہدوا رہا تھا پایہ مین ایک قبر دکھائی دی جب اسکے پتھر نکالے گئے تو صحیح وسالم لاش سفید کفن مین لپٹی ہوئی نظرآئی جسکو پھر اسیطرح بند کرکے قبر کی علامت بنادیگئی ہے۔

پنج پیر

مانس پورہ کی آبادی کے پاس مسلسل پانچ قبرین ہین جو پنج پیر کے نام سے مشہور ہین الانوار القندہار مین ان قبور کے متعلق یہہ نقل لکھی ہے کہ ایک پیرزن صالحہ نے پانچ بر قعہ پوش سبز لباس پہنے ہوئے اور ہاتون مین نیزے لئے ہوئے اس مقام متبرک پر کہڑے ہوے دیکھے ان پانچون برقعہ پوش سوارون نے نیزون کو اطمینان کے ساتھہ زمین پر گہڑا کیا اور کچھہ دیر کے بعد غائب ہوگئے اسلئے اس جاے پر احاطہ کہینچ کر پانچ قبرین بنادی گئین اور پنج پیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت پیر سالار قدس سرہ

قندہار سے چھہ میل موضع ہڈ کی جو قاضی صاحب اور محتسب صاحب قندہار کی جاگیر ہے وہان حضرت پیر سالار قدس سرہ کا ایک پختہ چبوترہ پر مزار بنا ہوا ہے بہت پر فضا اور دلچسپ مقام ہے اور مزار مبارک پر نہایت رونق ہے۔

حضرت پیر بالو قدس سرہٗ

موضع دہامن گاؤن مین آپ کا مقدس مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ گاؤن کے سب ہندو آپ کے معتقد ہین اور آپ کا اسقدر رعب ان لوگون کے دلونپر جما ہوا ہے کہ وہ دوسرے موضع کیطرح ہنومان کا بت جو مرہٹواری کے ہر ایک موضع مین رہتا ہے اس موضع مین استادہ نہین کرسکتے۔

خواجہ کلان و خواجہ خورد قدس سرہما

موضع ہیرلی پرگنہ قندہار مین دونون بزرگ آغوش لحد مین استراحت فرما رہے ہین کہتے ہین کہ دونون صاحب اس موضع کے جاگیردار تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ان ہر دو بزرگوان کی قبر دنکی زیارت سے عجیب کیفیت اور حلاوت حاصل ہوتی ہے عام طور پر آپ پیر کالے کے نام سے مشہور ہین۔

(انوار القندہار مین جن بزرگان دین کے نام درج ہین انکا تذکرہ ختم ہوچکا ہے)

حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب طبقالی قدس سرہٗ

آپکا گنبد حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سہروردی مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ کے روبرو تالاب کے کنارہ سروری گھاٹ سے ملا ہے آپکا زمانہ [illegible] کا ہے آپ حضرت شاہ مرتضیٰ دین پناہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور حضرت شاہ میران مکھاولی صاحب قدس سرہٗ کے پیر بھائی اور ہمعصر ہین آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت بدیع الدین شاہ مدار[1] قدس سرہٗ سے ملتا ہے

---

[1] شاہ مدار کے والد کا نام ابو اسحاق ہے وطن آبائی ملک شام ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہین آپ ۲۴۲ھ مین پیدا ہوئے اور آپکے والد نے بغرض تعلیم حذیفہ شامی کے سپرد کیا اس نے توریت و انجیل وغیرہ پڑھائی اور علم ریمیا و کیمیا وغیرہ سب سکھا دیا جب آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو آپ ملک شام سے مکہ معظمہ مین تشریف فرما ہوئے اور یہان خوب علم پڑھا پھر مدینہ تشریف لیگئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پھر نجف گئے وہان سے ہندوستان آئے چند روز گجرات کی سیر کی پھر اجمیر شریف تشریف لائے اور پہاڑ دن مین چندے قیام فرمایا پھر مکن پور تشریف لیگئے اور یہان آپکا وصال ہوا آپکو سید عبد اللہ سے فیض حاصل ہوا ہے بعضے کہتے ہین کہ طیفور شامی کے مرید ہین شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول ۸۴۰ھ مین وفات پائی مکن پور مین مزار ہے آپکی عمر ایکسو چوبیس برس کی تھی از اخبار الاخیار و کتاب آئینہ تصوف ۱۲

حضرت راجہ باگھہ سوار قدس سرہٗ

قلعہ کے وسط مین راجاؤن کے محلات کے پاس ہیرا محل سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا گنبد ہے اس گنبد کی بلندی تخمیناً دس گز ہوگی اور اس کا عرض ۷ گز ہے اور اس گنبد مین پتھر کا تعویذ پونے دو ہاتھہ لمبا ہے گنبد تو زیادہ پرانا دکہائی نہین دیتا مگر قبر پرانی معلوم ہوتی ہے قلعہ مین سوائے اس قبر کے اور کوئی قبر نہین ہے اس قبر کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راجہ باگھہ سوار کا چلہ ہے۔ قدیم گنبد گر گیا ہتا راجہ ہیرا سنگہ نے ۱۲۶۱ھ مین تعمیر کروایا گنبد پختہ طور پر تیار ہوا ہے مگر اسپر چونہ کی استر کاری اور صفائی کا کام باقی رہگیا ہے ہیرا سنگہ اس قبر کا زیادہ معتقد تہا اور سالانہ عرس بہی کیا کرتا ہتا راجہ باگھہ سوار سے مراد حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب شیر سوار قدس سرہٗ سے لیجاتی ہے جنکا مقدس مزار اور عالیشان گنبد قصبہ کلیانی ضلع گلبرگہ مین ہے اور جنکی سالانہ عرس کا میلہ بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے۔ مولف تاریخ خورشید جاہی نے ایک نقل لکہی ہے کہ شاہ ندیم اللہ حسینی ابن حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی سات سال کی عمر مین بچون کے ساتہہ گلبرگہ مین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے خانقاہ کے باہر کہیل رہے تہے راجہ باگھہ سوار شیر پر بیٹھے ہوئے حضرت گیسو دراز ملاقات کے لئے تشریف لائے حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی صاحب نے جب راجہ باگھہ سوار کو دیکھا تو ایک پرانی دیوار پر سوار ہوکر دیوار کو حکم دیا کہ چل دیوار چلنے لگی راجہ شیر سوار نے دریافت کیا یہہ لڑکا کون ہے جو بیجان شئے پر حکم چلاتا ہے دوسرے لڑکون نے کہا کہ یہہ خواجہ بندہ نواز حسینی کے پوتے ہین راجہ باگھہ سوار حیران رہے اور یہہ خیال کیا کہ جب پوتے مین یہہ کشف وکرامات ہین تو انکے دادا کی کیسی کچہہ حالت ہوگی وہین سے کلیانی کے طرف واپس ہوگئے اور حضرت خواجہ گیسو دراز سے نہین ملے جب یہہ کیفیت خواجہ صاحب کو معلوم ہوئی تو آپنے اپنے پوتے کو عتاب کی نظر سے دیکہا ندیم اللہ حسینی صاحب کو بخار آگیا اور بتاریخ ۲۱ شعبان ۸۱۵ھ کو آپکا انتقال ہوگیا اس لئے حضرت ندیم اللہ حسینی صاحب کو غالب کرامات کہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ یہہ چلہ حضرت سید تاج الدین شیر سوار نارنولی کا ہے۔ کتاب اخبار الاخیار مین اور کتاب اخبار الاولیا مین حضرت سید تاج الدین نارنولی کا ذکر یون لکہا ہے۔

سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے

مریدین سے ہین سید صاحب نے بڑی بڑی ریاضتین کی ہین کہ جانوران صحرائی آپ کے مطیع
ہوگئے تھے کہتے ہین کہ آپ اپنے پیر کی زیارت کے لئے ہانسی کو جب تشریف لیجاتے تھے
تو آپ جنگل سے شیر پکڑ لیتے تھے اسپر سوار ہوکر سانپ کا کوڑا ہاتھ مین لئے ہوئے
جاتے تھے جب ہانسی مین پہونچتے تب پیادہ پا ہو جاتے ایک روز آپ بیخودی کی حالت
مین اسی طرح سے شیر پر سوار مرشد کے حضور مین پہونچ گئے شیخ قطب الدین منور آپ کے
مرشد اسوقت دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے جب انہون نے آپکو شیر پر سوار دیکھا تو فرمایا کہ۔
سید صاحب حیوان جاندار ہوتے ہین مردان خدا اگر چاہین تو مٹی اور پتھر کی دیوار چلا سکتے
ہین یہہ فرماتے ہی دیوار جنبش کرنے لگی شیخ نے دیوار کو چلنے سے روکا اور کہا کہ تیرا چلانا
مجھے منظور نہین ہے سید صاحب نے مرشد سے عذر خواہی کی اور پہر شیر پر سوار نہین ہوئے
سید تاج الدین صاحب شیر سوار کی قبر نارنول علاقہ پٹیالہ مین واقع ہے۔

حضرت محی الدین صاحب قدس سرہٗ

آپ سوداگر پیشہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے ہاتیونکی خرید و فروخت کیا کرتے راجہ آچی چند گور
اور راجہ نرپت سنگہ کے عہد مین ناندیڑ کے راستہ سے ہاتی لیکر قندہار آرہے تھے جب
سرحد قندہار کے پاس پہونچے تو ہاتی نے آپکو مار ڈالا آپ نہایت متقی و نیک نفس پابند
صوم و صلواۃ تھے مشہور تو یہہ ہے کہ آپ راجہ کے فیلبان تھے راجہ رمنہ کے پاس بغرض شکار
ہاتی پر سوار آیا تہا راجہ ہاتی سے اتر کر شکار مین مصروف ہوا ہاتی مست تہا آپکو مار ڈالا لہذا
اسی مقام پر قصبۂ قندہار کے سرحد کے پاس دو پہاڑون کے درمیان سر راہ آپکو دفن
کرکے پختہ قبر بنادیگئی ہے کہتے ہین کہ مست ہاتی بہی آپ کی قبر کے پاس آکر اسیوقت مرگیا
قبر کے پاس مٹی کا بڑا ٹیلہ ہے وہ ہاتی کی قبر ہے یہہ مقام عوام مین (محی الدین صاحب کی کہنڈی)
کے نام سے مشہور ہے۔

سیاح جی باوا قدس سرہٗ

سلیمان ٹیکری کے عقب پہاڑ کے درے مین املی کے چند درخت ہین وہان ایک قبر ہے اور

اسپر پتھر کے چھوٹے چھوٹے دو تعویذ ہین وہ فقیر سیاح جی باوا کے نام سے مشہور ہے اس پہاڑ کے اطراف کے زراعت پیشہ لوگ سالانہ غلہ حاصل کرنیکے بعد آپکی نیاز کیا کرتے ہین آپکو بعض لوگ کن پھٹے جوگی اسلئے کہتے ہین کہ آپ گیروے رنگ کا لباس پہنتے تھے اور دونون کانون مین بڑے سوراخ تھے۔

حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ

آپ خدا رسیدہ مجذوب تھے ۱۱۹۵ھ مین سیاحی کرتے ہوئے قندہار پہونچے۔ اور قاضی محلہ کی مسجد مین اقامت اختیار کی آپ کا جسم کہلا رہتا تہا ایک تہہ بند سے ستر چہپائے رہتے کسی سے بات نہ کرتے اور نہ کچھ مانگتے جب تک دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے کہانا نہ کہلائے اور پانی نہ پلائے آپ نہ کہانا کہاتے اور نہ پانی پیتے خواہ کتنے ہی دن گذر جائین زیادہ اشتہا کی ضرورت پر بلا امداد ہاتون کے صرف منہ سے ترکی گیلی مٹی کہا لیا کرتے تھے پوچھنے پر بہی جواب نہ دیتے البتہ جذب کی حالت مین جو کچھ بیان کرتے وہ بلا سلسلہ و بلا خطاب جو چاہتے فرماتے تمام دن بستی کی گلی کوچہ اور دور دور اطراف کے جنگلون مین گشت لگایا کرتے اور شب کو اسی مسجد مین لیٹے رہتے آپکو مسکرات سے پرہیز نہ تہا اسلئے مصلیون نے آپکو مسجد سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کی نہ سنی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے آپ کے سچے حالات پر باطنی کشف سے واقفیت حاصل کرکے مسجد کے شمالی جانب کا ایک حصہ محتسب صاحب متولی مسجد سے کہکے آپ کے لئے چہوڑ دادیا تہا چندہی روز مین آپ کے تصرفات اور کرامات نے مشائخین اور عمائدین بستی کو اپنا معتقد بنا لیا خود حضور نظام علیخان آصفجاہ ثانی اپکے زیادہ معتقد تھے اور ہر وقت آپ کے خدمت مین حاضر رہا کرتے راجہ مہیر ابنگ نے از راہ اعتقاد بدرالدین موذن کو تین روپیہ تنخواہ ماہانہ پر آپکے خدمت کیلئے مقرر کیا تہا بدرالدین کے بعد فتح علیشاہ نے اس خدمت کو انجام دیا اور یہ ماہوار آپ کی زندگی تک فتح علیشاہ کے نام جاری رہی آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی عارضہ بخار مین ایک مہینے تک علیل رہے ضعف زیادہ ہو گیا تہا مسجد مین اپنی قدیمی جاے پر لیٹے رہتے تھے ۲ شوال ۱۲۱۱ھ

کو آپ کا وصال ہوا ہتائی پورہ والے معتقدین جس محلہ کے قریب یہہ مسجد واقع ہے اور مصلیان مسجد نے آپ کے دفن کے لئے مسجد کے شمالی دیوار کے نیچے جاے تجویز کی مگر آپکے معتقدین اہل ہنود اور دوسرے محلہ والون نے وہ جاے ناپسند کی درگاہ محلہ کے چند اشخاص جنکو حضرت کے ساتھہ دلی محبت اور خالص اعتقاد ہتا موقع پاکر بلا اطلاع مصلیان و اہل محلہ آپکی نعش کو درگاہ محلہ مین اٹھا لیگئے اور باتفاق معتقدین اہل اسلام و اہل ہنود نے تالاب کے کنارہ پر تیلی گہاٹ کے پاس دفن کیا ۔ نگریزان قوم ہنود سالانہ عرس کیا کرتے ہین ۔
(مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ واصل بحق ہوئے چونکہ آپکا مختصر ذکر ہے اسلئے پہلے لکھدیا گیا)

حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ

مولد و مدفن آپکا قندہار ہے آپکے والد ماجد مولانا محمد شمس الدین ابن مولانا محمد تاج الدین قصبہ بہوکر کے قاضی اور دہاتورہ کے جاگیردار ہتے چونکہ قصبہ قندہار علما و فضلا کا مخزن ہتا اس لئے مولانا تاج الدین صاحب نے قندہار مین ایک عالیشان مکان محلہ ہتائی پورہ مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو تعمیر کرواکے اپنے کنبے کے ساتھہ قیام فرمایا ہتا ۔
ولادت | آپ پنجشنبہ کے دن صبح کی نماز کے بعد ۹ جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ مین پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ صالحہ و عابدہ تہین اور طریقۂ قادریہ مین بعیت ہی حاصل کر چکی تہین آپ کے تولد ہونیکے تہوڑی دیر قبل نماز صبح سے فارغ ہوکر تلاوت مین مشغول ہتین جب وہ تلاوت ختم کر چکین آپ تولد ہوئے ۔ آپ کے والد ماجد طریقۂ رفاعیہ کے پیرو اور حضرت سرور مخدوم حاجی سیاح سید سعید الدین رفاعی کے زیادہ تر معتقد تہے ۔ اور حضرت سرور مخدوم نے عالم رویا مین انکو بشارت دی تہی کہ تجھکو فرزند با کمال و صاحب باطن پیدا ہوگا ۔ اسلئے آپکے والد نے آپ کا نام غلام رفاعی رکہا جسکا عرف رفیع الدین ہوا ۔

سلسلہ نسب محمد رفیع الدین - ابن محمد شمس الدین - ابن قاضی محمد تاج الدین - ابن قاضی عبد الملک ابن قاضی محمد تاج الدین کلان - ابن قاضی کبیر - بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود - بن قاضی احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن زین الدین - بن نور الدین - بن محمد شمس الدین بن شریف جہان بن صدر جہان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن بدر الدین بن محمد سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی بن محمد اسحاق بن شیخ مسعود بن عبد اللہ واعظ اصغر بن عبد اللہ واعظ اکبر بن ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن عبد اللہ رض بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

تعلیم و سیاحت آپ قدرتی طور پر نہایت ذکی تھے اور طفلی سے ہی آثار بزرگی نمایاں تھے آپ نے اپنی تعلیم کی کیفیت اور استادوں کے نام کتاب انوار القندھار میں صراحت سے تحریر فرمادئے ہیں - یہان صرف اسقدر لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ (۱۴) سال کی عمر تک آپنے اپنے والد ماجد اور نیز علمائے قندھار سے تعلیم پائی اور پھر اورنگ آباد کا قصد فرمایا وہان کچھ عرصہ تک رہکر مولانا قمر الدین صاحب سے علم عربی و فارسی مین استفادہ حاصل کیا پھر شہر سورت کی سیر کی اور قاضی شیخ الاسلام خان سے علم عربی کی پوری تکمیل کرکے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہان سے مدینہ منورہ مین بہت دنون تک رہکر قرارت اور حدیث کی سند حاصل کی -

تحصیل علم باطنی اورنگ آباد کے قیام کے وقت آپکو شاہ محمد عظیم الدین بلخی سے طریقہ علیہ نقشبندیہ مین نعمت حاصل ہوئی اسکے بعد حضرت قمر الدین اورنگ آبادی سے اوسی طریقہ علیہ نقشبندیہ مین آپ نے نعمت پائی اور ذکر و اشغال کے طریقے سیکھے - وہان سے آپنے سیاحت اختیار کی اور مرشد کامل کی تلاش مین شہر ارکاٹ پہونچے

حصول خرقۂ خلافت شہر ارکاٹ مین حضرت شیخ المشائخ وحید عصر حاجی رحمت اللہ نائب رسول اللہ قدس سرہ تشریف فرما تھے اور آپکے کشف و کمالات و کرامات کی بہت کچھ شہرت تھی اور مخلوق کو آپکی ذات بابرکات سے فیض حاصل ہو رہا تھا -

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ایک سال تک شیخ کی خدمت مین حاضر رہکر علم سلوک مین مشغول رہے اور طریقۂ علیہ نقشبندیہ و قادریہ و رفاعیہ و چشتیہ و سہروردیہ و شطاریہ و مداریہ وغیرہ معہ اصول و فروعہ مین بیعت و مصافحہ حاصل کر کے اور تمامی اشغال و اعمال طریق موصوفہ مین پوری تلقین و توجہ پا کر خرقۂ خلافت و اجازت عامہ سے مستفیض ہونیکے بعد با جازت مرشد حیدرآباد کی جانب واپس ہوئے۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین قادری قدس سرہ۔
۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳۔ حضرت سید علوی برادرم قدس سرہٗ
۴۔ حضرت شاہ علی رضا قدس سرہٗ
۵۔ حضرت سید علوی برادرم قدس سرہٗ
۶۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ
۷۔ حضرت شیخ احمد القشاشی قدس سرہٗ
۸۔ حضرت شیخ محمد یوسف قدس سرہٗ
۹۔ حضرت امین الدین المراحی قدس سرہٗ
۱۰۔ حضرت شیخ سراج الدین عمر قدس سرہٗ
۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر الیمانی قدس سرہٗ
۱۲۔ حضرت شیخ جنید بن احمد الیمانی قدس سرہٗ
۱۳۔ حضرت احمد بن موسی المشرعی قدس سرہٗ
۱۴۔ حضرت ابی بکر بن سالم الیمنی قدس سرہٗ
۱۵۔ حضرت شیخ اسمعیل بن صدیق الجبرتی قدس سرہٗ
۱۶۔ حضرت شیخ مزجاجی الیمنی قدس سرہٗ
۱۷۔ حضرت شیخ اسمٰعیل ابن ابراہیم الزبیدی قدس سرہٗ۔
۱۸۔ حضرت شیخ سراج الدین الیمنی قدس سرہٗ
۱۹۔ حضرت شیخ فخر الدین احمد بن محمد الاسدی قدس سرہٗ
۲۰۔ حضرت شیخ فخر الدین بن ابی بکر بن نعیم قدس سرہٗ
۲۱۔ حضرت شیخ محمد بن احمد الاسدی قدس سرہٗ
۲۲۔ حضرت شیخ احمد بن عبداللہ الاسدی قدس سرہٗ
۲۳۔ حضرت عبداللہ بن یوسف الاسدی قدس سرہٗ
۲۴۔ حضرت عبداللہ بن علی الاسدی قدس سرہٗ
۲۵۔ حضرت غوث الثقلین قطب الدارین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت مشکل آسان کے تذکرہ سے معلوم ہوسکتا ہے)

سلسلہ طریقہ رفاعیہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین صاحب رفاعی قدس سرہٗ۔
۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳۔ حضرت سید علوی بردم قدس سرہٗ
۴۔ حضرت سید عبداللہ ابن احمد بردم قدس سرہٗ
۵۔ حضرت سید محمد بن عبدالخضر قدس سرہٗ
۶۔ حضرت عبدالخضر قدس سرہٗ
۷۔ حضرت سید رجب الرفاعی قدس سرہٗ
۸۔ حضرت سید شعبان قدس سرہٗ
۹۔ حضرت سید صالح قدس سرہٗ
۱۰۔ حضرت سید عبدالرحمٰن قدس سرہٗ
۱۱۔ حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ
۱۲۔ حضرت سید حسن قدس سرہٗ
۱۳۔ حضرت سید حسین قدس سرہٗ
۱۴۔ حضرت سید رجب قدس سرہٗ
۱۵۔ حضرت سید محمد قدس سرہٗ
۱۶۔ حضرت سید القطب سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت سرمد مخدوم کے ذکر میں درج ہے)

سلسلہ طریقہ چشتیہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ رفیع الدین صاحب چشتی قدس سرہٗ۔
۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳۔ حضرت علوی بردم قدس سرہٗ
۴۔ حضرت سید عبداللہ بردم قدس سرہٗ
۵۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ
۶۔ حضرت احمد القشاشی قدس سرہٗ
۷۔ حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہٗ
۸۔ حضرت شیخ وجیہ الدین قدس سرہٗ
۹۔ حضرت شیخ محمد غوث قدس سرہٗ
۱۰۔ حضرت شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہٗ
۱۱۔ حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ
۱۲۔ حضرت شیخ قاضی قدس سرہٗ
۱۳۔ حضرت شیخ میران زاہد قدس سرہٗ
۱۴۔ حضرت محمد بن عیسیٰ جیون پوری قدس سرہٗ
۱۵۔ حضرت شیخ فتح اللہ قدس سرہٗ
۱۶۔ حضرت صدرالدین قدس سرہٗ
۱۷۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ
۱۸۔ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ
۱۹۔ حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہٗ
۲۰۔ حضرت شیخ مسعود بن[۱] سلیمان فاروقی قدس سرہٗ
۲۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی قدس سرہٗ۔
۲۲ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری قدس سرہٗ

---

[۱] مناقب شجاعیہ میں یہ نام لکھا ہے مگر دوسرے چشتیہ طریق کے شجرہ سے اسکی مطابقت نہیں ہوتی ۱۲

۲۳- حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ
۲۴- حضرت حاجی شریف زندانی قدس سرہٗ
۲۵- حضرت مودود چشتی قدس سرہٗ
۲۶- حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس سرہٗ
۲۷- حضرت ابی محمد چشتی قدس سرہٗ
۲۸- حضرت احمد چشتی قدس سرہٗ
۲۹- حضرت شیخ ابی اسحاق شامی قدس سرہٗ
۳۰- حضرت ممشاد دینوری قدس سرہٗ
۳۱- حضرت ابی اسحاق ہبیرۃ البصری قدس سرہٗ
۳۲- حضرت حذیفہ المرعیشی قدس سرہٗ
۳۳- حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہٗ
۳۴- حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہٗ
۳۵- حضرت عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ
۳۶- حضرت خواجہ حسن البصری قدس سرہٗ
۳۷- حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ
۳۸- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ طریقہ نقشبندیہ

۱- حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین قدس سرہٗ۔
۲- حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳- حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ
۴- حضرت سید اشرف مکی قدس سرہٗ
۵- حضرت سید عبد اللہ بروم قدس سرہٗ
۶- حضرت شیخ محمد طاہر قدس سرہٗ
۷- حضرت سید عبد اللہ حداد قدس سرہٗ
۸- حضرت شاہ محمد قدس سرہٗ
۹- حضرت سید محمد قدس سرہٗ
۱۰- حضرت شرف الدین مقبل قدس سرہٗ
۱۱- حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ
۱۲- حضرت آدم بنوری قدس سرہٗ
۱۳- حضرت سید الشیخ قدس سرہٗ
۱۴- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ۔
۱۵- حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ
۱۶- حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ
۱۷- حضرت سید جعفر قدس سرہٗ
۱۸- حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ
۱۹- حضرت شیخ الدین احمد البخاری قدس سرہٗ۔
۲۰- حضرت خواجہ درویش قدس سرہٗ
۲۱- حضرت حمید الدین المرواحی قدس سرہٗ
۲۲- حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ
۲۳- حضرت خواجہ قاضی الانوار قدس سرہٗ
۲۴- حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ
۲۵- حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ

۲۶۔حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندی قدس سرہٗ
۲۷۔حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ
۲۸۔حضرت خواجہ محمد باباسماسی قدس سرہٗ
۲۹۔حضرت خواجہ علی رامتینی قدس سرہٗ
۳۰۔حضرت خواجہ محمود بالخیر نفغنوی قدس سرہٗ
۳۱۔حضرت خواجہ محمد عارف ریو گیری قدس سرہٗ
۳۲۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ
۳۳۔حضرت خواجہ یوسف الہمدانی قدس سرہٗ
۳۴۔حضرت ابوالعلی فارمدی قدس سرہٗ
۳۵۔حضرت ابی الحسن خرقانی قدس سرہٗ
۳۶۔حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ
۳۷۔حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰۔حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۴۱۔حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

حیدرآباد کا قیام ارکاٹ سے تشریف لانیکے بعد حیدرآباد مین آپنے قیام فرمایا حضرت کے کمالات کی بہت شہرت ہوئی اور آپکی ذات بابرکات سے طالبین نے بہت فیض پایا اکثر عمائدین شہر نے آپسے بیعت قبول کی۔نواب امیر کبیر بہادر اور نواب رفعت الملک بہادر نیز بہت سے امرا زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے۔آپکے فیض کمالات نے ہزار ہا مخلوق کو آپکے دیدار کا مشتاق بنا دیا۔خاص وعام کے اژدہام اور مریدین کے ہجوم سے متنفر ہوکر قصبہ شمس آباد[1] مین چندے قیام فرمایا۔نواب امیر کبیر بہادر نے قصبہ شمس آباد کو بطور جاگیر نذر کرکے اسکی سند ملاحظہ مین پیش کی آپنے جاگیر لینے سے انکار کیا۔اور سند چاک کرکے پھینکدی۔

مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کا سفر پھر آپ نے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا اور بعد الفراغ حج مدینہ منورہ کی زیارت اور اس ملک کی سیاحت مین تین سال گذار دئے۔مختلف علوم مین آپکی تصنیفات بھی موجود ہین۔

تصانیف طراۃ المکی جو مکہ معظمہ کے حالت قیام مین لکھی ہے اور اسکی تمہید مین اس سفر کے

[1] یہ وہی شمس آباد ہے جہان حضرت خواجہ احمد صاحب جنیدی مرحوم کا مزار ہے ۱۲

حصول استفادہ کا ذکر کیا ہے آپکی ایک مستقل تصنیف موجود ہے۔ یہہ کتاب علم حقایق و سلوک مین نہایت جامع اور مستند و مفید ہو اسکی دو جلدین ہین جو بڑی ثمرات اور چھوٹی ثمرات کے نام سے مشہور ہین۔

دوسری انوار القندھار جو حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ اور حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے مختصر حالات اور دوسرے بزرگان دین جو قندھار مین گذرتے ہین اون کے بعض حالات جو اپنے کشف قبور کے ذریعہ سے معلوم کئے اونکے مختصر تذکرون کا مجموعہ ہے سوا اسکے قادریہ نقشبندیہ چشتیہ۔ رفاعیہ وغیرہ طریقون مین آپنے جو اپنے معلومات اور اسکے اصول کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ متعدد چھوٹی چھوٹی رسالون مین موجود ہے۔

مذاق شاعری آپ علم عروض سے پورے واقف تھے اور شاعری مین مشق حاصل تھی فارسی اشعار کہا کرتے اور محمد قدرت اللہ صاحب بلیغ سے تلمذ تھا آپ کے شعر نہایت بامذاق ہوتے جب آپکو مرشد سے نعمت ملی اور خیالات وسیع ہو گئے تو آپنے اپنے قدیم اشعار کو تلف کر دیا آپکے اشعار جو مشہور ہین وہ لکہدئے جاتے ہین آپکا تخلص نطق تھا۔

سپندوار ز سوز تو نالہ ہا کردم	سخن تمام شد و آخرین سخن باقیست
ز روئے لطف بکس بوسہ وادۂ شاید	کہ ہمچو شبنم گل نقش بر دہن باقیست

وطن کی واپسی مکہ معظمہ کے سفر سے تین سال کی سیاحت کے بعد جب آپ حیدرآباد پہونچے۔ آپ کے تفضل و کمال و زہد و تقوے نے اس قدر لوگون کو مسخر کر لیا اور معتقدین کا یہان تک ہجوم ہوا کہ کسی اہل ارادت کا آپ تک پہونچکر دست بوسی کرنا دشوار تھا۔ نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان دکن نے آپکو بلوایا تھا آپنے ملنے سے انکار فرمایا۔ اسلئے نواب موصوف کے دل مین آپکی جانب سے کدورت پیدا ہو گئی جب اسقدر آدمیون کا ہجوم اور آپ کے معتقدین کا اژدہام ہوا کہ آدمیون کی روک ٹوک اور اسکا انتظام دشوار ہو گیا تو اعظم الامرا ارسطو جاہ نے بندگان عالی نواب

سکندر جاہ بہادر کو سمجھا دیا کہ شاہ صاحب کا حیدرآباد مین ٹھیرنا خلاف اصول انتظام ہے اور بلوۂ عظیم ہونیکا خوف ہے۔ اسپر شاہ صاحب کو بلدہ سے چلے جانیکے لیئے حکم دیا گیا اسوقت شاہ صاحب ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر مکہ مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے مریدین کا اسقدر ہجوم تھا کہ آپ تک کوئی پہونچ نہین سکتا تھا۔ ایک بڑے شملہ کو ایک جانب سے آپ پکڑے ہوئے تھے اور صدہا ارادت مند اس شملہ کو چھوکر زمرۂ مریدین مین شامل ہونیکا فخر حاصل کر رہے تھے جب آپکو حکم پہونچا۔ آپ نے جا نماز کاندھے پر ڈالی اور چلدئے۔ ہزارہا مخلوق آپکے ساتھ ہوگئی۔ جب پرانے پل کے دروازہ سے آپ باہر ہوئے بخوف بلوۂ عظیم احتیاطاً دروازہ بند کردیا گیا۔ اور سرکاری پیادوں نے ساتھ جانیوالی مخلوق کو روکا تاہم بہت سے لوگ فصیل کر پھاند کے ساتھ ہوگئے۔ حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہٗ کی درگاہ تک ارادت مند و معتقدین کی بہت کثرت رہی وہان آپ ٹھیرے اور کچھہ دنون بعد اپنے وطن قندہار کو پہونچے۔

مولف گلزار آصفی نے لکھا ہے کہ آپ نے وطن کی واپسی کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین اعظم الامرا ارسطو جاہ بہت سے ارمان دل مین لئے ہوئے دنیا سے سدہارے آپکا ذکر تاریخ گلزار آصفی اور تاریخ تزک آصفیہ مین لکھا ہے۔ اور مولانا محمد امین الدین صاحب سوشرت نے کتاب سوانح الرفیع مین اور مولوی محمد امیر اللہ صاحب نے مناقب شجاعیہ مین آپکا مفصل حال اور کشف و کرامات کا ذکر عمدہ پیرایہ مین بیان کیا ہے۔

حضرت کی وفات آپ کا مزاج بخار اور ضعف معدہ سے علیل ہوگیا تھا باوجود اس کے آپ ریاضت کے عادی تھے ذکر و اشغال مین بدستور مصروف رہتے۔ نقل ہے کہ آپکی وفات کے کئی روز پہلے حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب نے آپکے دولت خانہ کی دیوار کو پتھر سے توڑنیکی کوشش کی اور اس کوشش مین اپنا بہت وقت صرف کیا ہرچند لوگ مانع ہوئے مگر مجذوب صاحب نے کسیکی نمانی اور اپنے شغل مین مصروف رہے۔ جب یہ خبر حضرت مولانا شاہ صاحب کو پہونچائی گئی تو آپنے تبسم کیا۔ اور مجذوب صاحب کو کہلا بھیجا کہ ہان مجھے معلوم ہے اسکا انتظام ہو جائیگا آپکے تکلیف فرمانیکی ضرورت نہین

یہ سن کے مجذوب صاحب چلدیے- جب لوگون نے حضرت مولانا شاہ صاحب سے باصرار مجذوب صاحب کی حرکت کا باعث دریافت فرمایا تو آپ نے کہا کہ بہت تہوڑے عرصہ مین اس مکان کی حیثیت بدل جائیگی اور یہان مقبرہ تیار ہو جائیگا- آپ کو باطنی کشف سے پیش آینوالے وقت کی خبر ہو چکی تہی- جب ماہ رجب کا چاند آسمان پر نمودار ہوا- آپنے شیرنی منگوا کے فاتحہ پڑہی اور سب احباب و مریدین و معتقدین کو تقسیم فرمائی اور روزانہ غربا و مساکین کو کہانا کہلانے اور محتاجون کو نقد اور کپڑے دینے کا انتظام فرمایا- اب آپکا مزاج روز بروز مضمحل ہوتا چلا نقاہت بڑہتی چلی ریاضت اور ذکر و اشغال و شب بیداری مین ترقی ہوگئی جو لوگ عیادت کے لئے آتے تہے آپ نہایت استقلال سے وعظ فرماتے اور نیک ہدایتوں کی ترغیب دیتے رجب کی پندرہوین تاریخ کو آپ بہت بیچین رہے اور سب احباب و اقربا اور مریدین و معتقدین کو آپنے پاس بٹہلایا دینی معاملات مین ہر ایک کو نیک ہدایتین کرتے رہے اس کے بعد آپ کے نورانی چہرہ پر بشارت کے آثار نمایان ہوئے اور نہایت شوق و ذوق مین آپ فرمانے لگے کہ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کا صندل کب ہے حاضرین نے عرض کیا کہ کل ہے- جس جس طرح وقت تجاوز کرتا جاتا تہا آپکی صورت پر رونق اور جسم مین طاقت پائی جاتی تہی اور یہ معلوم ہوتا تہا کہ کسیکے ملنے کے لئے آپ منتظر ہین [illegible] سے آپ جذبۂ شوق مین مستغرق ہو گئے اور ۱۶ ماہ رجب کو ۱۲۱۲ھ مین حضرت سرور مخدوم کے صندل کے روز آپ کا وصال ہوا آپکی عمر شریف ۷۷ سال کی تہی-

دفن اور تیاری گنبد

جسوقت آپکا انتقال ہوا حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے عرس کا سالانہ میلا تہا- دور دراز کے مقامات کے لوگ بہت جمع تہے عوام کا ہجوم مریدین اور معتقدین کی اس قدر کثرت تہی کہ آپ کے جنازہ تک پہونچنا دشوار تہا جب آپکو غسل دیا گیا اور لباس پہنایا گیا اور نماز پڑہی گئی پہولونکی چادر ڈالتے وقت آدمیونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چپقلش اور کشمکش سے دم گہٹنے لگے- راجہ گلاب سنگہ کی عملداری تہی راجہ معہ اشاف اپنے سپاہیون کے ساتہہ اسوقت موجود تہا اس سے

(۱) کتاب مناقب بیجا [illegible] اور نیز بعض بیاضون مین ۱۵ رجب لکہا ہے-

جسقدر ممکن ہوا اس ہنگامہ کے فرو کرنیکا انتظام کیا۔ آپکے ذاتی مکان کے صحن مین جسمین آپکی بڑی بی بی النور بی بی صاحبہ رہتی تہین آپ دفن کئے گئے اور وہ مکان توڑ دیا گیا آپکے انتقال کے بعد نواب امیر کبیر شمس الامرا محمد قمر الدین خان بہادر نے آپکے گنبد کی تیاری کے لئے تیس ہزار روپیہ[1] منظور فرمایا اور حسن خان لاہوری اور عمر خان لاہوری کے اہتمام سے گنبد تیار ہوا آپکی اولاد کی تنخواہ اور سالانہ اخراجات عرس علاقہ پائگاہ سے ملتے ہین۔

اولاد کا ذکر

آپکی تین بی بیان تہین پہلی بی بی حضرۃ النور[2] بی بی صاحبہ بنت غیاث الدین صاحب[3] قاضی نرسی آپسے چار بیٹیان ہوئین۔ انکی اولاد موجود ہے دوسری بی بی حضرۃ قادر بی بی صاحبہ جو قصبہ کوہنگیر کے خاندان قضارت سے تہین آپکے چار فرزند تہے۔ تیسری بی بی حضرۃ پیران صاحبہ انکو ایک فرزند اور ایک دختر ہوئی۔

حضرت شاہ نجم الدین صاحب قدس سرہٗ

آپ سب سے بڑے فرزند عالم و فاضل تہے علم ظاہر و باطن پر آپ پورے حاوی تہے آپکے دو شادیان ہوئی تہین مگر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ عین عالم جوانی مین اپنے والد بزرگوار کے روبرو سنہ ۱۲۳۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین ہے۔

حضرت شاہ زین العابدین صاحب قدس سرہٗ

آپ مولانا شاہ صاحب کے دوسرے فرزند نہایت نیک خدا ترس فقیر منش مشائخ تہے آپنے خرقہ خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا آپ بلدہ حیدرآباد مین تشریف رکہتے تہے سنہ ۱۲۷۱ھ مین ۱۴ شعبان کو حیدرآباد ہی مین وفات پائی۔ آپکا مزار حضرت مولانا مولوی شجاع الدین صاحب کے گنبد کی روبرو شرقی جانب مولوی یار محمد صاحب کی جالی کی قبر کے چبوترہ پر ہے آپکے تین فرزند اور ایک دختر تہین ۱۔ بڑے فرزند شاہ محمد تاج الدین صاحب۔ دوسرے فرزند شاہ

[1] مولف صاحب مناقب شجاعیہ نے صفحہ (۱۳۱) مین بضمن تذکرہ تیاری گنبد حضرت مولوی شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا گنبد پچاس ہزار روپیہ کی لاگت مین تیار ہونے کا ذکر کیا ہے

[2] النور بی بی صاحبہ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین حضرت نجم الدین کے قبر کے بازو مین ہے۔

[3] مولانا غیاث الدین صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے حقیقی چچا تہے۔

محمد ولی اللہ صاحب دونون سے لاولد انتقال کیا ۳ تیسری فرزند مولوی شاہ غلام انبیا صاحب ہین آپکی دو دختر ہین بڑی دختر میرے حقیقی بڑے بہائی مولوی محمد امین الدین صاحب ابن مولوی قاضی محمد سالار صاحب مغفور ابن مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت برادر ملقب قندہاری منسوب ہوئی اور چہوٹی دختر محمد حمید الدین صدیقی ابن مولوی محمد معین الدین صاحب عرف راحت میان[1] برادر قاضی راجورہ وردوال سے منسوب ہے ۔

حضرت قیام الحق والدین مولانا قایم شاہ صاحب قدس سرہٗ

آپ تیسرے فرزند ہین آپنے خرقہ خلافت اور نعمت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی تھی ۔ ہمیشہ بلدہ حیدرآباد مین قیام فرما رہے اور بہت شہرت حاصل کی آپکے مرید اور معتقد کثرت سے تھے ۔ تین مواضع پیلگا نون پانگری ۔ ڈیٹہ ۔ سرکار سے آپکو جاگیرات مین ملے تھے ۔ اور یومیہ بہی پاتے تہے ۔ آپکی والدہ حضرۃ قادر بی بی صاحبہ آپکے پاس تشریف رکہتی تہین ۔ اور بہت سے عالیخاندان بیگمات آپکے معتقد تہین پیرانی بی بی سے آپ ملقب تہین اور آپکے نام پر یومیہ بہی سرکار سے مقرر تہا جب آپکا انتقال ہوا تو نواب امیر کبیر نے یاقوت پورہ کے دروازہ کے باہر ایک باغ عنایت فرمایا اس مین آپکا مقبرہ ہے جب اربیع الثانی ۱۲۸۹ھ مین حضرت قایم شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اپنی والدہ کے بازو مین دفن کئے گئے ۔ اور پائگاہ امیر کبیر بہادر سے (عہ للعہ) بیالیس روپیہ ماہانہ آپکے مزار مبارک کے اخراجات روشنی اور عود و گل کے لئے مقرر ہین آپکے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین ۔

ف ۱ فرزند اکبر حضرت شاہ محمد شمس الدین صاحب آپنے لاولد انتقال فرمایا ۔

ف ۲ دوسرے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین صاحب ثانی ہتے آپکی دو بیبیان تہین

---

[1] مولوی معین الدین صاحب کو پانچ فرزند ہوئے (۱) مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی آپ ناظم بیت خانہ کے مددگار رہے اب وظیفہ پاتے ہین نہایت عالم و فاضل اور مشہور شاعر ہین (۲) مولوی غلام محی الدین صاحب انکا انتقال ہو گیا (۳) مولوی محمد ظہور الدین صاحب نہایت خلیق اور نیک نفس تہے ! ۔ خدمت تعلیم شفاخانجات صوبہ ورنگل پر مامور رہتے دورہ کیوقت بمقام سدی پیٹھ فالج کے صدمہ سے آپکا انتقال ہوا ... مین قبر ہے (۴) مولوی محمد سعد الدین صاحب (۵) مولوی محمد حمید الدین صاحب داماد شاہ غلام انبیا صاحب

پہلی بی بی سے ایک فرزند اور تین بیٹیاں ہوئین ایک بڑے فرزند حاجی شاہ بہاء الدین صاحب المعروف اللہ والے شاہ صاحب جاگیردار پیپلگانون اور یومیہ دار ہین اور دوسری بی بی حیدرآباد سے شاہ سعید الدین صاحب المعروف من اللہ صاحب ہین۔

۳ تیسرے فرزند حضرت شاہ عبد اللہ صاحب ہتے آپکی دو فرزند اور دو بیٹیان ہین۔

ا- بڑے فرزند شاہ غلام دستگیر صاحب المعروف (صاحب حضرت صاحب) جاگیردار ڈینہ ہین اور چھوٹے فرزند شاہ امیر الدحسینی صاحب جاگیردار پانگری ہین۔ شاہ عبد اللہ صاحب نے غرۂ ربیع الاول کو ۱۳۰۲ھ مین انتقال کیا۔

۴ حضرت قایم شاہ صاحب کی دو صاحبزادیان تہین بڑی بیٹی جو شاہ محمد تاج الدین صاحب سے منسوب تہین اونکو کوئی اولاد نہین ہوئی۔ چھوٹی بیٹی جنکی شادی محمد ہدایت علی صاحب سے ہوئی ہتی ان کے فرزند محمد حفیظ الدین صاحب ہین جو اپنے نانا قایم شاہ صاحب کے مکان مین ہتے ہین اور انکا تعلق علاقہ پائگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر سے ہے مولانا قایم شاہ صاحب کا سالانہ عرس شاہ بہاء الدین صاحب اللہ والے بہت تکلف سے کرتے ہین۔

حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہ آپ چوتھے فرزند ہین جو اپنے والد بزرگوار کے ہم شبیہ ہتے جسوقت آپکے والد کا وصال ہوا آپکی عمر (۹) نو سال کی ہتی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے ہتے جب حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی جو حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلفا سے ہتے حیدرآباد تشریف فرما ہوے تو چشتیہ طریقہ مین

سلہ مولانا شاہ رفیع الدین کا سالانہ معمولی عرس جو پائگاہ کی اخراجات سے ہوتا ہے وہ بدستور جاری ہے اسکے علاوہ حاجی شاہ بہاء الدین صاحب نے چند سال سے مولانا ممدوح کے عرس مین ترقی دی ہے روشنی پر تکلف کیجاتی ہے حیدرآباد سے قوال آتے ہین مجلس سماع چشتیہ طریق پر بہت ہی شد ومد سے ہوتی ہے عمائدین شہر اور عام لوگون کو کہانا اچہا کہلایا جاتا ہے اور مسند سجادگی بہی قایم کی ہے بہرحال ان کی توجہ سے عرس کے تکلف مین سال بسال ترقی ہو رہی ہے۔

سلہ شاہ علیم الدین صاحب کے چھوٹے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب کہتے ہین کہ مولانا کی وفات کے وقت شاہ علیم الدین صاحب کی عمر (۱۱) سال کی ہتی اور انکو خلافت واجازت انکے والد شاہ رفیع الدین صاحب سے ملی ہے۔

آپنے اُن سے خلافت حاصل کی اور نعمت پائی - آپ بلدۂ حیدرآباد مین قیام پذیر تھے اکثر ماہ رجب مین اپنے والد بزرگوار کے عرس کے لئے قندہار تشریف فرما ہوتے تھے نہایت مقدس بزرگ تھے بتاریخ ۲۰ ذیحجہ ۱۳۱۶ھ حیدرآباد مین آپکا انتقال ہوا - آپ کی دو بیبیاں تھین پہلی بی بی سے چار بیٹیاں ہوئین اور دوسری بی بی سے دو فرزند ہوئے -

۱ - بڑے فرزند شاہ غلام جیلانی صاحب بہت ہی نیک نفس حلیم الطبع تھے - والد کے روبرو انکا انتقال ہو گیا جنکی یادگار ایک دختر ہے -

۲ - دوسرے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب ہین - ہر مہینے کے ۲۸ تاریخ کو مجلس سماع چشتیہ طریق پر مقرر کر رکھی ہے اور سالانہ اپنے والد کا عرس بھی کیا کرتے ہین -

حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب قدس سرہ

آپ پانچوین فرزند ہین تیسری بی بی سے آپ اور آپکی ہمشیر تھین والد کے انتقال کے وقت آپکی عمر سات سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے لیکن خلافت اور اجازت اپنے بھائی شاہ زین العابدین صاحب سے حاصل کی ہے اور سرمایہ علم و کمال کے سبب سے عمدہ لیاقت اور نیک نفسی مین شہرت حاصل کی آپ بسمت نگر مین رہا کرتے تھے ۲۰ شعبان ۱۳۱۰ھ مین وہین آپکا انتقال ہوا آپ کے تین فرزند اور تین بیٹیاں ہین -

۱ - بڑے فرزند شاہ شرف الدین المعروف مشایخ صاحب ۲ - دوسرے فرزند شاہ محمد اصفیا صاحب ۳ تیسرے فرزند شاہ فصیح الدین صاحب ہین -

خلفاء کے نام

آپ کے خلفاؤن کے نام جو ہم کو متفرق بیاضون سے معلوم ہوسکے ہین وہ بیان کر دیئے جاتے ہین ۱ - بڑے صاحبزادے مولانا شاہ زین العابدین صاحب ۲ - چھوٹے صاحبزادے مولانا قیام الحق والدین قایم شاہ صاحب ۳ - حضرت عبد اللہ مکی آپ مدینہ منورہ مین تھے ۴ - مولانا مولوی میر شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ جنکا عالیشان گنبد حیدرآباد مین میر جملہ کے تالاب کے شرقی جانب ہے ۵ مولانا شیخ مدار صاحب اولاد امام فخر الدین رازی ۶ میر ادیس صاحب ۷ سید شرف الدین صاحب ساکن لاندی ۸ - مولانا غلام جیلانی صاحب ابن غلام محی الدین صاحب ۹ نواب محمد فخر الدین خانصاحب

۱۰- مولوی بخاری صاحب ۱۱ حافظ عبد الکریم صاحب ۱۲ سید کبیر صاحب ۱۳ مولوی
شہاب الدین صاحب ۱۴ حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحب جو آپ کے خاص
نواسے تھے ۱۵ جلال شاہ کرنولی ۱۶ مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

مولوی محمد امین الدین صاحب کثرتؔ

اگرچہ مولوی امین الدین صاحب کے قابل اظہار حالات یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ علیحدہ
ایک مستقل کتاب میں جمع ہوں۔ مگر میں نے یہ خیال کرکے کہ حق سے اس موقع پر
کام لیکر ان کے تفصیلی حالات کے لکھنے میں ڈال گیا کہ بہت سے حقیقی واقعات
شاید عام خیالات اس وضاحت کے نسبت افراط و مبالغہ گمان کریں۔ گو اُن
کا سمجھنا حق بہی نہیں تھا مگر چونکہ یہ امر قندہار کے بہت سے لوگوں کے برابر انکا
ہی تاسف کے لحاظ سے ایک امر لازمی پایا گیا۔ اس لئے میں نے ان حالات کا ایک
رخی پہلو اختیار کیا جو ظاہری صورت کے ساتھ پیش آئے ہیں باقی دوسرے ابواب
بالکل احتراز کیا گیا ہے۔

آپکا نام محمد امین الدین اور کثرت تخلص ہے اور والد کا نام محمد فاضل تخلص فضل
جو بقصبہ قندہار کے محتسب تھے جیسا کہ اوپر میں شجرہ نسب بتلایا گیا ہے۔ آپ بمقام قندہار
سنہ ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے (پیر شرافت) مادہ تاریخ پیدائش ہے سن رشد تک اپنے
والد ماجد کے زیر تربیت تعلیم پائی۔ بعد انتقال والد کے مولانا شاہ رفیع الدین
کو اپنے استادی کے لئے منتخب کیا اور مولوی قاضی امان اللہ صاحب مخلص چشتی
و مولوی محمد شمس الدین صاحب و شاہ وحید اللہ صاحب سے بھی مستفید ہوئے۔
چنانچہ وہ خود اپنی ایک تصنیف فواید کثرت کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ از آغاز
صبح یوم التمیز تا حال کہ سنہ ثانیہ است از قرن ثانی از والد ماجد خود خصوص از نتیجے
ارشاد ملایک تلامذہ مثل بہار گلشن معرفت عندلیب بوستان طریقت شیر بیشہ
و بیستان اہتدا مربع نشین اورنگ فضیلت و شکاوہ چار بالش افادت و افاضت

درین حالت عنایت نامہ نامی مشعر حیثیت گرامی بصحابت برہان اللہ خان بہادر برادر و افگندہ معزز گردانید کہ ریزشدہ بود کہ اگر با نوار چراغ بیعت و فیضان باطنی منور شوند بہتر کہ ایشان را از برادری غنیمت میدانم - یقین است کہ این بے نسبت پیشیر داخل جنس حیوان بود چون مخاطب بخطاب غنیمت بودن گردید داخل جنس حیوان ناطق گشت امید آنست کہ چون در تقبیل آستانہ فیض نشانہ اعزاز یافتہ امتیازے یابد البتہ مجہول تصوری و تصدیقی قدمبوسی از حصول معلومات و معاوات تصوری و تصدیقی بروجہ صواب حاصل خواہد کرد و آنچہ ارشاد شدہ بود کہ ہر چہ بفقیر رسیدہ مقصود تخواہد سرد آری نسبت قطرہ اودریا ما قطرہ و دریا نخواہند گفت بلکہ قطرہ رشحۂ آن دریاست رجا آنست کہ بتوجہات والا نسبت قطرگی علی الدوام بہ نسبت دریا پیوندد و در حلقہ حلقہ بگوشان تتری و چشم بندان زمرۂ باطنی کہ مشرقستان تجلیات گونا گون است شوارق پذیران فیوضات بوقلمو نسبت بکشش خورشید توجہ معنوی در آرند زیادہ ظلال محمد بند

اور جب شاہ رفیع الدین صاحب نے آپکو مجموعی اوصاف سے متصف پایا اور آپ مین ہر طرحکی قابلیت دیکھی تو چارون طریقہ مین تمغہ خلافت سے سرفراز فرمایا -
آپکی متعدد تصنیفین موجود ہین مگر وہ چھپ نسکین گو یہی کتابین آپ کے حلقہ تدریس مین رہتی تہین اور صدہا شاگردون نے انہین کتابون سے فیض پایا -

قانون کثرت اس مین فارسی عربی متداول لغات کے معنی اور مصادر اردو زبان مین بتلائے گئے ہین جو مبتدیون کے لئے نہایت مفید ہین -

دیوان کثرت عروض مین آپکو وہ پایۂ کمال حاصل تہا کہ آپ ایک بہت بڑے مستند شاعر مانے گئے اس فن مین اس سے بڑہکر اور کیا شہرت عام کی دلیل ہو سکتی ہے کہ عوام الناس کی زبانون سے آپکے کثرت تخلص کو کل خاندان ہی سے متعلق کیا یہہ دیوان اشعار اور غزلیات کا بیش بہا ذخیرہ اور آپ کے بلاغت و فصاحت کا ایک نمونہ ہے چند اشعار اخیر مین نمونتاً نقل کئے گئے ہین -

جمع الجواہر رقعات کثرت یہہ ایک رقعون کا مجموعہ ہے جو متعلقین اور

عزیز و اقارب کے نام لکھے گئے ہین۔

شرح گلستان۔ گلستان کی شرح ہے اپنے فرزند مولوی محمد سالار غیور کے لئے عام فہم مضمون مین نہایت توضیح سے لکھی ہے۔

کثرت نامہ منظوم سکندر نامہ کے بحر مین لکھا گیا ہے جسمین مختلف حکایتین اور قندہار کے راجاؤن کا بھی حال ہے۔

سوانح الرفیع حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے حالات اور انکی ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

فواید سالار یہہ بھی منظوم ہے اور عمدہ عمدہ حکایات درج ہین جسکو اپنے فرزند محمد سالار صاحب کے نام سے موسوم کیا ہے۔

فواید کثرت لغات فارسی عربی وہندی وغیرہ کی بطور نصاب کے نظم مین ایک ضخیم کتاب ہے آپ نے اپنی زندگی کے (۹۷) مرحلے طے کر کے ۲۲ ربیع الاول سنہ ۶۲ھ کو سفر آخرت اختیار فرمایا یہہ عین اوس شہر آشوبی کا وقت تھا جو ہنمنت سنگہ نے روہیلون کے ساتھ قلعہ قندہار پر چڑہائی کی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین آپکے انتقال کی خبر بہت جلد تمام شہر مین پہیل گئی اور سارا قندہار امنڈ آیا۔ چونکہ روہیلے آپکے زیادہ تر معتقد تھے سبھون نے ملکر اپنے ہاتھ سے تجہیز و تکفین کو انجام دیا اور قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے۔ آپکی انتقال کی تاریخ آپکے فرزند مولوی محمد سالار صاحب غیور نے نہایت سوز و گداز سے لکھی ہے۔

جامع علم و حلم امین الدین	چون برفت آن جناب از دنیا
از سر وپائے در و شد تاریخ	وائے رفت آفتاب از دنیا

۱۲۶۲ھ

شجرہ نسب

حضرت کثرت شیخ فاروقی ہین ۳۸ واسطون کے بعد آپکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ قاضیان خاندان فاروقیہ کے پاس علی التسلسل جو شجرہ

نسبی چلا آتا ہے وہ ہمارے خاندان مین بھی موجود ہے اس شجرہ کی تصحیح مولوی حاجی محمد بہاؤ الدین صاحب حنفی
محتسب کے کاغذات سے کر لیگئی مولانا مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہ کے
خاندان مین قاضی محمود تک یہی سلسلہ ہے اور محمد انوار اللہ خان بہادر اور قاضی محمد
امیر اللہ صاحب کے شجرۂ نسب مین بھی یہی نام درج ہین البتہ جو شجرہ نسب حضرت شیخ فرید الدین
گنج شکر کا حضرت حمیم شاہ صاحب کے پاس دیکھا گیا جسکا ذکر ہم نے حضرت سرور محمد
قدس سرہ کے مادری نسب نامہ مین کیا ہے کسیقدر نامونکا اختلاف ہے قاضی عظیم الدین صاحب
قاضی دہاروری نے ۱۲۱۷ کو سنہ ۱۲۱۷ مین شہر سورت و احمد نگر اور برہان پور کی سیاحت
کی ہے اور قاضیان خاندان فاروقیہ کا حال لکھا ہے اس کتاب کے بوسیدہ اور
پرانے اوراق اخوی حاجی محمد بہاؤ الدین صاحب کے کاغذات مین ملے گو مکمل کتاب نہین ہے
تاہم اس سے قاضیان خاندان فاروقیہ کی کچھ کچھ کیفیت معلوم ہوئی نامون کے سلسلہ
مین بعض صاحبون کی کیفیت بھی نوٹ کر دیگئی ہے اور ان پرانے کاغذات کے تلف
ہونے سے اس کیفیت کے مفقود ہونے کا بھی اندیشہ ہے اسلئے مین اپنے
دونون برخورداروں محمد عبد الرحیم طول عمرہٗ اور محمد عبد الغنی طول عمرہٗ کے معلوم کرنے کی غرض سے
بعض نامون کے ساتھ قدیم نوٹ بھی درج کر دیتا ہون یہ بھی فائدہ سے خالی نہین ہے
کہ اس کیفیت سے خاندان قاضیان محتسبی و خطابت قندہار بھی واقف ہو جائینگے

۱۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ بہت بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان
صحابی گذرے ہین آپکا بارعب اور شاندار نام دنیا پر محیط ہے جو فاروق اعظم
کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ دنیا مین ایسا کون ہے جو آپ کے نام سے
ناواقف ہو ہم صرف سلسلہ کے لحاظ سے کچھ مختصر حالات آپ کے بیان
کرینگے کیونکہ آپکے پاک اور بے لوث زندگی کے حالات جلنے دفتر کے
دفتر بھرے پڑے ہین اور آج وہ دنیا پر حاوی ہین اپنی وسعت مین ایسے ہین
خود بخود نہ چھوڑے جائین تو از خود تمام ہو سکنے والے نہین - آپ اشراف قریش سے
تھے آپکا سلسلہ نسب آٹھوین پشت پر آنحضرت کے سلسلہ نسب سے ملتا ہے۔

مورخین نے آپکے پیدایش کا سنہ تخصیص کے ساتھ نہیں بتلایا بعض کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اور بعض انیس برس کا فاصلہ بتلاتے ہین اور یہی معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ ۲۷ سال کی عمر مین سنہ نبوی کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپکا زمانہ خلافت جو ترقی وعروج اسلام کا مبارک دور تہا سارے دس برس کے قریب تک رہا بالآخر عین لحالت نماز صبح مین مسجد نبوی کے اندر ابو لولو غلام کے ہاتھ سے محرم کی ۲۶ سنہ ۲۳ھ کو ۵۰ سال کی عمر مین آپنے درجہ شہادت پایا۔ انگریزی مورخ آپ کی عمر پچپن ۵۵ برس اور بعض تریسٹھ سال کی بتلاتے ہین۔ مدینہ منورہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے پہلو مین آپ مدفون ہین آپکی چار صاحبزادیان تہین حفصہ رقیہ۔ فاطمہ۔ زینب۔ اور نو صاحبزادے تھے۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن اکبر۔ عبدالرحمن اوسط۔ عبدالرحمن اصغر۔ زید اکبر۔ زید اصغر۔ عیاض۔ عاصم۔ چونکہ ہم کو خاص عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے تعلق ہے لہذا ہم انہین سے سلسلہ شروع کرتے ہین۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر آپکی کنیت عبدالرحمن ہے ماں زینب مظعون تہین۔ آپ اپنے باپ کے سب بیٹون مین افضل تھے صغر سنی مین اپنے والد کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے آپ بہت بڑے مدبر اور با اثر شخص تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معتبر صحابیون میں آپ شریک ہین آپکے فضائل مین متعدد حدیثین وارد ہین۔ ایام حج مین ایک نیزہ کا پہل آپکے پاؤن مین چبھ گیا اور اسی زخم کے زہر آلود اثر سے آپنے سنہ ۷۴ھ کے آغاز مین بمقام مکہ معظمہ انتقال فرمایا اور یہین مدفون ہوئے۔

۳۔ شیخ ناصر	۴۔ شیخ ابراہیم	۵۔ شیخ اسحاق	ابو الفتح	عبداللہ واعظ اکبر

۹۔ عبداللہ واعظ اصغر حضرت کا اور حضرت کے والد کا عبداللہ نام ہونے کیوجہ قدیم کاغذات مین یہ لکھی ہے کہ عبداللہ واعظ اکبر کا جب انتقال ہوا اسوقت عبداللہ واعظ

اصغر شکم مادر مین ہتے بعد تولد ہونے کے باپ کے نام ہی سے مشہور رہوئے اور لوگ واعظ اصغر کہنے لگے حضرت حلیم شاہ صاحب پنجابی جو اولاد حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے ہین انکے شجرہ نسب مین شیخ واعظ اکبر اور انکے بیٹے شیخ اصغر اور ان کے فرزند شیخ عبداللہ اور ان کے فرزند شیخ مسعود لکہا ہے۔

۹۔ شیخ مسعود ہم نے فاروقیہ خاندان کے متفرق شجرے دیکہے بعض مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ شامان اور انکے فرزند محمود المعروف ان کے فرزند شیخ نصیر الدین لکہا ہے مگر قاضیونکے خاندان کے شجرہ مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ اسحاق لکہا ہے۔

۱۰۔ شیخ اسحاق آپکے دو فرزند ہتے بڑے فرزند ادہم بلخی اور چہوٹے شہاب الدین فرخ شاہ کابلی حضرت ادہم بلخی کے فرزند شیخ ابراہیم ادہم بلخی ہتے جنکا حال مشہور و معروف ہے کہ انہون نے گدائی کو بادشاہت پر ترجیح دی تہی۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی شہاب الدین فرخ شاہ کابلی کے خاندان مین سات پشت تک شاہی سلسلہ رہا اور تاریخ فرخ شاہی مین اسکا حال لکہا ہے۔

۱۲۔ شیخ یوسف آپ کے اسم مبارک کے ساتہہ یہہ نوٹ لکہا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتہہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے ہتے وہان حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے حضرت شہاب الدین عمر سہروردی سے استفادہ حاصل کیا ہے حضرت شاہ بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی کے بطن سے شیخ محمد سالار جنکا نام شجرہ قاضیان فاروقیہ مین اور شجرہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج مین شیخ محمد لکہا ہے تولد ہوے۔

۱۳۔ شیخ محمد | **۱۴۔ شیخ احمد** | **۱۵۔ شیخ شعیب** | **۱۶۔ شیخ سلیمان**

شیخ سلیمان کے دو فرزند ہتے حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ اور بدر الدین

۱۷۔ شیخ بدر الدین | **شیخ مسعود** | **شیخ اسحاق** | **شیخ صدر جہان**

آپ بغداد شریف مین بمقابلہ قوم یہود علیہ معرکہ جنگ مین شہید ہوئے

۲۱- شیخ شریف جہان | ۲۲- محمد شمس الدین | ۲۳- محمد نور الدین | ۲۴ محمد زین الدین

۲۵- شیخ یوسف | ۲۶- شیخ محمد

آپ کے چار فرزند اور دو بیبیان تہین پہلی بی بی سے دو فرزند شیخ ناصر الدین اور شیخ ابراہیم تہے اور دوسری بی بی سے شیخ باقر و شیخ عبداللہ تہے اپنے کنبے کے ساتہہ مکہ شریف مین رہا کرتے تہے ایک سال حج کے لئے شہزادہ قیصر روم آیا ہوا تہا اور عرب کے بہت سے قبایل جمع ہوگئے تہے کسی بات پر ان قبایل مین باہمی فساد برپا ہو گیا اور معرکہ آرائی شروع ہوگئی اور فوج سلطانی بہی ان کے انسداد کے لئے پہونچگئی اس بدامنی کے زمانہ مین آپ اپنے دونون فرزند شیخ ناصر الدین و شیخ ابراہیم ساتہہ لیکر جدہ کو پہونچے اتفاقاً جہاز تیار تہا اسپر سوار ہوگئے اور بندر سورت پر اتر گئے۔ دوسرے دو فرزند شیخ باقر و شیخ عبداللہ کم عمر تہے وہ وہین رہگئے۔ بندر سورت مین یعقوب خان حبشی منجانب سلطنت عادل شاہی حاکم تہا شیخ محمد اور ان کے بیٹون کے علم و کمال کی شہرت سنکر بلوایا اور ان تینون حضرات کو حافظ قران و عالم و فاضل پاکر اپنے پاس رکہا اور تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ ناصر الدین کو منصب قضارت شہر سورت پر مقرر کیا علی عادل شاہ اسوقت بیجاپور کا بادشاہ تہا۔ قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دہارور ۱۲۱۷ھ مین شہر سورت کو گئے تہے اسوقت قاضی قطب الدین قاضی شہر سورت جو اولاد شیخ ناصر الدین سے ہین سورت مین موجود تہے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور کچہہ عرصہ تک قاضی صاحب کے مہمان رہے اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف شیخ محمد اور اُن کے دوسرے فرزند شیخ ابراہیم شہر سورت سے احمد نگر تشریف لائے اور حسین نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر کے دربار مین دونون باپ بیٹے نے باریابی حاصل کی اس عرصہ مین قاضی مرزا محمد بیگ قاضی احمد نگر کا انتقال ہوگیا تو خدمت قضارت احمد نگر پر شیخ محمد صاحب کا انتخاب ہوا۔

ف شیخ محمد کے چہوٹے بیٹے شیخ ابراہیم کچہہ دنون تک احمد نگر مین باپ کے پاس رہے پہر الکالتقرر خدمت قضارت برہانپور پر ہوا اور وہین انتقال فرمایا عظیم الدین صاحب

قاضی دہارور شہر سورت کی سیاحی کے وقت ۱۲۱۷ھ مین برہان پور بہی گئے تہے
شیخ ابراہیم کی اولاد مین قاضی سراج الدین صاحب قاضی برہان پور رہتے قاضی عظیم الدین صاحب
سے ملاقات ہوئی اور شجرۂ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف مرزا محمد بیگ مرحوم قاضی احمدنگر کی کوئی اولاد نرینہ نہ تہی صرف لڑکیان تہین۔
ان مین سے ایک لڑکی کا عقد قاضی شیخ محمد سے ہوا اس لڑکی کے بطن سے ایک
فرزند پیدا ہوا جنکا نام شیخ احمد تہا اور شیخ احمد کو میر مراد علی خان صدر کی لڑکی منسوب
ہوئی اور یہہ دولت اور زر و مال سے مالامال ہوگئے اس اثنا مین جب اہل سنت جماعت اور
فرقہ امامیہ مین فساد عظیم برپا ہوا اور خوب معرکہ آرائی ہوئی تو اسی ہنگامہ مین شیخ محمد شہید ہوئے
انکی قبر احمدنگر کے امام باڑے مین ہے شیخ محمد کے انتقال کے بعد شیخ احمد خدمت قضاءت احمدنگر
پر مقرر ہوئے ۱۲۱۸ھ مین عظیم الدین صاحب قاضی دہارور احمدنگر گئے تہے اسوقت قاضی شیخ احمد
اولاد مین قاضی قمر الدین صاحب قضاءت احمدنگر پر مقرر تہے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی
اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

۲۷۔ قاضی شیخ احمد انکی دو بی بیان تہین پہلی بی بی میر مراد علیخان صدر کی بیٹی تہی اسکے بعد قاضی
عبدالرحمان قاضی پاتور کی بیٹی فاطمہ بی بی سے انکی شادی ہوئی انکے بطن سے جو اولاد ہوئی وہ
پاتور کے قاضی ہوئے۔ **۲۸ قاضی محمود** **۲۹۔ قاضی کبیر** **۳۰ قاضی محمود**

انکے چار فرزند (۱) قاضی یوسف قاضی پاتہری (۲) عبدالرحمن قاضی قندہار اور پاٹودہ (۳) قاضی کبیر
قاضی بسمت نگر (۴) قاضی محمد قاضی قلعہ دہارور (ورنجنی)۔

ف ۱ قاضی یوسف صاحب پاتہری کی بیٹی محمد اسمعیل ہے انکے بعد کا سلسلہ قاضیان پاتہری کے پاس
ہوگا اب ہم کو اس کے بتلانے کی ضرورت ہی نہین ہے۔

ف ۲ قاضی عبدالرحمن قاضی قندہار ہم انہین کی اولاد مین ہین اور ہم انہین کا سلسلہ آگے بتلائینگے
ف ۳ قاضی کبیر قاضی بسمت ہتے انکے دو فرزند ایک قاضی محمود دوسرے قاضی تاج جنکا لقب قاضی
القضاۃ قاضی لشکر فیروزی تہا قاضی محمود کی تین فرزند (۱) غلام مصطفے قاضی اونڈہ (۲) قاضی علی
قاضی کلمنوری[1] ہود اڑ ہونہ منٹہہ (۳) قاضی کبیر قاضی اضلاع محکتب بسمت نگر بہرحال قدیم کاغذات کی معاینہ سے

[1] بعضے کلمنوری اور بعضے کلمہ نوری لکھتے ہین ۱۲

یہہ معلوم ہوا کہ قاضی محمود بن قاضی کبیر کے اولاد مین قضارت، وندڑہا دکلمنوری وارڑ ہوئہ ونہٹہ واعتنا بسمت نگر و قضارت نظام آباد اجنہ طے ہے۔

قاضی تاج کے تین فرزند (۱) قاضی ابراہیم (۲) قاضی ملک (۳) قاضی حسن قاضی ابراہیم کی اولاد مین قضارت بسمت نگر ونانڈیڑ دیہٹہ قاضی ملک کی اولاد مین قضارت بالم پریہنی وبہو کر دہ نرسی وراگیر واحتساب پالم وخطابت بسمت نگر قاضی حسن کی اولاد مین نظابت اوندہ ہے خدا اور حبیب خدا کی فضل سے ان سب قاضی صاحبون کی اولاد موجود اور اپنے اپنے وطن اور معاش پر قابض ہے اللہ تعالیٰ آیندہ بھی انکی اولاد کا سلسلہ تا قیامت قایم رکھے - اب مین ان قاضی صاحب کی اولاد سے معافی چاہتا ہون کہ اس کیفیت مین اگر کوئی بات مشتبہ اور غیر صحیح معلوم ہو تو اسکی تصحیح فرمالین کیونکہ قدیم کاغذات سے یہہ مضمون منتخب کیا گیا ہے اور سب القامدارون سے یہہ امر مخفی نہین ہی کہ ہر انعامدار اپنے اپنے کاغذات کی کسقدر حفاظت کرتا خواہ وہ ناکارہ ہی کیون نہ ہو مگر وہ کبہی دوسرے انعامدار کو نہین دکہائیگا پس خیال فرمانیکی بات ہی کہ کسقدر دقت سے یہہ اوقات فراہم ہوئے ہونگے **۳۱- قاضی عبدالرحمن بن قاضی محمود** ان کے وقت کے اسناد بالکل بوسیدہ اور خراب ہوگئے صرف اتنا معلوم ہوتا ہی کہ نظام شاہی اور ملک عنبر کے عہد کے کاغذات ہونگے **۳۲- قاضی علی** بعہد شاہ جہان شہنشاہ دہلی سنہ ۱۰۴۲ مین منصب قضارت وجاگیر موضع ہڈلی سے سرفراز ہوئے اسوقت شاہ محمد قلعدار قندہار تہے **۳۳- قاضی صدیق** انکے وقت کے اسناد ہم کو نہین ملے اس لئے معلوم نہین ہو سکتا کہ کس سنہ مین یہہ مسند قضارت پر جلوہ گر ہوئے مگر اسمین شک نہین کہ یہہ قاضی ضرور تہے اور مولانا حاجی بہاؤالدین صاحب کے پاس جو متفرق کاغذات ہین اسپر بے نظام ملک عنبر - عادل شاہ خان دوران وروحی خان رشید خان واہتمام خانکی دستخطین معلوم ہوتی ہین مگر سنہ کا پتا نہین چلتا - قاضی صدیق کی دو فرزند ایک قاضی ولی محمد اور دوسرے قاضی خیرالدین یہہ دونون بہائی بموجب فرمان والا شان شہنشاہ دہلی مرقوم ۲۱ رمضان سنہ ۱۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۷۹ منصب قضاء واحتساب سی سرفراز ہوئے اور علیحدہ قاضی خیرالدین کے نام فرمان خدمت قضارت و خطابت وغیرہ پرگنہ سارٹہ بار سنہ ۱۰۸۹ مین عطا ہوا اس کے متعلق پروانہ شفیع خان مورخہ ۱۶ جمادی الاول سنہ ۲۳ جلوس بہی ملاسہت قضارت قندہار کا کام قاضی ولی محمد انجام دیتے رہتے اور قضارت

سارڑ بارڑ واحتساب قندہار کی خدمت قاضی محمد خیر الدین سے متعلق تھی قاضی ولی محمد کے دو بیٹے تھے ایک قاضی محمد سالار اور دوسرے محمد امان اللہ۔

۲۴ قاضی خیر الدین انکو پانچ فرزند ہوئے (۱) قاضی محمد امین الدین (۲) قاضی بدیع الدین۔ (۳) قاضی محمد قمر الدین (۴) نصیر الدین (۵) نجم الدین۔

قاضی محمد خیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد محمد امین الدین قاضی اور محمد قمر الدین خطیب حسب اسناد بمہر عنایت اللہ مورخہ ۲۲ رمضان ۲۵ جلوس و پروانہ قلیچ خان مورخہ غرہ رجب سنہ ۲۵ جلوس قضارت سارڑ بارڑ عثمان نگر پر قابض رہے چنانچہ ابتک انکی اولاد عثمان نگر میں موجود اور اپنے آبائی معاش پر قابض ہے خدمت قضارت اور احتساب قندہار قاضی خیر الدین کے انتقال کے بعد قاضی ولی محمد اور قاضی بدیع الدین قاضی خیر الدین کے دوسرے بیٹے کے نام پر بالاشتراک حسب پروانہ نواب قلیچ خان بہادر سنہ ۲۵ جلوس مقرر ہوئی جب قاضی ولی محمد کا انتقال ہوا تو پھر دوسری سند بالاشتراک قاضی ولی محمد کے بیٹے قاضی محمد سالار اور قاضی بدیع الدین کے نام پر ہوئی اور اسکے متعلق پروانہ محمد معالی کا سنہ ۳۱ جلوس میں ملا جب قاضی بدیع الدین نے رحلت فرمائی تو بدیع الدین کے بھائی قاضی قمر الدین اور قاضی محمد سالار کے نام بالاشتراک خدمت قضارت اور احتساب کی سند اور پروانہ ملا اور بموجب صلحنامہ قاضی ولی محمد اور قاضی خیر الدین کی اولاد معاش پر قابض و متصرف رہے۔

قاضی محمد سالار اور محمد امان اللہ کی اولاد نہ تھی صرف قاضی سالار کی ایک لڑکی روشن بی بی نامی تھیں جو محمد سراج الدین فرزند قاضی محمد تاج الدین قاضی بہوکر سے منسوب ہوئیں ان ایام میں سیوارام دلیسکھ کی اشتعالک سے جگیٹا ڈاکو نے قندہار پر حملہ کیا تھا اور اولاد قاضی خیر الدین کی خانہ بربادی ہو گئی تھی اور اس خاندان کے بعضے بقیۃ السیف سخت پریشانی میں مبتلا تھے اور سند قضارت بجز سفر دہلی حاصل ہونی ممکن نہ تھی سوائے اسکے کل قدیم اسناد اور فرامین قاضی محمد سالار کی بی بی کے پاس تھے انہوں نے اپنے داماد کے تفویض کر دئے اور ایسے نازک وقت میں قضارت قندہار پر دوسرے کسی غیر شخص کے قابض ہو جانے کا شاید خیال ہو گا اسلئے مصلحت وقت کے لحاظ سے محمد سراج الدین داماد قاضی محمد سالار نے اپنے نام قضارت اور خطابت قندہار کی

سند حاصل کر لی اور قضاءت اور خطابت قندہار پر قابض ہو گئے قاضی سراج الدین کو علاوہ تقسیم معاش
جدی قضاءت و احتساب بالمقطع خطابت بسمت گنگ و قضاءت بہو کر و نرسی کے علاوہ خاص انکے نام پر خدمت
احتساب شرعی بھی تھی ہمارے قدیم کاغذات اور بزرگون کے بیانات سے جو کیفیت ہمکو مل سکی ہے
ہم نے لکھدیا ہے مگر یہان کے اہل بہادر سے جو قاضی سراج الدین صاحب کی اولاد مین ہین بعض اشخاص
بیان کرتے ہین کہ قاضی صدر سالار کے بیٹے جگنیا ڈاکو کے حملہ کی وجہ سے تا تدارن قضاءت قندہار پریشانی
مین مبتلا تھے اور قضاءت کا کام رک گیا تھا اسلئے قاضی خلیل کا قضاءت قندہار پر تقرر ہوا قاضی تاج الدین
قاضی ہوکر قاضی خلیل کے تغیر کے بعد خدمت قضاءت قندہار پر سرفراز ہوئے منصب قضاءت وخطابت
کے ساتھ جو [illegible] مین تھا انکے بعد ان کے فرزند قاضی سراج الدین قندہار کے قاضی ہوئے قاضی
خلیل کے قضاءت کے متعلق کوئی کاغذ ہمارے نظر سے نہین گذرا اگر یہ بات تسلیم کر لیجائے کہ قاضی تاج الدین
کو خدمت قضاءت قندہار پر سرفرازی ہوئی تھی تو اسکے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تاج الدین
قاضی قندہار ہوگئے تھے تو پھر انکی قضاءت اور خطابت کے معاش سے انکی کل اولاد حصہ پاتی کیونکہ ان کے
پانچ بیٹے تھے (۱) ضیاء الدین احمد (۲) سعید الدین ان دونوں کی اولاد نہین ہے (۳) قاضی شمس الدین
(۴) قاضی سراج الدین (۵) قاضی غیاث الدین ان تینوں کی اولاد کا حصہ معاش قضاءت قندہار
مین ہونا لازمی تھا اسلئے ہمارے بیان کی یہ بڑی دلیل ہے کہ قاضی سراج الدین کے نام
قضاءت کی سند ملی اور انکی اولاد قضاءت قندہار کے معاش پر قابض ہے ہمین اسمین کوئی بحث
نہین ہے کہ قاضی تاج الدین قاضی قندہار ہوئے یا قاضی سراج الدین ہمکو منتقلی خدمت قضاءت کا
واقعہ بھی اولاد کو بتلانا مقصود تھا کہ قاضی محمد سالار کے بعد قضاءت قندہار قاضی عبدالرحمن کے خاندان سے
انکے بھائی قاضی کبیر ثانی کے اولاد مین منتقل ہوگئی اسلئے ہم نے اسکا ذکر کیا ہے اب ہم قاضی سراج الدین
کا تھوڑا سا تذکرہ لکھدیتے ہین کیونکہ ہم نے قاضی سراج الدین ثانی کو فیض الدین محتسب قندہار کا
نواسا بیان کیا ہے اسلئے ہم کو اسکی صحت اور صراحت کر دینی ضرور ہے قاضی سراج الدین کو
قاضی سالار کی لڑکی کے بطن سے دو بیٹے ہوئے (۱) برہان الدین (۲) محمد امان اللہ۔ قاضی
برہان الدین کے نام قضاءت قندہار اور محمد امان اللہ کے نام خطابت قندہار مقرر ہوئی۔
محمد امان اللہ کو قاضی [illegible] سے قاضی [illegible] کی لڑکی سکینہ بی بی [illegible] تھین جسکا واقعہ ہم نے تاریخ

مین بیان کر دیا ہے اس لئے قضارت شریف قاضی امان اللہ کو ملی مگر انہیں کوئی اولاد نہین ہوئی قاضی برہان الدین سے معین الدین عرف فیض الدین محتسب قندہار کی لڑکی منسوب ہتی جس سے بدر الدین پیدا ہوئے بدر الدین کے بیٹے قاضی محمد سراج الدین ثانی ہتے جنکے وفات کے ذکر مین انکی اولاد کا تذکرہ بھی لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۸۱)

۳۵ قاضی قمر الدین | آپ نے بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد و قاضی خیر الدین بابتہ خدمت محتسبی و نرخ نویسی علیحدہ پروانہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر مورخہ ۲۹ محرم سنہ جلوس عہد خلد مکان وعلی امان خان عبد الرحمن و کفایت خان دیوان عظام و شیخ عنایت اللہ صدر اپنے نام حاصل فرمایا اور سند خطابت پرگنہ ساڑہ باڑگی بھی حاصل کی اُن کے دو فرزند ایک محمد معین الدین عرف محمد فیض الدین دوسرے محمد نظیر الدین محمد نظیر الدین صاحب کی اولاد تھی مگر اب کوئی باقی نہین ہے۔

۳۶ محمد معین الدین | عرف محمد فیض الدین انکے نام کی سندین خدمت محتسبی و نرخ نویسی مہر شیخ عنایت اللہ صدر و عبد المجید صدر و شفیع خان و صدارت خان و عبد العظیم خان دیوان ملی ہین جسکی تاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ اور علی امان صدر فتح فیروزی کی تحریر مورخہ ۵ رجب سنہ ۱۵ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۵ھ ہے اور یمنی خان دیوان صوبہ کی تحریر مورخہ ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ ہے اور راجہ گوپال سنگہ جاگیردار قندہار کی بھی تحریر ہے انکے ایک فرزند محمد فاضل ہتے -

۳۷ محمد فاضل | آپ کے نام اسناد و پروانے محمد عظمت اللہ صدر مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۲۸۲ھ و محمد جمیل صدر مورخہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ و راجہ اجی چند جاگیردار مورخہ ۱۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۲۱ھ و کریم الدین صدر صوبہ سے مرقوم ۲۵ شوال سنہ ۱۱۶۹ھ حاصل ہوئے ہتے آپکا انتقال حیدرآباد مین ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۲ھ مین ہوا اکمل شاہ کے تکیہ مین پرانے پل کے قریب دفن کئے گئے آپ کے دو فرزند ایک محمد خیر الدین اور دوسرے محمد امین الدین کثرت ہتے

بعد انتقال محمد فاضل کے محمد خیر الدین کے نام پروانہ بمہر دیوان صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبد الحی خان صمصام جنگ بہادر مرقوم ۱۷ ذیحجہ سنہ ۱۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۹۲ھ و سند محمد جعفر یار خان

صدر فوج فیروزی مورخہ ۶ شوال سنہ ۱۱۹۴؁ و کریم الدین صدر مورخہ غرہ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۱؁ خدمت احتساب و نرخ نویسی کی حاصل ہوئی آپ کی وفات کا ذکر لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۴۹) آپ کے فرزند محمد رحیم الدین ہیں جنکے انتقال کا ذکر صفحہ (۱۸۵) مین لکھا گیا ہے۔

محمد رحیم الدین محتسب کے فرزند حاجی محمد بہاء الدین محتسب قندہار ہین۔

۳۸- محمد امین الدین کثرت | آپ کے فرزند محمد سالار غیور جو جید مولوی اور بڑے عالم و فاضل ہتے اور شعر بہی کہا کرتے تہے جنکا انتقال ۸ محرم سنہ ۱۲۱۷؁ مین ہوا قاضی محلہ کی مسجد مین اپنے والدین کی پہلو مین دفن ہوئے آپکے تین فرزند ہین (۱) محمد امین الدین (۲) محمد قمر الدین (۳) شمس الدین المعروف محمد امیر حمزہ مولف تاریخ قندہار دکن۔

مولوی محمد امین الدین کثرت کی اشعار

عرق بچہرہ در آمد چو یار در گلشن — حقیقت گل و شبنم پدید شد بچمن
چو شمع سوختن آغاز کرد روشن شد — بسوز در رہ عشقش کہ تا شوی روشن
بکثرتست خیال محبت ذاتش — چنان غریق کہ شد بیخبر ز نو و کہن

وله

صبا بیار پیام وصال جانانم — گل نشاط بیفشان درون دامانم
ز ہجر یار ز بس پارہ پارہ گشت دلم — برنگ دامن گل چاک شد گریبانم
بسان برق سراپا طپش بخود دارم — برنگ آئینہ در عکس خویش حیرانم
بکثرت غم عشقش دلم تر و تازہ — بباغ شوق و امید ست بسکہ ریحانم

وله

شوخی یار شوخم حیران نمود ما را — دریای اضطرابی بر دل کشود ما را
روزی ہر آنچہ باشد در قسمتم در آید — فکر حصول آن را در دل فزود ما را
رنگ وفا نماندہ بر چہرہ زمانہ — شوق وصال یارم از ما ربود ما را
یارم نمی کشاید چشمے بحال کثرت — در عشق جور کیشان ای دل چہ سود ما را

وله

ببوسه لعل ہما نفزایش روان تازه رسید ما را — ہوای دامان دلربایش بدام زلفش کشید ما را
کدام قاتل شکار افگن خیال عزم شکار دارد — که خار تیر جگر شگافش به پہلوی دل خلید ما را
تبسم لعل آن شکرلب برنگ گلہای تازه تر ہا — بر شربت لب لقای خود ہا چه روح تازه دمید ما را
گل جمالش چو گل نموده بکثرت حسن در چمن ہا — برنگ یوسف بیک کرشمه ہمان ستمگر خرید ما را

وله

منعم بمال مست و گدائے بحال مست — ہر ساز نغمه دارد و ہر نغمه ساز ہا
دارم نوائے عشق بساز خیال خویش — آرام دل بود دل ما را بساز ہا

وله

چشم باطن بین کشاید پردہای فلک — سینکے چون صاف گردد حرف روشن تر شود
عمر ضایع گشت در تحصیل نقد مال و زر — ہر سب ز در آتش آید باد خاکستر شود
کبر را باشد ثمر از سر فتادن بر زمین — از کمال کثرت پندار مردم خر شود

وله

ہمی که نالۂ زارم آسمان سپر گردد — بسوزد درد درونم سقر سمندر گردد
زبسکه شہرۂ آفاق گشته در خلق — باشتیاق جمالت وطن سفر گردد
ہر آنکه نقد دل خویش داد در غفلت — تمام سود دو عالم بدو ضرر گردد
بیا بنوش شراب محبتش ہر دم — بکام جان و دل عاشقان شکر گردد
بکثرت یک نگه لطف ابر گوہر بار — درخت خشک تر و تازه پر ثمر گردد

تمت بالخیر

عرضداشت قلعہ قندہار آپکا یا ہمر کا

حادثات چمنِ عالم فانی سے کھلا ۔۔۔ کچھہ بھی خبر وجہہ خرابی مری تعمیر نہین

مین اپنی حالت ابتر کا فسانۂ غم زبان حال سے میری موجودہ حالت کی سیر کرنے والے عہدہ دار خصوصاً جناب اول تعلقدار صاحب اور جناب دوم تعلقدار صاحب وغیرہ عہدہ داران مقامی تعلقہ قندہار سے عرض کیا کرتا ہون اور مرزا نوشہ حضرت غالب کا یہہ شعر

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو ۔۔۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ہی انہین اشارون کنایون مین سنادیا کرتا ہون جسکا اتنا اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ میری واجب الرحم حالت پر عہدہ دارون کو رحم ہی آجاتا ہے اور میرے آباد کرنے اور محکمہ دوم تعلقداری مستقر دیگلور کو اور تحصیل کچہری اور امین کچہری قصبہ کہیڑ کو مرے ویران مکانون مین منتقل کرکے اسکے آباد کرنے اور مرے شکستہ اعضاؤن کے معالجہ کا ہر ایک عہدہ دار کو جوش اور ولولہ ہوا کرتا ہے مگر میری بدقسمتی سے پھر وہ جوش ایکدم سرد ہو جاتا ہے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرے پچھلے واقعات اور میری عظمت و شان سے بہت کم لوگ واقف ہین اسلئے میری التجا پر کسی کی توجہہ مبذول نہین ہوتی مگر بقول مومن خان مرحوم ۔

ہیعرفہ کوششون کا مری کچھہ تو ہو حصول ۔۔۔ محنت کسیکی آجتلک رائگان نہین

الحمدللہ خدا کے فضل سے قندہار کی خاک سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے مختصر سے میرے پچھلے واقعات ایسے واضح طور پر بیان کئے جس سے میرے اگلے اوج و رفعت

اور شان و شوکت کا سمان، ہر شناسا اور ناشناسا کی نظروں میں پھر گیا اور یہہ معلوم ہو گیا
کہ میں کون تھا اور کیا تھا اور گذشتہ زمانہ میں میری کسقدر توقیر و قدر ہوئی تھی جب
کہ میں نے خالصہ ہونیکی عزت پائی ہے خلاف امید ترقی معکوس ہو رہی ہے۔
کمند گردن کے موقوف ہو جانے سے مرے جسم پر بڑے بڑے درخت کھڑے ہوکے
نہایت بیرحمی سے اپنے پیر جما جما کر میرے خستہ و شکستہ اعضا کو توڑ مروڑ رہے ہیں، گر انکا
اسیطرح روئیدگی میں ترقی ہوتی رہی تو ان کے جڑیں میری ہڈیاں اکھیڑ دینگی آخر کو میرے ہی
فضلات بدن مجھے بیمار کرکے رہینگے عہدہ داران ضلع و تعلقہ کو مجھ سے اکثر ملنے کا اتفاق
ہوتا ہے اور وہ اپنے قیام ضمنی لزوم سے میرے اجڑے مکانات کی رونق بڑھاتے ہیں ان سے
پوشیدہ نہیں ہے کہ میں دلی ایسا پیر کہن سال از کار رفتہ نہیں ہوا ہوں بلکہ جوان ہوں اگر
جوان نہیں تو ادھیڑ ہی سہی مگر کام دے سکتا ہوں اگر تھوڑی سی توجہ مجھ پر ہو جائے تو
ایک زمانہ تک میں اسیطرح کمربستہ مستعدی کے ساتھ ادائی خدمت اور اطاعت کے لئے
موجود ہوں دو سب قلعوں سے طرف میری حالت بیکار نہیں ہوئی ہے میں سرکار سے
تھوڑی مدد چاہتا ہوں ایسی فنانشل حالت میں زیادہ اخراجات کا بار سرکار پر ڈالنا نہیں
چاہتا میرا معروضہ صرف اتنا ہے۔

"جو کمند گرد میری دیوارون کے درختون کو کاٹتے اور گراتے تھے ابر مدد"
"استحفاظ رکھنے کے لئے مقرر تھے وہ مقرر کر دیے جائیں اور میرے موجود"
"مکانوں کی جمعین اکثر پختہ لداؤ ہیں ترمیم کرکے کچہری تحصیل اور امینی"
"اور دفتر صدر تعلقداری یہان مقرر کر دیا جائے۔"

سرکار کی اس امداد سے مجھکو شب و روز کی تنہائی کی پریشانی سے نجات ملیگی اور میرے
ویران مکان آباد ہو جائینگے اور قصبہ کی آبادی میں بھی ترقی ہو جائیگی اصل یہہ ہے کہ میں
ہمیشہ انسانوں کی صحبت کا خوگر رہا ہوں اس سبب سے اب تنہائی سے دل بہت گھبراتا ہے۔
اب میں التفات پرور دل گستر حاکم ضلع سے یہہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے
بھائی ناندیڑ صاحب کو آپ نے اپنی قیام و توجہ سے رونق بخشی اور اسکے بیٹے ویسے کر

کے باغ کے روبرو سے ہوتا ہوا گذرتا تہا اتنا وسیع اور قدیم رستہ خالصہ ہوتی ہی بند کرکے
شریک زراعت کرلیا گیا مین ہزار سر پیٹا کیا مگر کسی نے بمصداق۔

کون سنتا ہے فغانِ درویش   قہر درویش بجانِ درویش۔

اعتنا نہ کی اور کوئی پرسان حال نہ ہوا اب خیال فرمائیے کس مصیبت کا سامنا ہے کہ اگر
غلام دستگیر صاحب کے باغ سے گاڑی ناندیڑ کے جانب روانہ ہو تو اسکو کمانی دروازہ
سے گذر کر بہادرپورہ سے ہوتے ہوئے خندق کے پاس سے کوٹ بازار آنا پڑتا ہے۔ دوسری
مصیبت یہ ہے کہ اکثر حصہ آبادی کے ویران مقامات پر خصوص تالاب کے پشتے دا ورنگ پورہ
و فتح برج کے جانب اور مختلف مقامون پر خار دار جنگل سینڈہے[1] نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ دن دہاڑے
اسطرف کے رستہ نے راہرون کو خوف دلا دلا کر گانون کو بدرونق اور ہیبت ناک بنا دیا ہے
آپکو غالبًا یہ نہ معلوم ہوگا کہ مجھکو قدیم لوگون نے رشک کشمیر کیون خطاب عطا فرمایا تہا مین اسکا
سبب بیان کرتا ہون کہ مرے اطراف مین بہت سے تالاب ہتے اور ان کے بدولت مری سرزمین
نہایت سرسبز رہتی ہتی اور اقسام اقسام کے میوے یہان پیدا ہوتے اور وہان کی پیداوار خوب ہتی
یہی تو سبب ہے کہ مجھکو ہمیشہ صوبہ دار تلنگ کے ماتحت رہنا پڑتا تہا باوجودیکہ میرے بسنے والے
اکثر مرہٹی بات کرتے ہین۔

میرے محسن اور عنایت فرما مولف صاحب تاریخ قندہار دکن نے صرف انہین تالابون کے نام
بتلائے ہین جنکا ذکر رپورٹ بندوبست مین ہوا ہے ایک تو میرے خاص قصبہ کا بڑا تالاب دوسرا
لال نگر کا تالاب تیسرا بریدشاہی تالاب جسکو ہزاری کا تالاب کہتے ہین چوتہا کمل تالاب۔
پانچوان برخوردار نور نظر موضع بانگرہ کا تالاب چہٹا برخوردار لخت جگر موضع کروڑی کا تالاب
ان تالابون کا حال یہی مجمل لکہدیا ہے قصبہ کے بڑے تالاب کی مٹی خراب ہو رہی ہے اور موسم
بارش مین زراعتون کی مٹی تالاب مین آکر اسکی گہرائی جاتی رہی اور مٹی سے تالاب بہر گیا زیادہ
پانی اس مین سما نہین سکتا اسکے انسداد کے لئے قدیم حکامون نے اس تالاب کے اوپر کے
حصہ کی زمین بلاکاشت رکہہ چہوڑی تہی لیکن بندہ حرص لالچی راجہ جی سنگہ نے اس تالاب کے

[1] جسکو اہل ہند تہوہر کہتے ہین ۱۲

دو میل کے فاصلہ پر اپنے سعادتمند بیٹے گلاب سنگھ کے نام پر گلاب باڑی بسائی اور اس تالاب
زمین مین کاشت شروع ہو گئی اور تالاب مین تھوڑی تھوڑی باریک مٹی آنے لگی جب سندھیون کی
عملداری شروع ہوئی تو امام بخش صاحب نایب نے تالاب کے اوپر جانب امام باڑی
بسائی اور تالاب کے پاتی نالہ کے اطراف ہل چلنے لگا اور بہت سی مٹی تالاب مین آتی
چلی گئی مگر سندھیون نے موجودہ آمدنی کا خیال کرکے آیندہ تالاب کی مضرت کا خیال نکیا
جناب عالی ان سندھیون نے تالاب کا بگاڑنا تو ایکطرف یہ سے قدیم نام کو بھی بگاڑ دیا تھا۔
معزز مسلمانون نے اپنی لیاقت اور فصاحت پسندی سے مجھے کندارسے قندھار بنایا تھا
مگر ان سندھیون نے پھر مجھے اسی قدیم لقب سے یاد فرمایا جتنے ولایتی سندھی تھے سب
مجھے بجائے قندھار کے کندار پکارا کرتے تھے اگرچہ مجھے غصہ آتا تھا اور جی ہی کڑھتا تھا
مگر انکی حرکات پر ہنسی بھی آجاتی تھی اس تالاب کا کیچڑ تو اب کون نکال سکتا ہے
اگر اسکے دہانون کی ہی مرمت ہو جائے اور بارش کے ایام مین جو پانی لبستی کا ۔
تالاب مین جاتا ہے اسکو روکدیا جائے تو بہ غنیمت ہے کیونکہ آبادی مین سے اور شہر کے
راستون و گلیون سے جو پانی بہکر تالاب مین جاتا ہے وہ غلیظ ہوتا ہے بہت سے
مکانات تالاب کے کنارے پر ہین ان کے بدررو جو تالاب کے جانب ہین انکا روکنا
ضرور ہے اور اسکا انسداد عہدہ داران صفائی کے توجہ پر منحصر ہے ۔
تین تالاب مناڑ ندی کے اسطرف موجود ہین ایک چیچالہ کا تالاب دوسرا ڈھوالہ کا تالاب
ان کے پشتے پختہ سنگ بست ہین مگر بند ٹوٹ گئے ہین ڈھوالہ کے تالاب کے اوپر
کھڑک تالاب ہے گو اسکا پشتہ سنگ بست نہین مگر مٹی اور پتھر سے مضبوط بنا ہوا ہے
اور ایک تالاب لال باڑی کے اوپر کے جانب رمنہ کے پاس ہے اسکا پشتہ ہی مٹی
و پتھر سے بنا ہوا ہے دو چھوٹے تالاب لال نگر کے تالاب کے اوپر بھی ہین یہ سب کے
سب بے مرمت ہین ان مین زراعت کیجاتی ہے مین نے عروج و زوال کے بہت
زمانے دیکھے ہین کیا وہ زمانہ پھر کبھی عود کریگا جو میرے تمام تالاب پہلے کی طرح درست
ہو جائینگے اور میری سرزمین سرسبز ہو جائیگی اور مین اپنے مالگذاری مین ترقی حاصل کرونگا

میری خندق مین مٹی بھرتی چلی ہے خندق دروازہ کے بازو کا سدہ گر گیا ہے بعض جا قلعہ
کی دیوارون پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے اب اللہ تعالی ہی مجھے ان سخت مصیبتون سے
بچانیوالا ہے جس کے پیش آنیکا مجھکو خوف لگا رہتا ہے - اے مصیبت زدون کے
ہمدرد بننے والو - اے بیکسون کی فریاد سننے والو - اے عدل پرور انصاف پسند
راست باز عہدہ دارو میری حالت ابتر آپ پر پوشیدہ نہین ہے اور یہ بھی آپکو معلوم ہے
کہ اس سرزمین کی مقدس خاک مین کیسے کیسے اولیاء عظام و بزرگان کرام استراحت
فرما رہے ہین ان بزرگوارون کی کبھی کچھ شہرت رہی اور رہے اور سالانہ حضرت سرور مخدوم کا
کتنا بڑا میلہ ہوتا ہے اور اکثر عہدہ داران ضلع و تعلقہ اس میلہ مین شریک بھی رہا کرتے
ہین اس سے اندازہ ہو سکتا ہے مجھکو اپنے دوسرے چھیون برادرون سے ہر طرح فخر اور
بزرگی حاصل ہے کیونکہ مین حاجی سیاح سرور مخدوم کا [illegible] کہلاتا ہون)-
مجھے امید ہے کہ بیکسون پر رحم کھانے والے بگڑون کو بنانے والے نیک النفس اشخاص
میری دردآمیز کہانی اور غمناک داستان

اعلیحضرت حضور پرنور آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ

نواب میر محبوب علیخان بہادر سلطان دکن بادشاہ قندہار

خلد اللہ ملکہ و دولتہ

اور عالیجناب معلی القاب راجہ یان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت [illegible]

مدار المہام سرکار عالی

کے گوش گذار فرما کے میری دادرسی کی جانب متوجہ فرمائینگے -

قطعہ

اے مرے والی مرے سلطان عالی منزلت — عہد مین تیرے زمانہ اک گل بنا رہا ہے
تو ہے سلطانِ دکن تیری رعایا ہین سبھی — تیرے نخلِ فیض کا ہر ایک برخوردار ہے
ہے ترے ہی دم قدم سے رونقِ تاج و نگین — آبیاری سے تری ملکِ دکن گلزار ہے
فیضیابِ بحرِ بخشش مین ہوا خواہِ حضور — آتشِ قہرِ غضب سے مدعی فی النار ہے

ہے زمانہ پر سدا ابرِ کرم سایہ فگن ہو ۔ یک نگر محروم بخشش تعلقہ قندہار ہے
یک زمانہ تہا کہ میں تہا امن و ملجاے خلق ۔ اور اب آفت میں خود ہی میری جانِ زار ہے
تہی مری پشتی مگر پشت و پناہِ بیکسان ۔ دوسرے کی دستگیری اب مجہے درکار ہے
تہا کبہی یک گوشۂ امن و امان میرا حصار ۔ اب مجہی کو امن ملنا کسقدر دشوار ہے
کنگرے میرے کبہی تہے ہمسرِ کاخِ فلک ۔ اب ہی جسکی شان کا ہر برج سے اظہار ہے
مین وہی ہون جسپہ پڑتی تہی زمانہ کی نظر ۔ لیکن ابتو گردشِ قسمت سے مٹی خوار ہے
رحم کے قابل ہے میرا حال زار اب کیا کہون ۔ یک نگاہِ لطف ہو جائے تو بیڑا پار ہے

گذارش بہ عالیجناب مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی

سر مہاراجہ بہادر رکن السلطنت ۔ جو وزیر اعظم شاہ نکو اطوار ہے
وہ مبارک عہد ہے عہدِ وزارت شاد کا ۔ شادمان جس سے کہ ہر یک بیکس و لاچار ہے
پہر مجہے ہی کیون نہ ہو امید اسکی ذات سے ۔ اب انکا عطیہ یا بنا دے وہ مجہے مختار ہے
ہو خدارا ابتو میری خستہ حالی پہ نظر ۔ بس یہی یک التجاے تعلقہ قندہار ہے

بجناب نواب محمد بہاء الدین خان لشکر نواز جنگ بہادر صوبہ دار صوبۂ اورنگ آباد

ذی مرتبت بلند خیال و فلک جناب ۔ جنکا نہین ہے آج جہان مین کوئی نظیر
نواب نامدار لشکر نواز جنگ ۔ جہکتا ہے آستانہ پہ جنکے سپہر پیر
ہے جن سے صوبہ داری کی رونق بڑہی ہوئی ۔ مداح عدل و داد کا ہے ہر جوان و پیر
چشم کرم ہے جملہ رعایا پہ جس طرح ۔ قندہار پر ہی لطف ہو اے آسمان سریر

بہ جناب مسٹر سہراب جی جمشید جی چینائی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ

صاحبِ عدل و سخا سہراب جی جمشید جی ۔ ہین تعلقدار اول جو بصد شان و حشم
ان کے عدل و داد سے ہی سب رعایا کامران ۔ ایک سان رہتی ہے سب کے حال پر چشمِ کرم

ذات والا انکی ہے حاجت روائے بیکساں	نام نامی جسکے باعث ہے عالم مین علم
جسطرح نانڈیڑ کی رونق بڑہائی آپنے	ہیو یونہین قندہار پر بھی لطف اے عالی ہمم

اے جملہ سررشتہ کے معزز عہدہ دارو

مجھکو جو کچھہ عرض کرنا تہا عرض کر دیا اب اپنی دادرسی کا فیصلہ اپنی تقدیر پر چھوڑتا ہون عرض کرنا میرا کام تہا اور یہہ خبر کر دینا ضرور تہا کہ کمند گردون کے موقوف کئے جانے جو درخت دیوارون پر بڑہتے جاتے ہین یہہ کمال عروج پر پہونچکر مجھہ ناچیز قلعہ کی قدیم یادگار کو تباہ کر دینگے جسپر اس سررشتہ کو افسوس کرنا پڑیگا جو آثار قدیمہ کے برقرار رکہنے کے لئے سرکار قائم کرنا چاہتی ہے ۔

عرضی گذار خاکسار قدیم یادگار قلعہ قندہار
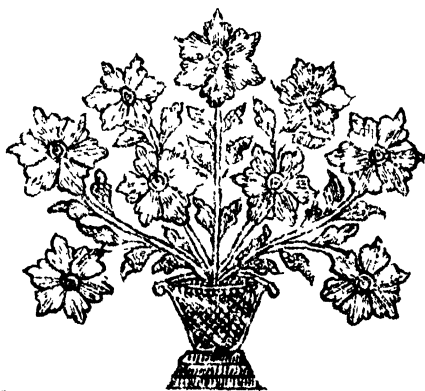
تقریظ از عالیجناب قدردان علم و کمال حسنات مآب جناب [illegible] راے رایان بہادر امانت ونت [illegible] دام جلالہ

نوشتہ بماند سیہ بر سفید — نویسندہ را نیست فردا امید

دنیا مین تصنیف یا تالیف ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے مصنف یا مولف کی یادگار رہتی دنیا تک قایم رہتی ہے زمانہ کا الٹ پھیر یا عالم کا انقلاب اسکو کسی طرح نہین مٹا سکتا اور اگر ایسا ہوتا تو ہم آج طبری۔ مورخ روضۃ الصفا۔ ابن خلکان و مورخ تاریخ فرشتہ کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے مگر نہین یہی تصنیف و تالیف ہے جس سے ان مشاہیر مورخون کی زندہ تصویرین ہمارے آنکھون مین پھرتی رہتی ہین۔ اور اسی کا طفیل ہے کہ گذشتہ اولو العزم شاہنشاہون اور عالی دماغ فلسفیون ،، جنکی ہڈیان بھی اب ڈھونڈے سے نملینگی ،، کے کارنامے ہمارے دلونمین بیحد جوش پیدا کر دیتے ہین یہہ ایک ایسا مذاق ہے جو اپنی نظیر نہین رکھتا۔ جسکو تصنیف یا تالیف کی جانب توجہ اور اوپر طرہ یہہ کہ حب الوطنی کا بھی جوش ہو تو ،، سونے مین سہاگے کے مصداق ،، اوسکا کیا کہنا ہے

غور سے اور بڑے لطف کے ساتھہ پڑہا۔

قندہار کا نام سن کے عموماً اہل ہند کا خیال اس مشہور و معروف شہر کی طرف جائیگا جو افغانستان کے علاقہ مین ہے اور جسکا نام فارسی لٹریچر مین بارہا آیا کرتا ہے۔ مگر ایسے بہت جاننے والے بہت کم ملین گے کہ اس نام کا ایک شہر دولت آصفیہ نظام خلد اللہ ملکہ کے قلمرو مین موجود ہے جو اس شمالی و مغربی قندہار سے کبھی کہین زیادہ باوقعت تہا ہمارا یہہ دکہنی قندہار اگرچہ اب ایک چہوٹے قصبہ کی حالت مین رہ گیا ہے اور زمانے نے اسے اپنی بے توجہی کی گمنامی کے دہند ہلکے مین ڈالدیا ہے مگر عمر مین اپنے ہم نام افغانی شہر سے بہت زیادہ بڑا اور قابل عزت ہے۔ یہ حضرت مسیح سے پیشتر ایک پرسطوت دار السلطنت تہا جبکہ افغانستان کے قندہار کا نام و نشان بہی نہ تہا۔

یورپ مین معلومات کی ترقی نے فی الحال یہ صورت پیدا کرلی ہے کہ ہر چہوٹے سے چہوٹے اور گمنام سے گمنام قصبہ کے حالات مین بہی کوئی نہ کوئی کتاب موجود ملتی ہے بخلاف اس کے ہمارے یہان یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور تاریخی مقامات کے حالات بہی ہزار جستجو کی جائے نہین دستیاب ہوسکتے۔ ایسی حالت مین ہم اپنے لائق دوست امیر حمزہ صاحب کے شکر گذار ہین کہ انہون نے مملکت دکن مین اس اعلی ترقی کا یہہ پہلا نمونہ دکہا کے ہم کو وہ حالات بتا دئے جو ایسے پردۂ خفا مین تہے کہ بمشکل معلوم ہوسکتے تہے اور اس کے ساتہہ ہی اپنے وطن قندہار کی نہایت معقول مناسب اور مہذب خدمت بجا لائے۔

زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ زبان نہایت سادی بے تکلف اور واقعہ نگاری کی شان لئے ہوئے ہے۔

مجہے امید ہے کہ لوگ اس بے مثل تاریخ کو جو اپنے نوعیت مین اکیلی ہے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجہ کے ہاتہون ہاتہہ لین گے اور سرکار عالی بہی اسکی قدر کر کے مصنف کا حوصلہ بڑہائیگی

از عالیجناب مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر استاد حضور پر نور بندگانعالی و شہزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی

یہہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ فن تاریخ ہر وقت ہر قوم مین قدر کی نگاہون سے دیکہا گیا ہے

اور درود بیحد اوس نور خدا اور رسول ہدا پر کہ ظہور ہوتے ہی کونین کو اپنے جلوہ سے منور فرمایا
بعدہ فقیر خاکسار سید شاہ صاحب حسینی ابن حاجی سید شاہ حید رعلی عرض کرتا ہے کہ عالیجناب فضیلت ماب
شاعر فصاحت شعار بلاغت آگین مولوی محمد شمس الدین عرف محمد امیر حمزہ صاحب نے ایک
عرصہ تک ملاحظہ کتب تاریخی وسیاحی تمام اضلاع ملک دکن مین کرکے جہان سے حالات قندہار
دستیاب ہوے لیکر دریافت وتحقیقات سے کتاب لاجواب تاریخ قندہار دکن بعد محنت تصنیف
فرمائی - بصرف زر کثیر چھپوائی اس نیاز مند نے شروع سے آخر تک ورق ورق دیکھا تاریخی
مضمون مین کہین فرق نہ پایا بلا مبالغہ بلا تفصیل کیفیت مختصر لنفس الامر نہایت صحیح طور سے بیان
کیا گیا ہے مصنف صاحب کا فضل وکمال جو شہرۂ آفاق ہے تاریخ قندہار خود اسکی مصداق ہے
کیا کہیے کیا لکہی - ؏ از دست گدا ئے بینوا ناید ہیچ - جز آنکہ بصدق دل دعا ئے بکند - اللہ تعالیٰ
مصنف صاحب کو جزا ئے خیر دے - اگر زمانہ اور چندے ہمارے قندہار کے حال سے بے اعتنائی
کرتا تو یقیناً اسکے نام وعظمت کا جہاز ہی غرق ہو چکا تہا خدا کا شکر ہے کہ مصنف صاحب کی
کوشش سے جنکو دراصل ہم اہل وطن کا محسن کہنا چاہئے سلسلہ وار ایک قدیم آبادی کے
حالات چہپ چکے گویا قندہار کی نہایت خوشنما تصویر کہنچی گئی ہے جو موجودہ وآئندہ یادگار
کے لئے ایک فائدہ بخش چیز ہے - خدا تعالیٰ اس کتاب مسطور کو مقبول ومرغوب
عالم کرے - آمین -

قطعہ تاریخ

امیر حمزہ صاحب نیک کردار نوشتہ اند این تاریخ قندہار
برا ئے سال ہجری اے حسینی برآمد میر از تاریخ قندہار
۱۳۲۱ھ

ولہ

از امیر حمزہ صاحب ممتحن گشت چون تصنیف حالات کہن
عیسوی سن گو حسینی شد طبع راز کل تاریخ قندہار دکن
۱۹۰۳ء

ازجناب مولوی عبدالغفور صاحب فرزند مولوی محمد فرید الدین صاحب برادر قاضی قصبہ وروال راجورہ

الحمد للہ - آج ان نامور اور اولعزم لوگون کی روح کہکانے لگی جو قندہار کی روح پرور آب وہوا

اور اسکی سرزمین مین پرورش پاکر اپنے مایہ حیات یعنے زندگی کے کارنامونکا پراگندہ دفتر دنیا مین چہوڑ گئے ہتے۔ اور انقلاب و امتداد زمانہ کی وجہ سے اسکی صورت صفحہ جہان سے نقش موہوم کیطرح قریب المحو ہو چکی تہی۔

اے خواب عدم کے سونیوالو اوٹہو اور دیکہو کیا یہہ وہی قندہار ہے جو تمہاری آرزو نکا مرکز اور خواہشونکا مرجع تہا۔ افسوس آج تم اوسی سرزمین کی آغوش مین میٹہی نیند سورہے ہو۔ جو کسی وقت مین تمہارے اولوالعزمیون کا تختۂ مشق اور دلی حوصلون کی جولان گاہ تہی زمانہ کی کایا پلٹ اور اس طوفان بے تمیزی کے سخت حادثون نے تم کو کس کنارے لگایا اور تہوڑے ہی عرصہ مین تم مین کسقدر عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ وہ تمہارے مستقل ارادے۔ ان تہک ہمتین۔ خود مختار حکومتین جنکی آفاق مین شہرت اور دنیا مین دہوم تہی کہان گئین۔ اور کسکی نظر بد نے انکو کہا لیا۔ تمہارے شاہانہ کر و فر اور خود سر حکومتون کے طمطراق آج جو ہم الفاظ کے آئینون مین دیکہتے ہین اسمین بجز خیالی تصویر کے اور کچہہ نظر نہین آتا جس آثار قدیمہ کی تم نے بنیاد رکہی آج اس کے دیکہنے سے ثابت ہے کہ کارساز زمانہ نے تمہارے حقوق اپنے دوسرونکو ترجیح دی اور تم کو صفر بین الاعداد کیطرح رکہہ چہوڑا۔ بالآخر حرف غلط کیطرح صفحہ جہان سے مٹا کر رہا۔ آج اسقدر بہی کچہہ بتلا سکتے ہو کہ تمہارے حیرت انگیز سرگذشتین اور عبرت خیز داستانین زمانہ کی دستبرد سے بجنسہ محفوظ رہین یا کچہہ تصرف و معرض اتلاف مین بہی آگئی ہین۔

علم تاریخ بجائے خود ایک باعظمت اور مہتم بالشان علم اور اس تاریخ نویسی کا منصب اور اسکے فرائض نہایت مشکل اور گران ہین۔ خصوصاً وہ حالات جو قید سلسلہ سے خارج ہون اور مختلف واقعات نے جرح و تعدیل کے معرکہ مین ایک غیر امتیازی شکل پیدا کر چکے ہون اسپر وہ لوگ بہی قلیل الوجود بلکہ نایاب ہون جو گذشتہ واقعات دیکہے ہوئے یا بالاجماع صحت کے ساتہہ سماعی حالات بیان کر سکتے ہون اور بعض حالات جو متواتر پہونچے دوسرے واقعات کیوجہ اوسمین کوئی نکوئی علت قادحہ پیدا ہو جانے سے لامحالہ فرو گذاشت لازم آجائے جس سلسلہ مین تقاطع کی ایک صورت پیدا ہو۔

مکرم ومعظم - رموز دان بلاغت - واقف اسرار فصاحت عالیجناب مولانا مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نے جس دقت نظری سے ان پراگندہ ومنتشر حالات مین نہایت صحت واستناد کا پہلو اختیار کر کے اس تاریخ قندہار کی تالیف مین جو بدرجہ ایک تصنیف کے ہے سعی فرمائی وہ بیشک قابل صد آفرین اور لایق ہزار تحسین ہے -

تاریخ کیا ہے ایک جام جہان نما ہے اردو زبان کے بامحاورہ شستہ اور سادہ الفاظ مین کل خطہ دکن بلکہ تقریباً تمامی ہندوستان کے تاریخی واقعات کا ایک لب لباب ہے - مختلف بیانون نے قندہار کے واقعات کی کچھ ایسی صورت بدل دی تھی کہ اسکا پتا لگانا ہی دشوار تھا باوجود اسکے آپنے اصلی تاریخون مورخون کے ترجیح کرنے مین پوری یا جہان تک ممکن تھی کامیابی حاصل کی اور کوئی بات ایسی نہین بتلائی جو غیر ضروری یا غیر معتبر ہو نہ بیانات مین بھی نہایت موشگافی سے کام لیا جہان کہین کسی غیر جگہ کا تذکرہ شروع ہوا ہے اخیر مین اوسکا تعلق نہایت خوبی کے ساتھہ سلسلہ قندہار سے ملا دیا گیا ہے غرض اون امور کے تشریح کرنے مین جو انسان کی سمجھ مین کیون سی معلوم ہوتی ہے بیکار کاوش کرنا پڑی ہوگی وہ جناب مصنف کا دل ہی جانتا آپکی اس محنت وکوشش کا احسان نہ صرف اہل وطن تک ہی محدود ہے بلکہ تمام قوم پر ہے اے حادثی ہونگی عزت دلبتا ای قندہار تجکو اپنی خوش قسمتی پر جسقدر ناز ہو اوسکا تو مستحق اور تیرے لئے زیبا ہے تیری پیاری شکستہ اور گذشتہ جلال کا اثر جو زایل ہو چلا تھا پھر دلون پر نقش ہو رہا ہے تیری دہشت کو ترا دلون ہی ہو گئی اثار نئے پھر اون نئی شکل مین جلوہ دکھایا تیرے عنصر مین آب حیات کا جز مل دیا اور تیرے ان لوگون مین جو تیرے سرزمین پر ہمیشہ قتل گاہ مین آرام پا رہے ہین اس عمل مسیحائی نے تازہ روح پہونکدی گویا ان مردون کو اس اعجاز بیانی پھر زندہ کر دکھایا تیری عزت وشان کا چراغ جسکو باد حوادث زمانہ نے گل کر دیا تھا اب پھر کچھ ایسی انتظام واہتمام سے روشن کر دیا گیا ہے کہ قیامت تک ٹمٹماتا اور خوش ہو کہ تیرا نام آفتاب کی طرح لکھا گیا کہ ہمیشہ تک دنیا مین چمکتا رہیگا - اب اس دعائیہ فقرہ پر قطعہ تاریخ کے ساتھہ مین اپنی تقریظ کو ختم کرتا ہون کہ خدا تعالی مولف صاحب کی قابل قدر سعی کو حسن قبول سے مشکور فرمائے

قطعہ تاریخ

حمزہ معجز بیان مولوی فضل نے — ذکر قندہار دکن لکھے ہین خوب
طبع کا سن دل نے خوش ہوکر کہا — جملہ حالات وطن لکھے ہین خوب

۲۱ ۱۳

از خاکسار محمد عبد الحمید مہتمم پریس سررشتۂ ٹپہ سرکار عالی متعلقہ مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

تاریخ زمانہ کے انقلابات اور قوم کی اصلی دولت وثروت کا فوٹو اور اس مفلس قوم کو جو کسی گذرے ہوئے زمانہ مین دولتمند اور متمول کہلاتی تھی ترقی کے طرف اپیل کرنے اور عبرت دلانیوالا رفیق امراء اور ان لوگون کا مایہ ناز ہے جو صرف اپنے اب وجد کی دولت وعظمت پر فخر کرتے ہین اور خود بے سروسامانی یا کم ہمتی سے مرد میدان نہین بن سکتے۔

یہ مسلم امر ہے کہ ایک قابل طبیعت اور لایق دماغ رکھنے والے انسان کو تاریخ سے بڑھکر کوئی ایسا پرجوش واعظ اور رہبر کامل نہین مل سکتا جو ترقی کا راستہ بتلا سکے اور اپنی نصیحت اور عبرت بھری الفاظ سے اسکے اسلاف کے مراتب ومدارج کو بیان کرکے اسکو اپنے اسلاف کی سی عظمت اور عزت حاصل کرنیکا شوق دلائے اور باعث ترقی ہو۔ یون تو ہر تاریخ خواہ وہ کسی ملک یا کسی قریہ کے اچھے یا برے حالات سے مملو ہر قوم کے لئے از حد مفید اور نافع ہے لیکن خصوصاً ایک ایسے شہر کی تاریخ جو گذشتہ زمانہ مین دار السلطنت اور مرکز دولت وثروت رہ چکا ہو اور اب زمانہ کے انقلابات سے ایک ایسا قصبہ کہلائے جسکو مستقر تحصیلداری ہونا بھی نصیب نہین قوم کے لئے مایۂ عبرت اور زمانہ کے انقلابات اور تغیرات عالم کا درد انگیز منظر ہے۔ ایسی ہی تاریخ قوم کے اُن تمام افراد مین جوش اور امنگ پیدا کر سکتی ہے جن پر تعلیم کا کچھ بھی اثر ڈالا گیا ہو تاریخ کی عمدگی کا دار ومدار صحت احوال فصاحت بیان اور مورخ کا کسی امر متنازعہ مین غیر طرفدار ہونا ہی جہان تک دیکھا جائے تاریخ قندہار ان اوصاف سے موصوف اور عیوب سے مبرا ہے اسمین احوال تاریخی نہایت ہی صحت اور تنقید سے لکھے گئے ہین اور جن جن کتابون کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نہایت ہی معتبر اور قابل اطمینان ہین مطالب تاریخی اس فصاحت اور بلاغت سے لکھے گئے ہین کہ اسکے پڑھنے سے زبان کو ایک ایسا لطف حاصل ہوتا ہے جو ممکن نہین کہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہو سچ تو یہ ہے کہ تاریخ قندہار اسم بامسمی قند کا ایک دلفریب ہار ہے۔ مولف صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے قندہار کے ان دلکش اور دلفریب مقامات کے حالات جو امتداد زمانہ سے قندہار کے شکستہ دیوارون کی مٹی اور اسکے کھندرونکے کوڑے کرکٹ مین دب گئے تھے کرید کرید کر نکالا ہے آپ نے اس نایاب کتاب مین نہ صرف وہی احوال لکھے ہین جو سنے ہوئے یا تواریخ مین دیکھے ہوئے ہون بلکہ آپ نے اکثر مقامات اور تعلقات کو ملاحظہ فرماکر

اپنے چشم دید مقامات کی صحت کتب تواریخ سے کی ہے۔ اور بعض بعض ایسے مقامات کے احوال بھی لکھے گئے ہین جسکو ابتک کسی مورخ نے بیان نہین کیا اور جسکو آپ ہی کی تلاش اور تجربہ سے تعلق ہے مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ کے مصاحبت مین آپ نے ممالک محروسہ سرکار نظام کے چودہ اضلاع اور انکے اکثر تعلقات کا دورہ کیا اور نیز بعض غیر ممالک یعنے پونہ بمبئی وغیرہ کو بھی ملاحظہ فرماکر اپنے تجربہ ترقی دی ہے پس اے قوم کے ہمدردو اور اے گذشتہ عظمت اور اسلاف کی شان وشوکت کو نظر عبرت سے دیکھنے والو تاریخ قندہار مین اپنے اسلاف کی شان وشوکت کے افسانے پڑھو اور قوم کے نونہال نوجوانونکو اگلی سی عزت حاصل کرنے کا سبق سکھاؤ۔

اے ملکیو۔ اپنے ملک کے ایک ادنی جزو قندہار ہی کو عبرت کی نظر سے دیکھو کہ اسکی گذشتہ عمر کسقدر شان وشوکت سے کٹی اور اب اسکا کیا حال ہے۔ اور اس مبارک تالیف کی قدر کرو تاکہ مولف کی حوصلہ افزائی ہو اور تمہاری قدردانی مولف کو کسی دوسرے قومی تالیف یا تصنیف کی طرف متوجہ کرے۔ مین اخیر مین قندہار دکن کو مبارکباد دیتا ہون کہ اسکی دردانگیز کہانی اور دل ہلا دینے والی عرضداشت حضرت حمزہ کے توسط سے اسکے سرپرستون تک پہونچگئی کیا عجب جو انصاف پسند نیک طینت حکام اسکی عرضداشت کو نظر قبولیت سے دیکھکر انصاف کی داد دین فقط

تواریخ

از عالیجناب معلی القاب مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی سابق مددگار ناظم

صاحب حضرت امیر حمزہ ذی فضل نے — اس زمانے مین جو ہین فخر ادیبان سخن

خوب لکھی ہے فن تاریخ مین عمدہ کتاب — جسکے ہین مشتاق سب اہل ہنر ارباب فن

دے جزائے خیر اسکی انکو خلاق جہان — خوش رہین وہ نوجوان ہین بلطف پنجتن

عمدگی کا اسکے کیا مجھسے بیان وصف ہو — ہین قدردان سب اسکے غیرت لعل یمن

ختم کر لکھ معلی مصرعہ تاریخ جلد — ہے کتاب حالت با وقعت قندہار دکن

۱۳۱۳ھ

ولہ

منشی بے مثل امیر حمزہ صاحب کمال — ہے مولف اس کتاب غیرت گلزار کا

اسکے چھپنے کا سن فصلی معلی نے لکھا — چھپ گیا کیا خوب پورا حال اب قندہار کا

۱۳۱۲ف

از جناب مولوی محمد رفیع الدین حسین صاحب المتخلص نفیس معتمد سمستان گدوال

میکنم اول ادا حمد خداے ذو المنن — زان سپس لغت شہ لولاک سالار زمن
اندرین آوان کتاب بے بدل تالیف کرد — مخلص ذیشان امیر حمزۂ شیرین سخن
کرد ایک جا با عرق ریزی و تحقیق دقیق — تازہ تر گلہاے رنگین از گلستان کہن
نور افشان در جہان باشد سواد این کتاب — در مشام خلق تا خوشبو بود مشک ختن
عیسوی تاریخ طبعش زد رقم کلک نفیس — چاپ گردیدہ چہا تاریخ قند ہار دکن
۱۹۰۳ء

از جناب نواب محمد عبد الوارث خانصاحب ناظم دفتر تنقیح فوج علاقہ پائگاہ نواب امیر کبیر بہادر

ہے یہ تالیف امیر حمزہ کی — اس کو نادر ہزار بار کہو
کوئی پوچھے جو سال الوارث — سیر خاص قند ہار کہو
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی میر حشمت علی صاحب حشمت میر منشی صدر دفتر نظامت پائگاہ خانجانان بہادر

سال قند ہار دکن کی تاریخ — حضرت حمزہ نے تالیف جو کی
حال اقوام و سلاطین کے سوا — کیفیت عمدہ ہے سب اسمین بھری
تمام خلقت کے افادہ کے لئے — حیدرآباد کے مطبع مین چھپی
کلک نے طبع کی حشمت تاریخ — چھپی تاریخ عجیبہ لکھی
۱۳۲۱ھ

ولہ

سال قند ہار دکن مین حشمت — لکھی حمزہ نے جو عمدہ تاریخ
طبع کا سال کہا دل نے مرے — چھپی نایاب و زیبا تاریخ
۱۳۲۱ھ

از مولوی محمد عبد الوہاب صاحب عندلیب فرزند مولوی محمد ضیاء الدین صاحب مرحوم

کتابے طبع شد در حال قند ہار — ہمایون اختر اقبال قند ہار
اگر بینی بہ چشم عبرت آن را — فزاید در نظر اجلال قند ہار
ہمین قصبہ کہ گمنام است امروز — ہماے بود فرخ بال قند ہار
بدار الملک روزے نام زد بود — خزائن داشت پر اموال قندہار
کنون گر بنگری ناید نظر ہیچ — بجز ویرانۂ اطلال قند ہار

خدا فرمود - آیا ادخلوہا بسلام آمنین (۱۳۲۱) | بہمین گوید ترا امثال قندہار
بگو در سال طبعش عند لیبا | جہان مطبوع گشت احوال قندہار ۱۳۱۲ف

از جناب حاجی محمد اکرام الدین صاحب اکرام صیغہ دار رجسٹری سمستان گدوال

امیر حمزہ شیرین بیان نے | لکہی قندہار کی یہہ اچہی تاریخ
ہوئی تاریخ کی جب فکر اکرام | کہا دل نے - چہپی حمزہ کی تاریخ ۱۳۲۱ہ

از جناب حاجی مولوی محمد برہان الدین صاحب برہان سفیر سمستان گدوال

ہے یہہ تالیف حمزہ ذیشان | ملک مین دہوم مچگئی جس کی
کہا برہان نے مصرعہ تاریخ | لو یہہ تاریخ چہپ گئی اچہی ۱۳۲۱ہ

از جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب وکیل تخلص مفید برادر خطیب مومن آباد

ہو چلا ہے ملک مین علمی مذاق | شکر خلاق کریم ذو المنن
ہے ترقی کی صدا ہر سمت سے | ہو رہا ہے زندہ ہر یک مردہ فن
قدر حمزہ کی کرو اے ملکیو - | جنکی کوشش نے لگایا یہہ چمن
اجکل محنت وہی مشکور ہے | جس سے زندہ ہوگیا ہر کوئی فن
مین نے اس تاریخ کو دیکہا تمام | ہین بہت دلچسپ حالات دکن
حضرت حمزہ کی یہہ تالیف ہے | کیون نہو پاکیزہ انداز سخن
آؤ اسکے طبع کا ملکر مفید | قدر کے لیجے مین سب اہل وطن
ق
از سر بہجت مسیحی سن کہین | مرحبا تاریخ قندہار دکن ۱۹۰۲ع

از جناب مولوی محمد نیاز الدین صاحب نیاز برادر خطیب مومن آباد آنبہ -

واقف اسرار فصاحت حمزہ ذیشان نے | وہ لکہی تاریخ ثانی جسکی اب ممکن نہین
سال اسکے طبع کا ہاتف نے مجہسے اے نیاز | کہدیا - حالات ہین قندہار کے لوز یقین ۱۳۲۱ہ

از جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب منشی صدر شفاخانہ سرکار عالی

چو مطبوع گردید تاریخ قندہار | ز فکر جناب معلائے حمزہ
چنین کرد سالش مرتب حفیظ | بشد چاپ تاریخ قندہار زیبا ۱۹۰۳ع

از عالیجناب ظہوری ظہور نظیری نظیر راقم الدولہ مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب

ظہیر دہلوی یادگار حضرت ذوق مرحوم

شکر للہ از سر امداد رب ذوالمنن | ہو چکی مطبوعہ اب تاریخ قندہار دکن
صاحب تصنیف ہیں کیسے فصیح باکمال | حضرت حمزہ وحید عصر ظہراء زمن ۱۸۲۵ عیسوی
واہ وا التصنیف کی ہے کیا کتاب لاجواب | ہے روا جس مرتبہ مداح ہوں اہل وطن
کہہ رہی ہے خود عبارت از سر جوش صفا | آئینہ ہے باصفا تاریخ قندہار دکن ۱۹۰۳ء
اے ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہی تاریخ طبع | واقعی یہ جام جم ہے گلشن رنگ زمن ۱۳۲۱ھ

طبعزاد گہاسی رام صاحب سیفؔ

حضرت حمزہ نے باصد آب و تاب | سیر قندہار لکھی لاجواب
سال ہجری سیف نے اسکا لکھا | خوب مطبوع ہو چکی نادر کتاب ۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی سید فقیر صاحب منشی صدر کچہری شیخ خانہ سرکار عالی

شادان بشو ملک دکن نازان شوند اہل وطن | مژدہ بود بر تو زمن خوش باش قندہار دکن
تالیف کردہ نسخۂ چون حمزۂ رنگین بیان | آوازۂ صد مرحبا افتاد در بزم انجمن
غم خوارگان ملکیان گویندگان قوم قوم | جویندگان منزلت دلدادگان فن سخن
آیند اینجا بنگرند دریائے معنی شد روان | مضمون بریز و لعلہا حرفیست چون در عدن
تاریخ طبع آن چنین گفتہ فقیر از شوق دل | جام جہان بین کام لب تاریخ قندہار دکن ۱۳۱۹ھ

از عالیجناب مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن و امانت پریس حیدرآباد یادگار خاندان حضرت مرزا نوشہ غالب مغفور

دماغ جان نہ ہو کیونکر معطر | ہوئی طبع شگفتہ رشک گلزار

بہار آئی ہے بستان سخن مین — کہلے ہین چار سو گلہائے بیجار
نگاہِ شوق جسکو ڈہونڈہتی ہتی — ملا ہے آج اس کا لطفِ دیدار
یہی وہ شاہد رعنا حسین ہے — نہین ہے جسکا ثانی کوئی زنہار
وہ شاہد! جلوہ آرائے معانی — وہ شاہد! سیدہانی جس کی گفتار
وہ شاہد! ہر مصور جس سے شرمائے — وہ شاہد! جس سے صورتگر کا اظہار
وہ شاہد! نغمہ ساز بزم عالم — وہ شاہد! نوحہ خوان دور دوار
وہ شاہد! جسمین ہے رنگ زمانہ — وہ شاہد! جس سے نیرنگی کا اظہار
وہ شاہد! نونہالِ باغ مضمون — وہ شاہد! جو کہ ہے تاریخ قندھار
یہہ ہے وہ حضرتِ حمزہ کی تالیف — ہوئے ظاہر گذشتہ جس سے آثار
مولفِ مایۂ نازِ دکن ہین — مولف ہین متاعِ فخرِ قندھار
زہے ذی علم شاعر نکتہ پرور — زہے بے مثل ناظم اور نثار
زہے فکرِ بلند آسمان رس — زہے اوجِ خیالِ برقِ کردار
لکہی ہے واہ کیا تاریخ دلچسپ — ہین سب مضمون جس کے باغِ فرخار
وہ مضمون چست وہ بندش مسلسل — کہ گویا حلقہ حلقہ زلفِ دلدار
زبان اردو کی ایسی صاف شستہ — خجل ہے جس سے آب درِ شہوار
ہے باہم اسطرح ربط مضامین — بہم ہون جس طرح گیسو و رخسار
عبارت کی روانی کہہ رہی ہے — کہ مین ہون عاشقون کے اشک کا ہار
تصنع اور تکلف سے بری ہے — زبان کی سادگی ہے آئینہ دار
کرون اسکی صفت کسطرح برتر — نہین ممکن صفت کا اسکی اظہار
لکہون برجستہ کوئی قطعہ تاریخ — کہ جس سے طبع کا سن ہو نمودار

قطعہ تاریخ

مبارک باد اے آثار قندھار — کہ پہر چمکا ہے تیرا انجم اقبال

کھینچی ہے رہ تری تصویر دلکش — نہین ممکن جہان مین جسکی تمثال
لکھی ہے حضرت حمزہ نے تاریخ — کہ جس سے ہوگیا روشن ترا حال
سنا جب وقت برتر نے یہہ مژدہ — سین طبع تین کی جانچ پر تال ۔
خوشی سے کہدیا یون بے تکلف — سن تاریخ ۔ ہے خود طبع کا بال

۱۳۲۱ھ

تمت بالخیر

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶ دیباچہ	۴	برخورد	برخوردار
"	۱۴	چکھی	چکی
۱۳	۷	صاصع	واضع
۱۵	۴	آجاتا	پہر دیاتا
۱۷	۱۴	تکڑے	ٹکڑے
۱۸	۶	چشمہ	چشمے
۱۹	۶	اس	اسی
۱۹ نوٹ	"	ہنود کے پاس	ہنود کے ہان
۲۰	۱۷	بستے	بستی
۲۲	۱۲	اپنی	اپنے
۲۴	۱	اپنے	اپنی
۲۵	۱۵	کے	سے
"	۱۹	جو	جسمین
۲۷	۲	برہمنان	برہمنون
"	۳	برہمنون	برہمنان
۲۹	۱۲	ماداہو دہرما	مادہو دہرما
۳۹	۲۳	بازو	برابر
۴۰	۱۶	زنجیر	زنجیرین
۴۳	۴	لی	کی
"	۷	موضع	مواضع
۴۴	۹	سنہ ۱۳۹۱۶ء	سنہ ۱۳۹۶ء
"	۱۴	نشاندار	شاندار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۲	لگا	لگے
۵۶	۵	قطب شاہ جو	قطب شاہ نے جو
۹۳	۱	سرایت	سرایت
۹۴	۱	مقتلوون	مقتولون
۹۹	۳	کا	کے
۱۲۶	۱۲	اپنی	اپنا
۱۲۷	۲۲	تہتک	ہتک
۱۳۳	۱۳	پگلہ	پنگلہ
۱۳۵	۱۳	گبری	گہری
۱۳۶	۱۴	نام	لقب
۱۴۰	۱۲	چوراستون	چوراہون
۱۴۱	۱۸	رام سنگ	رام سنگہ
۱۴۲	۲۱	کاہ ودآنہ	کاہ ودانہ
۱۴۹	۸	ہزار	مزار
۱۵۱	۲	کا	کی
"	"	پایا	پائی
۱۵۲	۱۰	کا	کی
۱۷۴	۵	کہانے	کہانی
۱۸۹	۵	کنتجنٹ	کنٹیجنٹ
۱۸۴	۱۳	چراعون	چراغان
۱۸۹	۴	نے	سے
۱۹۱	۸	عیوض	عوض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۶	۴	مونا	ہونا
۲۰۵	۲۲	تانی	ثانی
۲۰۹	۱۲	صلاح	زہر
۲۱۲	۲۰	آپکی	آپکا
۲۱۶	۳	ہونگی	ہونگے
۲۳۹، ۲۴۰	۱۰، ۱۷	۱۸، چبوزہ	۳۸، چبوترہ
۲۶۱	۱	تفرنیظ	تقریظ
۲۶۳	۳	معتمد	سکریٹری
"	۵	تحقق	تحقیق
"	"	اررمین	اورمین
۲۶۴	۲	صرف	طرف
"	۳	سٹریچر	لٹریچر
۲۶۵	۲۳	شمس	شمسی
۲۶۶	۹	زدست	ازدست
"	۱۳	آیند	آیندہ
۲۶۷	۵	خواہشں کا	خواہشونکا
"	۱۲	اثار	آثار
۲۶۹	۱۵	موج	مورخ
۲۷۱	۵	خونبو	خوشبو

تمت